جلوۂ طور

موسیٰؑ و فرعون

...ت مولانا مولوی حافظ محمد اسحٰق صاحب مرحوم و مغفور

ناشر

...ل پبلشنگ ہاؤس بندر روڈ کراچی

قیمت ________

کتابت ________ رشید اختر

مطبوعہ ________ ایجوکیشنل پریس کراچی

ناشر

جنرل پبلشنگ ہاؤس بندر روڈ کراچی

جلوۂ طور

مولوی حافظ محمد اسحاق مرحوم مغفور رہبریالوی عفی عنہ

اپنا چاہیتا کیا موسیٰ کلیم اللہ کو
آگ دکھلا کر لیا موسیٰ کلیم اللہ کو

طور سینا پر بلایا کس محبت سے انہیں
اپنا گرویدہ کیا موسیٰ کلیم اللہ کو

اک عصائے موسوی بخشا انہیں اللہ نے
اک ید بیضا دیا موسیٰ کلیم اللہ کو

جوش میں آکر وہ کر بیٹھے تجلی کا سوال
حد سے بس بے ہوش کیا موسیٰ کلیم اللہ کو

اور پھر تاج نبوت آپ کے سر پر رکھا
قرب اپنا پھر دیا موسیٰ کلیم اللہ کو

ناچیز بھی کر سکے اتنی کس کی ہے مجال
نصیب فرما لیا موسیٰ کلیم اللہ کو

جلوہ طور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

(یعنے)

ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں
کی طرف بھیجا

ترجمہ

قصہ ہوش ربا آج سناتا ہوں میں
اک نیا سین نیا رنگ دکھاتا ہوں میں

جو ہلا دے گا رلا دے گا مسلمانوں کو
سچ تو یہ ہے کہ مزا دے گا مسلمانوں کو

اس میں توحید و رسالت کا مزہ آئیگا
جو مسلمان سنے گا وہی حظ پائے گا

کیا اللہ نے احمد پہ یہ قصہ نازل
تاکہ امت کو محمد کی ہو لذت حاصل

طور سینا کی جھلک اس میں دکھائی دیگی
ارنی عشق کی آواز سنائی دے گی

آگ جلتی ہوئی اک ایسی نظر آئے گی
داغ عشاق کو سینوں وہ جلا جائے گی

رنگ دکھلائیگا تم کو کہیں موسیٰ کا عصا
اژدہا بن کے جو دنیا کو نگل جائے گی

بیت وہ ید بیضا کی نظر آئے گی — جس سے بس آنکھ بھی سوتی ہوئی کھل جائیگی
ل برستا ہوا آنکھوں سے دکھائی دیگا — شور محشر کہیں کانوں سے سنائی دے گا
بر قلزم پہ غضب قہر کی بجلی ہوگی — وہ بھی آنکھوں سے دنیا نہیں دیکھی ہوگی

گوش دل سے سنو اسحق یہ فرمانِ خدا
ہے جو تفسیروں میں ارشاد رسول دوسرا

فرعون کا زمانہ

فرعون بادشاہ مصر کا اصلی نام مصعب ابن ریان ابن الولید ہے اور لقب فرعون ہے یہ اپنے باپ ریان یا عزیز مصر کے انتقال کے بعد تخت سلطنت پر بیٹھا اور کفر و الحاد کی وہ رسمیں جو ریان عزیز مصر کے زمانہ کی جو بسبب یوسف علیہ السلام سرزمین مصر سے نیست و نابود ہو چکی تھیں۔ انہیں از سر نو فرعون نے جگانا شروع کیا جن کا خیر مقدم تمام مصر کی رعایا نے نہایت جوش و خروش سے کیا مگر آل یعقوب یعنی بنی اسرائیل نے ان تمام کفر و الحاد کی رسموں کے ماننے سے انکار اور سخت انکار کیا۔ فرعون نے یہ حال معلوم کر کے تمام قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ان کے جذبات مذہبی کے بدلے کفر و الحاد پر انہیں مجبور کرنا چاہا۔

جن کو اس پاک قوم نے منظور نہیں کیا اور کہا کہ ہم ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کو سجدہ کرنے والے دوسرے کو کبھی سجدہ نہیں کریں گے اور سوائے اس کے کبھی کسی کو قابل پرستش خیال تک میں بھی نہیں لائیں گے اے فرعون ہمیں اس خدمت سے معاف کیا جائے۔ یہ سنکر فرعون غصے میں سرخ ہو گیا اور اسی وقت عاملوں اور حکمرانوں کے نام یہ احکام صادر کئے کہ آج سے تمام ناپاک خدمتیں اور سخت سے سخت اور ذلیل سے ذلیل پیشے بنی اسرائیل سے کرائے جائیں اور انہیں جبراً ایسے کاموں پر مامور کر دیا جائے۔ اور خبردار کوئی ان پر کوئی ترس نہ کھائے ان کے ساتھ کوئی رحم کا سلوک نہ کیا جائے چنانچہ آج سے تمام گندی خدمتیں جیسے خاکروب یا بھنگی کرتے ہیں یا جیسے سنگتراشی و بیلداری اور تمام رات کی چوکیداری غرض کہ ایسے ایسے تمام بنی اسرائیل کو جبراً دیئے گئے جو ذلت کے تھے۔ یا سخت سے سخت تھے منجملہ اُن کے ایک یہ بھی حکم تھا کہ بنی اسرائیل کی ساری قوم سے یہ کام لے جائیں۔ اور خاص کر ان کی حاملہ عورتوں سے پہاڑوں کے پتھر کٹوائے اور ڈھلوائے جائیں۔ سوا ان کے تمام قبطی قوم نے فرعون اور اس کی عکسی تصویروں کو سجدہ کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جس نے فرعون اور اس کی تصویر کو سجدہ کیا ہے۔ وہ اس کا ہامان وزیر تھا بعد اس کے تمام ارکان دولت اور تمام لوگوں نے سجدہ کرنا شروع کر دیا ——

اس وقت مصر میں صرف دو ہی قومیں آباد تھیں۔ ایک قوم بنی اسرائیل اور دوسری قوم قبط چنانچہ اول الذکر کے لئے عتاب و عذاب اور آخر الذکر کے لئے عیش و سرور کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ کوئی قبطی ذلیل بھی ہے تو وہ ہزاروں عزیزوں کا عزیز بنا رہا ہے اور کوئی بنی اسرائیل عزیز بھی ہے تو ہزاروں لیلاوں کا ذلیل ہو رہا ہے۔ اللہ اللہ۔

نظم

آج اسرائیلیوں پر وہ قیامت ہو بپا
پھر قضا آئی ہے جسکو دیکھ کر عرش خدا

رحمت رحمان جن کو دے رہی ہے یہ ندا
ظلم سے اے آل یعقوبی نہ گھبراؤ ذرا

ہیں ہمیشہ بیکسوں اور بےبسوں کی تاک میں
رنگ لائیں گے بہت جلدی یہ معصوموں کے خوں

ظلم کرتا ہے اگر فرعون کرنے دو اُسے
باپ کی وہ ناؤ بھرتا ہے تو بھرنے دو اُسے

قوم بھر کو ایک دن لے کر ڈوبے گا شتاب
جھیل لو اے میرے بندو جبکہ ہو تم پر عذاب

فرعون کی فرعونیت

فرعون نے بنی اسرائیل پر صرف یہی مظالم نہیں توڑے بلکہ اُن پر اور زیادہ ظلم برپا کرنے کے لئے ایک روز بنی اسرائیل کے سرداروں اور معززوں کو

کو طلب کیا اور ان کو بہت ۔ ڈراتے ہوئے کہا کہ دیکھو تم لوگ نہ ہماری تصو
کو سجدہ کرتے ہو، نہ ہمیں! معلوم ہوتا ہے تم اپنی زندگی سے سیر ہو گئے ہو اور تمہارا
اجل تمہارے سروں پر کھیلنے لگی ہے۔ خبردار ہو جاؤ اور اس بات کے لئے تیار ہو کہ
اب اگر تم نے ہماری تصویر کو سجدہ نہ کیا تو یاد رکھنا کہ میں تم کو سخت عذاب میں مبتلا
کروں گا۔" یہ کہکر بطور مہلت کے انہیں چھوڑا۔ انہوں نے اپنی قوم میں پہونچ کر
سب کو جمع کیا۔ اور کہا کہ اے لوگو! دیکھو فرعون تم کو طرح طرح کے عذاب
میں مبتلا کرے گا لیکن اسے یاد رکھنا کہ اگر وہ انتہائی عذاب بھی تم پر کرے گا وہ
تھوڑی دیر کے لئے ہوگا اتنا کہ تمہاری روح بدن سے جدا ہو۔ اس کے بعد
رحمت کے ہاتھ تمہیں اپنے ہاتھوں میں لے لیں گے اور دائمی جنت تمہارے
لئے ملے گی جس میں ہمیشہ ہمیشہ عیش کرو گے اور وہاں ابدالاباد زندہ اور سلامت
رہو گے۔ بخلاف اس کے اگر تم نے فرعون کے کہنے سے اُسے یا اس کی تصویر کو
سجدہ کر لیا تو پھر اچھی طرح سمجھ لینا کہ اللہ جل جلالہٗ کا انتہائی عذاب تم پر اُلٹ
دیا جائے گا۔ اور بموجب فرمان یوسف علیہ السلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی
ہو جاؤ گے۔ جہاں کے عذاب برداشت کرنے تم کیا چیز ہو زمین آسمان اور پہاڑ
بھی اس کی تاب نہیں لا سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ فرعون کے عذاب پر صبر کرو۔" یہ
سن کر تمام بنی اسرائیل اس عزم بالجزم پر متفق ہوئے کہ سوائے خدا کے کسی دوسرے
کو سجدہ نہ کریں گے اور ضرور اپنے ایمان پر قائم رہیں گے چنانچہ مہلت گذرنے

کے بعد فرعون نے ایک میدان میں تمام قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ان سے
اپنی پرستش کے لئے فرمائش کی جنہوں نے بالاتفاق انکار کیا اور کہا کہ اے فرعون
تیرا جو جی چاہے سو کر ہم تجھے اور تیری تصویر کو ہرگز ہرگز سجدہ نہ کریں گے۔ یہ سن کر
فرعون غصے میں آگ بگولا ہو گیا اور اسی وقت حکم دیا کہ لوہے اور تانبے کی بڑی
بڑی دیگیں لائی جائیں اور ان میں تیل بھر کر ان کے نیچے آگ جلائی جاتے پھر جب
تیل کھولنے لگے تو ان دیگوں میں میرے ان نافرمانوں کو ڈالنا شروع کیا
جائے اور ایک ایک کر کے سب کو جلا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دیگیں آئیں
اور ان میں تیل بھر آگیا۔ پھر ان کے نیچے آگ جلائی گئی۔ جب وہ تیل ادھلنے لگا
اور جوش مارنے لگا تو ان میں بنی اسرائیل کے لوگوں کو ڈالنا شروع
کر دیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

نظم

جب تلے جلتے تھے وہ چھوٹے بڑے
لب پہ یہ لاتے تھے وہ چھوٹے بڑے

قوم اسرائیل ہیں ہم اے لعیں
کفر سے نفرت ہے ہم کو بالیقیں

ہم ہیں بس توحید پر ثابت قدم
جس پر قربان کر رہے ہیں آج اپنا دم

ہے وہی معبود اور اپنا خدا!
جو ہے ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کا

سانس توڑیں گے تو بس اس دین پر
اور چھوڑیں گے تو بس اس دین پر

بنی اسرائیل کی جب ایک بڑی تعداد اس کھولتے ہوئے تیل میں تلی جا چکی تو ہامان وزیر نے فرعون سے کہا کہ بس اب میری رائے میں یہ آتا ہے کہ قتلِ عام کو روکا جائے اور ان لوگوں کو پھر مہلت دی جائے تاکہ یہ ایک مرتبہ پھر سوچ سمجھ لیں اور دینِ فرعونی آہستگی سے قبول و منظور کر لیں۔ چنانچہ فرعون نے اسی وقت حکم امتناعی جاری کیا اور وہ خدائی قوم مہلت کی غرض سے پھر چھوڑ دی گئی۔ ان مظالم پر کامیاب ہونے سے فرعون کی فرعونیت اور زیادہ ترقی پذیر ہو گئی اور وہ انتہا درجہ کا مغرور ہو گیا۔ اور اب کھلے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ کرنے لگا جس کے یہ الفاظ تھے۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی یعنی میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں۔ یہ سن کر تو ابلیس کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے فرعون سے کہا کہ میں نے صرف آدم سے بہتر ہونے کا دعویٰ کیا تھا جس سے میرا یہ حشر ہوا اے لعین! تو خدائے پاک سے بہتر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تیرا کیا حشر ہو گا۔ لیکن وہاں حشر سے کیا بحث، وہاں تو موجودہ سے غرض تھی۔

نظم

عالمِ دنیا ہے وہ دھوکے کی چیز — جس میں ہے دشوار عقبیٰ کی تمیز

چار دن کی چاندنی پر لے فنا — بھول نقشہ تو نہ کالی رات کا

بھولنا ہے جسکا فرعونی صفت — اے بشر پھر ڈھونڈ لے تو خیریت

ہے یہ دھوکے باز دنیا اے بشر — اس میں رہ کر [illegible]

جانتے ہیں سب اُسے جھوٹے نہیں   حالت فرعون سیکھنے ہو مشینی

فرعون کی توحید

وائیت برباد کی کس کے لئے
سانس جس دنیا کے لئے کھو چکے

فرعون کے زمانے میں کئی برس کی قحط سالی ہوئی جس سے اس کی رعیت سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر رہنے لگی جب یہ حالت ہوئی ۔ تو مخلوق تنگ ہو کر فرعون کے پاس آئی اور کہا کہ تو ہمارا خدا ہے اور کیسا خدا ہے کہ ہم قحط سالی سے تباہ ہوئے جاتے ہیں اور تو مینہ نہیں برساتا۔ پس اگر تو نے ہم پر مینہ نہیں برسایا تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور کوئی دنیا باقی نہیں رہے گا جلدی بارش کرتا کہ ہم بچ سکیں۔ جس کے جواب میں فرعون نے کہا کہ اچھا میں مینہ برساؤں گا اطمینان رکھو اور ساتھ ہی اس کو حکم دیا کہ ہم فلاں تاریخ اور فلاں روز مصر کے میدان میں نکلیں گے۔ اور پھر وہاں سے ایک پہاڑ پر پہنچ کر مینہ برسائیں گے اس روز ہمارے ساتھ اتنا تزک و احتشام ہو کہ آج تک کبھی نہ ہوا ہو۔ نیز شہر کا بچہ بچہ اس روز ہمارے جلوس کے ہمراہ چلے اور پھر ہمارے مینہ برسانے کا تماشہ دیکھے

کہ وہاں ہم مینہ برسائیں گے یہ خبر نہ صرف مصر میں مشہور ہوئی۔ بلکہ دُور دُور ملکوں
میں شہرت پھیل گئی۔ کہ فلاں تاریخ اور فلاں دن فرعون اپنی قدرت سے مینہ
برسائے گا جس کے لیے تاریخ مقررہ پر ایک عالم جمع ہوگیا۔ اور اب فرعون
انتہائی شاندار جلوس کے ساتھ اپنے قلعہ سے نکلا اور لاکھوں مخلوق کو ساتھ
لے کر مصر کے میدان میں پہونچا اور پھر وہاں سے ایک پہاڑ کی جانب اپنا
رُخ کیا۔ اور حکم دیا تم سب لوگ یہیں کھڑے رہو ہم پہاڑ پر جاکر تمہارے
لیے مینہ برسانے ہیں۔ یہ کہہ کر فرعون اپنے جلوس سے نکلا اور تن تنہا
پہاڑ پر چڑھا چلا گیا۔ اور جاتے جاتے تمام مخلوق کی نظروں سے غائب ہو
اور اب اس نے مڑکر دیکھا کہ میں سب کی نظروں سے اوجھل ہوگیا اور اب
کوئی دیکھتا تو نہیں ہے۔ دیکھا ہر چہار طرف کوئی آدمی یا آدم زاد نظر نہیں آ
جلدی سے پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہوگیا۔ اور ایک پوری خلوت میں پہنچ
اس نے اپنے سر کا تاج پھینک دیا اور اپنا لباس فاخرہ دھجیاں دھجیاں
کر دیا اور سر پر خاک ڈالتا ہوا اس وحدہٗ لاشریک کی درگاہ میں گڑگڑا
ہوا سجدے میں گرا اور اسی کی حضوری میں نہایت درد کے ساتھ روتے
ہوئے فریاد یوں شروع کی۔

نظم

ایک تو اے خدائے ذوالجلال   ہے بقا تیرے لئے اے مالک الملک

مٹ کے سب ہو جائیں گے آخر فنا — تو ہی بس باقی رہے گا اے خدا

جانتا ہوں میں تجھے اچھی طرح — تجھ سے میں واقف ہوں بس پوری طرح

اس نے جو دعویٰ خدائی کا کیا — ملک تیرا کس جگہ سے کم ہوا

تجھ کو کیا نقصان پہنچا اے کریم — میں جو اک کاذب بنا تیرا سہیم

ہر بھی ہے تجھے اے کبریا — کیا دیا میں نے تجھے اور کیا لیا

دا دے کر تجھ سے دنیا میں نے لی — کر نہ اس میں اے خداوندا کمی

تو سائل کو رد کرتا نہیں — ہے سخی تو ایک رب العالمیں

پیاسی قوم کو پانی پلا — رحم فرما ان پر اے رب العلیٰ

ان پر مینہ اگر برسے تو — قوم میں رہ جائے میری آبرو

چھا گئے بادل وہیں اس غار پر — آ گئیں گھر کر گھٹائیں سر بسر

ہی تھی جن کو یہ اس دم ندا — قبضۂ فرعون میں تم کو کیا

اس جگہ پہ حکم دے برسو وہیں — تم کو ہے یہ حکم رب العالمین

اب جو فرعون اپنا سر سجدے سے اٹھاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ گھٹائیں سر پر منڈلا رہی ہیں اور ان میں سے یہ خوش کن ندا آرہی ہے ۔

اس جگہ پہ حکم دے برسو وہیں — تم کو ہے یہ حکم رب العالمین

فرعون یہ حکم سن کر باغ باغ ہوگیا اور اپنے جامے میں پھولا نہ سمایا اسی
وقت اٹھا اور غار سے نکلتا تھا کہ اتنے میں بحکم ایزدی جبریل علیہ السلام غار
کے دروازے پر بصورت انسانی موجود ہیں جنہیں دیکھ کر فرعون اپنا راز کھل
جانے کے خوف سے سخت پریشان ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ میری رعیت یا
میری قوم سے یہ کوئی شخص یہاں آپہنچا اور میرا راز فاش ہو جائے گا۔ یہ سوچ
کر غصہ میں بھر گیا اور کہا کہ تو کون ہے۔ جو بلا اذن خداوندی یہاں آگیا۔ انہوں
نے جواب دیا کہ میں اذن خداوندی سے ہی یہاں آیا ہوں۔ اور ایک فریاد لایا
ہوں فرعون نے کہا کہ یہ جگہ فریاد سننے کی نہیں ہے ہمارے دربار میں آؤ۔ جبریل
امین نے فرمایا کہ یہی جگہ فریاد سننے کی ہے کہ اتنے میں فرعون نے دیکھا کہ
بادل سر پر جھومتے چلے آتے ہیں جنہیں دیکھ کر یہ اتنا مسرور ہوا کہ مارے خوشی
کے یہ سمجھ اٹھا کہ مانگ مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے
فرمایا کہ میں صرف ایک سوال کا جواب مانگتا ہوں۔ وہ یہ کہ جو غلام اپنے ناز
بردار آقا کی مخالفت کرے اور اس کے سامنے گردن اطاعت نہ جھکائے اس
کی کیا سزا ہے؟ جواب میں بیساختہ فرعون کہتا ہے کہ ایسے غلام کی سزا
یہ ہے کہ سامنے دریائے قلزم بہہ رہا ہے اس میں اس غلام کو ڈبو دیا جائے۔
جبریل امین نے فرمایا کہ بھلا مجھ کو آپ کے دربار میں باریابی اور رسائی کیوں
کر ہو گی اگر اسی وقت یہ حکم لکھ دیا جائے تو بہتر [illegible]

بجد شاد اور مسرور تو تھا ہی فوراً یہ کہا کہ اچھا دوات قلم لے آؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے نہایت بیش قیمت دوات قلم اور کاغذ پیش کر دیا اور فرمایا کہ لیجئے یہ موجود ہے۔ فرعون لکھتا ہے کہ "جو غلام اپنے نازبردار آقا کی مخالفت کرے اور اس کی اطاعت سے منہ موڑے اس غلام کی ٹھیک سزا یہ ہے کہ اُسے دریائے قلزم میں ڈبو دیا جائے"

فقط

"فرعون"

حضرات فرعون کے اس حکم کی تعمیل آخر میں دکھائی جائے گی کہ کس کے حکم سے کون دریائے قلزم میں ڈوبا۔ الغرض اب فرعون غار سے نکلا اور پانی کے بھرے ہوئے بادل سر پر لئے ہوئے چلا۔ قوم کے سامنے آیا اور کہا "میں تمہارا سب سے بڑا معبود ہوں"۔ یہ کہہ کر میدان میں دھوم مچا دی اور یہ عجیب کرشمہ دیکھ کر قبطی لوگ فوراً اس کے آگے سجدے میں گر گئے اور کہا کہ بیشک تو ہی ہمارا خدا ہے۔ اور بنی اسرائیل بڑے بدنصیب ہیں جو تیری خدائی سے انکار کرتے ہیں اور فی الحقیقت وہ اسی قابل ہیں کہ انہیں سخت سے سخت تکالیف میں مبتلا کیا جائے۔ فرعون نے بادلوں کو اشارہ کیا جس کی سے مینہ برسنا شروع ہو گیا اور اب کئی روز تک یہ صورت رہے کہ جہاں کہ فرعون اشارہ کرتا ہے وہاں بارش ہونے لگتی ہے اور جہاں نہیں وہاں نہ

نہیں ہوتی۔ چنانچہ فرعون نے اپنی قوم یعنی قبطیوں کے محلے پانی سے بھر دیئے اور بنی اسرائیل کا یہ حال ہے کہ بوند بوند پانی کو ترس رہے ہیں۔ اللہ اللہ کیا اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

نظم

کوئی قطرے قطرے کو ترسے الٰہی
کسی کے گھر پہ یوں ابر برسے الٰہی

کوئی قوم پیاسی مرے تشنگی سے
تو دریا رواں ہو کسی کی گلی سے

کوئی جاں بلب العطش کہہ رہا ہے
کہیں ابر دریا پڑا بہہ رہا ہے

کہیں ننھے ننھے تڑپتے ہیں پیاسے
کہیں مشکڑے جلتے ہیں ٹھنڈی ہوا سے

کرشمے وہ قدرت کے دکھلا رہا ہے
دو رنگی میں اک ذائقہ آ رہا ہے۔

موسیٰ کی بشارت

فرعون کے خونریز زمانے میں جب کہ وہ اپنی قوم قبط کو طرح طرح سے آرام و راحت پہنچا رہا ہے اور قوم بنی اسرائیل پر قسم قسم کے عذاب توڑ رہا ہے تو یکایک اسے خوفناک خواب دکھائی دینے شروع ہوتے۔

پہلا خواب۔ فرعون ایک رات خواب میں دیکھتا ہے کہ مصر کے جنگل میں آگ

پیدا ہوتی۔ اور پھر وہ شہر مصر میں داخل ہو کر قبطیوں کے محلوں اور ان کے گھروں میں گھستی اور ایک ایک قبطی کو جلاتی چلی جاتی ہے۔ اور جب انہیں جلا کر نکلتی ہے تو بنی اسرائیل کے محلوں اور ان کے گھروں میں گھس کر نہایت ٹھنڈی ہوا بن جاتی ہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔

دوسرا خواب:۔ فرعون خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا اژدہا زمین سے نکلا اور اس نے فرعون کو مع اسکے تخت کے سالم نگلنا چاہا جس سے خوف زدہ ہو کر فرعون اس خواب ہی میں ڈر کر تخت سے نیچے گر پڑا! الحفیظ الحفیظ

تیسرا خواب:۔ فرعون خواب میں دیکھتا ہے کہ کوئی مبارک صورت میرے سامنے کھڑا ہوا یہ کہہ رہا ہے کہ عنقریب ایک فرزند پیدا ہوگا جو تیرا ملک پاش پاش کر دے گا۔ وہ تجھے بُری طرح ہلاک کرے گا۔

پچھلا خواب چونکہ بالکل ایک کھلا ہوا خواب تھا جسے دیکھ فرعون از خود رفتہ اور سراسیمہ ہو گیا۔ اور اس نے کاہنوں اور نجومیوں اور جادوگروں کو طلب کیا چنانچہ ایک ہزار کاہن ایک ہزار نجومی اور ایک ہزار جادوگر سارے ملک کے منتخب اس کے دربار میں حاضر ہوئے جن کے سامنے فرعون نے اپنے تینوں خواب بیان کئے جسے سن کر وہ تمام ماہرین فن تخت اندوہگیں ہوئے اور عالم سکوت سب کے سب خاموش بیٹھے رہے کیونکہ تعبیر ظاہر تھی۔ بہت دیر کے بعد وہ بڑے ماہران فن بولے کہ اے فرعون! چونکہ یہ خواب نہایت عجیب و غریب ہیں اس

لئے ہم جلدی سے ان کی تعبیر بیان کرنی مناسب خیال نہیں کرتے۔ ہمیں چالیس
روز کی مہلت دی جائے تاکہ ہم اطمینان سے بیٹھ کر ان کی تعبیریں سوچیں
اور پھر جو کچھ ہماری سمجھ میں آئے اُسے بادشاہ کے سامنے آکر بیان کریں۔ فرعون
سمجھ میں آگیا اور چالیس روز کی انہیں مہلت دیدی۔ اور اب یہ تین ہزار کے
ہزار فرعون کے دربار سے نہایت حیران و پریشان باہر آئے اور سب
اُسی وقت کمبل کے کُرتے پہنے اور جو کی روٹیاں اپنی غذا بنائی تاکہ مجاہدہ اور
نفس پورے طور سے حاصل ہونے کے بعد پھر یہ ان خوابوں کے بارے میں
کریں اور صحیح تعبیر پیدا کرنے کی کوشش کر سکیں۔ علاوہ ازیں وہ سب کے
خاک میں لوٹتے اور شب بیداری کرتے اور دن کو روزہ رکھتے اور اپ
بتوں اور دیوتاؤں کے سامنے اپنی ناکیں رگڑتے غرض کہ چالیس روز تک یہ
نہایت محنت شاقہ کرتے رہے یہ اس لئے کہ وہ جنات جو کہ آسمانوں پر جاتے آ
ہیں وہ ان کی تسخیر میں آجائیں اور جو گفت و شنید آج کل کے متعلق آسما
پر ہو رہی ہے اس سے ہمیں آگاہ کردیں تاکہ ہم لوگ فرعون سے سرخ رو ہو سکیں

اس زمانہ میں جنات آسمان پر پہنچ جاتے ہیں) اور فرشتوں کی
سُنائی باتیں دُنیا بھر میں کہتے پھرا کرتے تھے۔ چنانچہ وحفظنٰہا من کل ش
رجیم کلام مجید کی آیت کے تحت میں اکثر تفسیروں میں لکھا ہے اور ابن ع
کو حضرت عبداللہ عباس نقل کرکے ہوئے کہتے ہیں کہ روحی فدا جناب رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم کے زمانے سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے زمانہ تک جنات آسمانوں پر جاتے اور اُن فرشتوں سے جو کہ لوح
محفوظ کی خبروں کا آپس میں ذکر اذکار کیا کرتے تھے یہ جنات سُنتے اور زمین پر آکر
نہیں اپنے رفیقوں سے بطور غیب کے کہتے تھے جو ان سے معلوم کر کے لوگوں کو
آئندہ کی خبریں سُنا سُنا کر ان کے ایمان خراب کیا کرتے تھے۔ لیکن جب حضرت
عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوتے تو جنات کا تین آسمانوں پر جانا بند کر دیا اور پھر حبیب
خدا حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو تمام آسمانوں پر سے جنات روک
دیئے گئے اور اب جب کبھی وہ جانے کا عزم کرتے ہیں تو انہیں دہکتے ہوئے !
انگاروں یا روشن ستاروں سے رجم کیا جاتا ہے غرض کہ انہیں ایام میں
جنات آسمانوں پر پہونچے تو وہاں فرشتوں کی زبانی خدا تعالیٰ کے یہ احکام سُنے
کہ وہ فرماتا ہے "ہم بنی اسرائیل میں ایک نبی پیدا کریں گے جو فرعون اور اس کے
ملک کو نیست و نابود کر دے گا۔ اور فلاں تاریخ جمعہ کی رات کو اتنے ساعت
کے بعد اپنے باپ کی پُشت سے اپنی ماں کے رحم میں آ جائے گا" پس یہ سُنتے ہی
جنات دوڑ پڑے تاکہ اپنے مجاہدہ کشوں اپنے جادوں اپنے کاہنوں کو اس
غیبی راز سے آگاہ کریں۔ یہاں تمام ساحران اور ساحر نجومی فرعون کے خواب کی
تعبیر کے لئے محنتیں اور چلہ کشیاں کر رہے ہیں کہ اتنے میں یہ جنات اُن
کے پاس پہنچے۔ اور کہا کہ اب تمہاری محنت کے دن پورے ہو گئے تمہیں

بات کے لئے تم بے چین ہو رہے تھے وہ ہم تمہارے لئے آسمانوں پر سے لے آئے"
چنانچہ انہوں نے ایک نبی کے پیدا ہونے اور فرعون کے غارت ہونے کی تمام
باتیں بتا دیں. جن کو معلوم کرتے ہی وہ کاہن اور نجومی سب کے سب خاک
جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور فرعون کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم بادشاہ
کے خوابوں کی تعبیر لے کر آئے ہیں۔ اتنا سنتے ہی فرعون ہمہ تن ان کی طرف متوجہ
ہو گیا کہ ہاں جلدی بیان کرو. ان میں سے ایک منتخب جماعت آگے بڑھی. اور
کہا کہ چالیس روز کے بعد فلاں تاریخ جمعہ کی رات کو اتنی ساعت کے بعد قوم
بنی اسرائیل میں ایک نبی اپنے باپ کی پشت سے اپنی ماں کے پیٹ میں آ جائے
گا. جو بچتے اور تیرے ملک کو پاش پاش کر دے گا. اب تو فرعون کے ہوش
جاتے رہے اور سخت بد حواسی کی حالت میں اس نے کہا کہ اچھا پھر اب
مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ اگر تم اپنے نجوم کے زور سے یہ بتا سکو کہ اس نبی کی ماں
کونسی ہے تو میں اسے قتل کرا دوں. تا کہ وہ اس کے رحم ہی میں نہ آئے. کاہنوں
اور نجومیوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ اس نبی کی ماں کونسی ہے اور باپ کونسا
ہے۔ ہاں جو کچھ معلوم تھا وہ ہم نے بتا دیا آگے ہمیں کچھ خبر نہیں. فرعون نے
اسی وقت اپنے وزیر ہامان اور دوسرے ارکین مملکت سے اس قضاء قدر
کے روکنے کی تدبیر دریافت کی واہ کیا خوب! خدا بنے ہوں اور کچھ معلوم

. . . .

نظم

جو قضا و قدر کو روکیں گے یہ ۔۔۔ اور موسیٰ کو نہ ہونے دیں گے یہ

فلسفہ سائنس کا یاں تک غلو ۔۔۔ حکم ربی روکنے کی گفتگو

آج بھی دنیا میں ایسے لوگ ہیں ۔۔۔ دخل دیتے ہیں قضا و قدر میں

اپنی تدبیروں پہ نازاں ہیں بہت ۔۔۔ غیر مسلم کیا مسلماں ہیں بہت

ان پہ ہنستا اور ان پہ بھی صد حیف ہے ۔۔۔ روکنے والی کب خدا کی سیف ہے

حکم مولا کا کبھی ٹلتا نہیں ۔۔۔ آدمی خوش ہو کہ ہو چیں بہ جبیں

ہندہ اسحاق کی سن لو اگر ۔۔۔ چھوڑ دو پھر یہ اگر اور یہ مگر

قضا و قدر کی روک تھام

غرض کہ فرعون کے دربار میں یہ مشورہ طے پایا کہ چالیسویں دو راتیں جس کی صبح کو حمل ٹھہرنا تھا اور جو اس نبی کے شکم مادر میں آنے کی تاریخ تھی اس رات کو ایسا کرنا چاہیے کہ کوئی مرد اپنی عورت کے قریب تک بھی نہ جا سکے تاکہ وہ بچہ اپنے ماں باپ کی کمر سے ماں کے پیٹ میں منتقل ہی نہ ہو۔ چنانچہ اس تدبیر کو فرعون نے بہت پسند کیا اور اسی وقت عام حکم صادر کر دیا کہ فلاں تاریخ کو تمام بنی اسرائیل

کا ایک ایک مرد اور ایک ایک بچہ ہمارے ساتھ جنگل میں ساری رات گذارے پھر اس نے اپنے حکم اور زیادہ سخت کئے یعنی یہ کہ اپنی قوم قبط کو بھی اس میں شامل کر دیا اور اب عام حکم ہو گیا کہ فلاں تاریخ کوئی شہر مصر میں نہ ٹھہرے۔ اور نہ اپنے گھر میں یا اپنی عورت کے پاس تک کوئی نہ آئے! اور ہمارے ساتھ تمام رات جنگل میں رہے! چنانچہ جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ایک مبارک جمعہ تھا تو خود فرعون تمام شہر کے مردوں کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور تمام شہر میں کوئی بچہ تک نہ چھوڑا۔ اور شہر مصر کے دروازوں پر نہایت سنگین پہرہ لگا دیا تاکہ کوئی مرد شہر کے اندر نہ جا سکے۔ نیز تمام نجومیوں اور کاہنوں اور جادوگروں کو تمام رات اپنی پیشی میں حاضر رہنے اور تمام رات جاگنے کا حکم دیا۔ اب جب کہ پچھلی رات شروع ہوتی ہے تو یکایک فرعون کا دل گھبراتا ہے اور اپنے وزیر پیارے عمران سے کہتا ہے کہ میں ایک ضروری کام کے لئے محل شاہی میں چلتا ہوں تم چونکہ میرے امانت دار وزیر ہو اس لئے تم میرے ہمراہ چلو! پس عمران اور فرعون دونوں کے شہر مصر میں داخل ہو کر محل شاہی میں پہنچے۔ اتفاق سے آج تک فرعون کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عمران قوم بنی اسرائیل میں سے ہے۔ بلکہ وہ انہیں قبطی سمجھتا تھا۔ اس لئے بے دھڑک اپنے ساتھ لے کر چلا آیا۔ ادھر عمران بہمراہی فرعون محل شاہی میں داخل ہوا ادھر عمران کی بیوی کو کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ میرا خاوند فرعون کے ساتھ محل میں آیا ہے۔ کوئی بات دریافت کرنے کے لئے محل شاہی میں

۱۱۷۱۲

پہنچ گئی جب اپنے خاوند سے بات چیت کر چکی تو خود عمران نے اپنی بیوی سے کہا کہ فرعون اپنے زنانے محل میں جاکر سو گیا ہے اب کیا وہ نہیں دیکھ رہا ہے۔؟

نظم

وہ قضا و قدر ہوتی ہے عیاں	جس پہ ہیں مامور لاکھوں پاسباں
ہیں جہاں فرعون کی سیجیں کسی	بس وہیں عمران کے دل میں بسی
کون روکے اس خدائی کام کو	کوئی واقف بھی نہیں ہے نام کو
آہ اے عمران اے دست پسار	کیا امانت پشت میں تھی برقرار
ہم مسلماں اس امانت پر نثار	جو کلیم اللہ ہوگا ہونہار
رحم میں وہ والدہ کے آگیا	جو کہ ہونا تھا وہ بس ہو کر رہا
کام مولا کے کبھی رکتے نہیں	اس کو کہتے ہیں رب العالمیں
گھر میں دشمن کے ہو اک پیدا شفیق	اس کو بس آسان ہیں سارے طریق
کوئی اس کا روکنے والا نہیں	اس کو ہفت اقلیم کی پروا نہیں

عمران نے اپنی بیوی سے کہا اگر تجھ کو حمل ٹھہرے اور بچہ پیدا ہو تو تعجب نہیں کہ یہ وہ ہی بچہ ہو کہ جس کی پیدائش کی خبریں سن کر فرعون ڈر رہا ہے بہرحال اسے پوشیدہ رکھنا اور راز حمل کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ ادھر پچھلی رات یہ نور صورت منتقل ہوا اُدھر ہزارہا نجومیوں اور کاہنوں نے آسمان سے انوار و برکات نازل ہوتے ہوئے دیکھ کر شل

مچانا شروع کیا اور ایسا چیخے کہ مصر میں فرعون کی آنکھ کھل گئی جس نے فوراً جھروکوں میں سے دیکھ کر کہا کہ" اے عمران! یہ کیسا غل شور ہو رہا ہے؟" عمران نے کہا کہ "یہ لوگ چونکہ جنگل میں رات گذار رہے ہیں۔ اس لئے اپنی تفریح کے لئے یہ کچھ کھیل تماشے کر رہے ہیں؟ اور سب طرح خیریت ہے" فرعون کی سمجھ میں آ گیا اور وہ پھر پڑ کر سو گیا۔ جب صبح نمودار ہوئی تو نجومیوں اور کاہنوں نے اپنا منہ کالا کیا اور چاک گریباں ہو کر سروں پر خاک ڈالتے ہوئے فرعون کے دربار میں سب کے سب جمع ہو کر آئے اور نہایت واویلا کرتے ہوئے کہا کہ اے افسوس اے بادشاہ! پہلی رات بالکل خیریت سے گذری لیکن پچھلی رات جب کہ تو ہمارے پاس سے محل شاہی میں آیا ہے اسی وقت وہ بچہ اپنے باپ کی پشت سے رحم میں آ گیا۔ ہر چند ہم نے غل مچایا مگر تو نے ایک نہ سنی۔ جن کے جواب میں فرعون نے کہا کہ غضب ہو گیا خیر اچھا میں اب اور تدارک کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت حکم دیا کہ تمام ملک میں سے ایسی دائیاں ماہران فن تلاش کر کے بلائی جائیں جو گھنٹوں منٹوں تک کے حمل پہچانتی ہوں، چنانچہ وہ بلوائی گئیں اور کثرت سے بلوائیں کہ بنی اسرائیل کے ایک ایک گھر پر چھوڑ دی گئیں۔ اور انہیں حکم دیا کہ بنی اسرائیل کی کوئی حاملہ عورت ایسی نہ ہو کہ جس کا حمل دفتر میں نہ لکھا ہوا ہو اور آج سے جو بچہ پیدا ہو لڑکا یا لڑکی اسے ہماری پیشی میں لایا جائے اور بعد میں اس کے والدین کو دیا جائے۔ چنانچہ صاحب معالم و مدارک "یذبح ابناءھم ویستحیی نساءھم" کے تحت میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرعون ملک میں سرکشی کر رہا تھا۔

موسیٰ کی ولادت

کلیم اللہ آتے ہیں جہاں میں

بہار آتی ہے دنیا کی خزاں میں

خدا کے لاڈلے ہوتے ہیں پیدا

رکھا جائے گا جن کا نام موسیٰ

تجلی جن پہ ہوگی کبریا کی

محبت کی ہوگی خدا کی

چڑھیں گے طور پر جو آگ لینے

وہاں پر طالبی سے بیٹھ کر دید

انہیں آتش میں اللہ نظر آئے گا

کہ جس سے کفر کا گھر ڈھے گا جو

اور اس نے لوگوں کے الگ الگ فریق کر دیئے تھے۔ جن میں سے ایک گروہ یعنی بنی اسرائیل کو نہایت کمزور مجبور رکھا تھا اس لیے وہ ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا۔ اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ آگے مولا فرماتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فرعون بڑا ظالم تھا پس فرعون نے دائیوں کے ذریعے سے نوّے ہزار لڑکا حاصل کیا جنہیں فوراً ذبح کر ڈالا اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا۔

نظم

کیا ٹھکانا ہے بھلا اس ظلم کا	اتنے معصوموں نے کیا کی تھی خطا
ظالموں کو اس سے ڈرنا چاہیئے	رحم کمزوروں پہ کرنا چاہیئے
ہر برائی کا نتیجہ ہے برا	ظلم سے ناراض ہوتا ہے خدا
رحم کرتا ہے کسی پر جو بشر	ہے وہی اللہ کا محبوب تر
ہم کو فرعونی نہ ہونا چاہیئے	عافیت کا بیج بونا چاہیئے

پورے نو مہینے کے گزر جانے کے بعد پیارے عمران کی بیوی کو درد زہ شروع ہوا اور وہ دایہ جو فرعون کی طرف سے ان پر مامور تھی متوجہ ہو کر بیٹھی ہے کہ بس آناً فاناً میں موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آتے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر جن کو دایہ نے اپنے ہاتھوں میں لیا اور صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئی۔ اور اسی وقت پیارے فرزند کی والدہ سے کہا بی بی ذرا اندیشہ اور غم نہ کرنا میں اس

بچے کی خبر فرعون کو ہرگز نہ دوں گی اور جو سپاہی کہ مجھ پر تعینات ہیں ان سے
بھی کہہ دوں گی کہ اس گھر میں لڑکی ہوئی تھی۔ اور وہ بھی مری ہوئی جس کو میں نے
زمین میں دبا دیا۔ مگر اے بی بی شرط یہ ہے کہ تم اس فرزند کو اپنے رشتہ داروں
اور اپنے پڑوسیوں تک سے پوشیدہ رکھنا اور انہیں بھی مطلق خبر نہ کرنا۔ دایہ جب
یہ کہہ کر گھر سے نکلی تو سپاہیوں نے اس سے پوچھا کیا پیدا ہوا؟ دایہ نے وہی
کہا جو یہ اندر کہہ آئی تھی۔ لیکن وہاں جنگی احکام تھے اس لئے دایہ کا زبانی کہنا کب
باور ہو سکتا تھا۔ آخر سپاہی درانہ اندر مکان کے گھس آئے تاکہ لڑکا یا لڑکی جو کچھ بھی ہو
اُسے فرعون کے دربار میں لے جاکر پیش کردیں سپاہیوں کی آہٹ پاتے ہی
پیارے موسیٰ کی بہن نے بے حواس ہو کر جلدی سے حضرت موسیٰ کو نہا کچے'
سمیت آگ کے تنور میں ڈال دیا۔ سپاہی آئے اور سب جگہ دیکھ بھال کر دایہ کو
سچا کہتے ہوئے نکلے چلے گئے۔ بعد میں جب ماں نے پوچھا کہ لڑکی! بھائی کو کہاں
چھپا دیا۔ لڑکی بولی کہ میں ہے اماں جان میں نے تو۔ ۔ گھبرا کر ننھے بھائی کو جلتے
ہوئے تنور میں ڈال دیا اتنا سُنتے ہی ادھر سے ماں اور اُدھر سے بہن دونوں بے
حواس ہو کر جلدی سے تنور پر آئیں اب جو اس میں جھانک کر دیکھتی ہیں۔ تو
موسیٰ علیہ السلام ہنس ہنس کر اپنے مولا سے باتیں کر رہے ہیں اور آگ گل و
گلزار ہو رہی ہے لیکن تفسیر عزیزی میں اس طرح مرقوم ہے کہ حضرت موسیٰ کی
ماں اور بہن نے جب تنور آکر دیکھا تو اس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔

جسے دیکھ کر وہ دونوں کی دونوں زار و قطار رونے لگیں۔ اتنے میں اُس بھڑکتے تنور میں سے ایک ننھی سی آواز آتی ہے۔

نظم

غم نہ کر اے ماں ذرا میرے لئے — نیک ساعت آگئی تیرے لئے
بن رہی ہے گل و گلزار آگ — ہو رہی ہے آج پُر اسرار آگ
تھی یہ ابراہیمؑ پر جیسی عیاں — ہے اُنہیں جیسی یہاں بھی بیگماں
والدہ بولیں کہ اے نورِ نظر — تجھ کو میں کیونکر نکالوں لے بسر
بولے موسیٰ ہاتھ اپنا ڈالئے — کہہ کے بسم اللہ بس لے لے مجھے
کچھ نہیں نقصان پہنچائے گی آگ — بلکہ ٹھنڈک تجھ کو دکھلائے گی آگ
بھر لیا ماں نے غرض اُن کو نکال — تھا یہ پہلا معجزہ پہلا کمال!

غرض کہ والدہ محترمہ نے بسم اللہ کہہ کر جلتے ہوئے تنور میں اپنا ہاتھ ڈالا اور ہنستے ہوئے فرزند کو تنور سے باہر نکال لیا اور اب نہایت پوشیدہ پوشیدہ بیا لے فرزند کی پرورش میں مصروف ہوئیں۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ ایک اندیشہ ہر وقت ہے کہ اب فرعون کے سپاہی آئیں گے۔ اور میرے نورِ نظر کو لے جائیں گے کیونکہ یہ وہ دن ہیں کہ فرعون کے دربار میں ہزار ہا بچے ذبح ہو رہے ہیں جسے سُن کر حضرت موسیٰ کی والدہ از خود رفتہ ہوئی جا رہی تھیں جن کے حال پر

اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور ذات باری کو موسیٰ کی یہ پوشیدہ پرورش اچھی نہیں
معلوم ہوئی۔ چنانچہ موسیٰ کے والدہ کو بشارت ہوئی جسے وہ کلام پاک میں نقل
فرماتا ہے۔ وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ
فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ
مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝

یعنی ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی بھیجی کہ تم اس فرزند کو اپنا دودھ پلاؤ اور جب
تمہیں زیادہ خوف معلوم ہو تو اس اپنے فرزند کو بلا خوف وخطر دریا میں ڈال دو۔
"وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ" اور ذرا بھی غم اور خوف نہ کرو اس لیے کہ ہم موسیٰ کو
کھلا کر تمہارے پاس جلدی پہنچا دیں گے۔

اس وحی سے موسیٰ کی والدہ مطمئن ہو گئیں اور چند روز تک چھپ کر اپنے
فرزند کو دودھ پلانا شروع کیا۔ جب فرعون کے ظلم کی خبر زیادہ سخت ہوئی اور یہ
معلوم کیا کہ آجکل معصوم دودھ پیتے بچے اٹھائے جا رہے ہیں تو ماں آخر مجبور ہو کر
اس بات کے لیے تیار ہو گئیں کہ بموجب فرمان الٰہی اپنے فرزند کو دریا میں ڈال
دیں اور اپنے دل کو مضبوط کر لیں۔ چنانچہ ایک نجار کو بلایا اور ایک صندوق پانچ
بالشت کا لمبا اور پانچ بالشت چوڑا بنوانے کے لیے کہا۔ جس نے آٹھ روز میں صندوق
تیار کر کے فرعون کے حوالے کیا۔ کہیں فرعون کے ڈر سے یہ بات نکل گئی کہیں نہ
فرعون کے خوف سے اپنے بچے کے لیے یہ صندوق تیار کرایا ہے کہ اسے

اس میں بند کر کے کسی اور جگہ بھیجدوں نجار یہ سنکر وہاں سے تو چپکا چلا آیا لیکن سیدھا فرعون کے دربار میں پہونچا۔ چاہتا تھا کہ مبارک فرزند کی کیفیت اور عمران کے تابوت بنوانے کا حال ظاہر کرے کہ زبان یاری نہیں دیتی۔ ہر چند کوشش کیکے کہنا چاہتا تھا لیکن سوائے غوں غوں کے اور کچھ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ آخر فرعون آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ "دیکھو یہ کوئی گستاخ ہماری توہین کرنے آیا ہے اسے کوڑے مار کر نکال دو" چنانچہ انتہا کوڑے کھاتا ہوا یہ وہاں سے نکلا اور اور اپنے گھر پہونچ کر یہ ارادہ کیا کہ فرعون کو اس بچے کا حال لکھ کر بھیجدوں! یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ اسی وقت اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور یہ بالکل اندھا ہو گیا اب تو اس کے ہوش جاتے رہے اور دل میں یہ سمجھ گیا کہ یہ فرزند درحقیقت وہی فرزند ہے جس کی خبر کاہنوں اور نجومیوں نے دی ہے اور جو نبی ہونے والا ہے فوراً اس نے اپنے خیال فاسد سے توبہ کی بس توبہ کرنا تھا کہ اسی وقت آنکھیں کھل گئیں اور غالباً حضرت موسیٰ پر ایمان لے آیا۔ چنانچہ آل فرعون یا قوم قبط میں سے یہ پہلا شخص ہے جو موسیٰ کلیم اللہ پر سب سے پہلے ایمان لے آیا ہے

نظم

ہو گیا جاری وہ فیضان نبیؐ — معرفت ہونے لگی اللہ کی

جھکے پتلے پر خدا ہو اسے فنا — اس کو پھر کیا غم ہے اور کیا دوغا

دشمنوں کو دوست کر دیتا ہے وہ — دامن امید بھر دیتا ہے وہ

اس کو پلّے پر کروا دے دوستو — جھولیاں اپنی بھروا دے دوستو
دوست دشمن جسکے سب قبضے میں ہیں — ہو نہیں سکتا کہ یوں بھی کر سکیں
بلکہ ہو جائیں گے وہ تیرے غلام — تیرے پلے پر ہے جب بس آپ سلام
اس کو تو اپنا بنا لے تُو اے مدیر — اس کی بس دلبر کا ہو تو فقیر

موسیٰ علیہ السلام کا دریا میں چھوڑنا

نور عین کی والدہ نے صندوق اپنے سامنے رکھا اور اس کی جھریاں رال وغیرہ سے خوب اچھی طرح بند کیں تاکہ کہیں سے اس میں پانی کی رمق بھی نہ جا سکے۔ جب وہ صندوق پورے اطمینان کے قابل ہو گیا۔ تو اپنے ننھے سے لخت جگر کو نہلا دھلا کر اچھے اچھے کپڑے پہنائے۔ اور اپنے ننھے سے دولہا کو خوشبوئیں بسایا۔۔۔

۔۔۔ پھر اس دلہا اور اس کو اپنے کلیجے سے لگایا کہ جو بوقت فراق دل اور کلیجے کی حالت ہوتی ہے۔ اور پھر پیارے نور دیدہ کی پیشانی کو چوما اور اللہ کے سپرد کر کے صندوق کا پٹ بند کر دیا اور اسے مقفل کر کے رات کے انتظار میں بیٹھ گئیں، پھر جب رات ہوئی تو وہ صندوق حضرت موسیٰ کی والدہ نے خود اپنے سر پر رکھا اور دریائے نیل کی طرف جو مصر کے اندر ہی بہتا ہے روانہ ہو گئیں۔ جب یہ دریا کے کنارے

پہنچیں اور پانی میں بہانے کے لئے وہ صندوق سر پر سے اتارا دیکھا کہ ایک بہت خونخوار اژدھا وہاں بیٹھا ہے جو صاف انسانی زبان میں موسیٰ کی والدہ سے کہتا ہے کہ اے عورت اگر اس کو دریا میں بہائے گی تو میں اس کا ایک لقمہ کر جاؤں گا۔ چونکہ موسیٰ کی والدہ نہایت سمجھدار اور صالحہ ہوئی تھیں سمجھیں کہ اژدہا ہو کر انسانی زبان میں باتیں کرسکتا ہے کہیں یہ شیطان نہ ہو فرمایا مجھے تو بہکانے والا شیطان معلوم ہوتا ہے۔ اتنا سنتے ہی وہ اژدھا غائب ہوگیا کہ فی الحقیقت وہ شیطان تھا جو والدہ موسیٰ کو بہکانے آیا تھا کہ کسی طرح یہ خدا کا حکم نہ مانیں۔ اور موسیٰ کو دریا میں نہ ڈالیں پس شیطان غائب ہوگیا۔ اور موسیٰ کی والدہ نے وہ صندوق بسم اللہ کہہ کر دریا میں ڈال دیا۔ اور اپنی آنکھوں سے پیچھے موتی بہاتی اور مُڑ مُڑ کر صندوق کو دیکھتی ہوئی گھر کو روانہ ہوگئیں۔ یہ ادھر روتی ہوئی اپنے گھر پہنچیں۔ اُدھر صندوق کی کیفیت سنئیے۔

نظم

کر لیا دریا کی موجوں نے ادھر	لے چلیں صندوق کو وہ سربسر
آرہا ہے نیل میں وہ آج جوش	اچھے اچھوں کے جہاں جاتے ہیں ہوش
آہ اس دریا میں یہ ننھی سی جان	بہہ رہے ہیں جس میں موسیٰ بے زبان
ہے اُدھر رحمت کا دریا جوش زن	ساتھ ہے موسیٰ کے وہ خود ذوالمنن
ایک شجر بہتا ہوا آیا وہاں	جو ہزاروں میل کا تھا بے گماں

لے لیا صندوق کو اس نے اٹھا — اور تلاطم سے لیا اس کو بچا
ہے رواں موجوں پہ وہ اس شان پر — جیسے کوئی حکمراں ہو فوج پر
آج اس دریا میں ہے شادی کی رات — جا رہی ہے اک بچے کی برات
جس کے استقبال کی سن کے خبر — کیسی تیاری ہے اور کیا کر و فر

موسیٰ کا استقبال

تفسیر معالم وغیرہ میں مرقوم ہے کہ فرعون کی صرف ایک بیٹی تھی جو عرصہ سے کوڑھ اور جذام میں مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو گئی تھی کاہنوں نجومیوں نے اس کی تشخیص کے بارہ میں فرعون کو ایک خوش خبری سنائی تھی کہ فلاں سال اور فلاں مہینے اور فلاں دن صبح کے وقت دریائے نیل میں سے ایک جاندار شے برآمد ہو گی جس کے لعاب دہن سے یہ بیماری بالکل تندرست ہو جائے گی چنانچہ آج کی رات وہی رات ہے جس کی صبح کو ایک جاندار شے دریائے نیل میں سے نکلنے والی ہے اور فرعون بڑے انتظار کے ساتھ اس چیز کے استقبال کے لئے آج صبح دریا میں منتظر ہے اور دریا کے کنارے ہزارہا پیدل اور سوار تیر بازیاں کر رہے ہیں اور دوربینوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کب وہ جاندار بہتا آئے اور دختر فرعون کو صحت

حاصل ہوکر اتنے میں ایک عظیم الشان درخت بہتا ہوا نظر آیا جس نے ایک صندوق
اوپر اٹھا رکھا تھا۔ لوگوں نے چاہا کہ اُسے کشتیوں کے ذریعے فرعون کے آبی
جھروکوں طرف لائیں۔ پھر دیکھا کہ وہ درخت مع صندوق کے خود ہی نہایت زور
شور کے ساتھ خلاف عادت پانی کے چڑھاؤ پر چڑھتا ہوا فرعون کے آبی جھروکوں
کے سمت ہی چلا آ رہا ہے۔ اب آتے آتے وہاں ٹھیرا رہا جہاں فرعون اور
اس کی بیوی آسیہ اس عجیب و غریب شئے کا پچھلی رات سے انتظار کر رہے
تھے۔ آسیہ قوم بنی اسرائیل میں سے تھیں اور رشتے میں حضرت موسیٰ کی
پھوپھی یعنی عمران کی بہن ہوتی تھی۔ غرض کہ جب صندوق پہنچا تو اس طرح پہنچا کہ ایک
عظیم الشان درخت پانی کے سطح پر جس پر صندوق اتنا اونچا رکھا ہوا ہے جو جھروکوں
کی کھڑکیوں سے ملا ہوا ہے گویا درخت کو فرشتوں نے جھروکوں کی بلندی سے
ناپ کر دریا میں ڈالا تھا۔ اللہ اللہ! غرض حضرت آسیہ نے جلدی اپنا ہاتھ بڑھایا
اور اس درخت پر سے صندوق کو آہستہ سے اٹھالیا اور پھر اسی وقت اُسے
کھولا۔

نظم

دیکھتے کیا ہیں کہ ہے ایک لخت دل	ہیں بھنویں جس کی سیاہ اور متصل
بھولی بھالی شکل میدہ اور شہاب	چاند سا منھ اور آنکھوں میں حجاب
دل لئے لیتا ہے وہ نورِ نظر	جس پہ صدقے ہوتے ہیں شمس و قمر

موسیٰ علیہ السلام کی پیاری صورت دیکھ کر تمام دیکھنے والے عموماً اور حضرت آسیہؓ دل سے فریفتہ ہوگئیں۔ نیز یہ عجیب و غریب واقعہ دیکھ کر فرعون کو محبت کے ساتھ ہی خوف بھی پیدا ہوا کہ مبادا یہ لڑکا کہیں وہ ہی لڑکا نہ ہو جس کو کہ نجومیوں نے میرے ملک کی بربادی کا باعث بتایا ہے۔ چنانچہ اس وقت اس نے اپنی بیوی آسیہؓ سے یہ خیال ظاہر کیا جنہوں نے جواب میں فرمایا کہ اے فرعون ایسا خیال اپنے دل میں ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ اور خاص کر ایسی موہنی اور پیاری صورت جو آنکھوں میں سما کر دل میں کھبی جا رہی ہے کہیں بربادی دکھ ہی کا باعث ہوسکتی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ یہ فرزند ہماری مسرت اور خوشنودی کا سبب ہوگا۔ جس کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ اس کے دہن کا لعاب لگانے سے تیری جذامی اور صاحب فراش دختر تندرست ہو جائے گی۔ پس اس نعمت سے زیادہ ہمارے لئے کون سی نعمت ہوسکتی ہے! آسیہؓ کی یہ تقریر سن کر فرعون کا اطمینان ہوگیا۔ اور اسی وقت موسیٰ کے دہن کا لعاب مریضہ دختر کے جسم پر لگایا جس سے وہ فوراً تندرست ہو کر بیٹھ گئی اور جلدی سے اس نورِ عین کو گود میں لے جا کر چاند سے مکھڑے کو چومنے لگی۔ جس سے فرعون اور اس کے درباریوں پر ایک حیرت کا عالم طاری ہوگیا۔ نیز فرعون کے دل میں حضرت موسیٰ کی محبت جوش مارنے لگی۔

نظم

یہ کرشمے وہ دکھاتا ہے کریم | جس کا دنیا میں نہیں کوئی سہیم
دشمنوں کے دل میں گھر کرتا ہے وہ | دوستوں کو اپنے یوں بھرتا ہے وہ
ہے اگر اس کو تو بس اپنوں کی لاج | پوچھتا رہتا ہے وہ ان کا مزاج
ان کی صورت دیکھتا رہتا ہے وہ | اور ان سے ہر گھڑی کہتا ہے وہ
تم مرے اور میں تمہارا ہو گیا | میری رحمت نے تمہیں بس لے لیا
اللہ اللہ شانِ خلاقی تیری | کیا محبت قلب فرعونی میں دی
تو ہی ہے سجدے کے قابل اے خدا | تجھ سے پھرنا موت ہے اے کبریا

موسیٰ اور فرعون کی گود

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَکَ ط لَاتَقْتُلُوْہُ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا ۔" یعنی مولائے کریم ارشاد فرماتا ہے کہ فرعون کی بیوی آسیہؓ نے کہا کہ اے فرعون! یہ فرزند میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کے قتل کرنے کا خیال تک بھی نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں اس سے بڑے بڑے فائدے پہنچیں گے اور ہم اسے اپنی فرزندی میں لے لیں گے۔ جس کے جواب میں فرعون نے موسیٰ کو اپنی گود میں لے لیا اور کہا اے آسیہؓ مجھ کو اپنی ذات کے لئے اس فرزند

کی چنداں ضرورت نہیں ہے البتہ تجھے اختیار ہے کہ تو لے لے اپنا بنا یا اپنی فرزندی میں لے لے۔ میں نے خوشی سے تجھے بخشا۔ اور تجھے فرزند بنا لینے کی اجازت دی۔ اب تو بیوی آسیہؑ نہایت خوشی خوشی اس بچے کی پرورش میں مصروف ہوئیں۔ پھر بیوی آسیہؑ سے چند عورتوں نے کہا کہ اس کا نام بھی تو کچھ رکھنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کا نام "موسیٰ" رکھا۔ کیونکہ یہ پانی اور درخت سے ہم کو ملا ہے اس زمانہ میں مُو بمعنی لکڑی اور سا بمعنی پانی یا دریا تھا مطلب یہ کہ لکڑی کا صندوق بہتے ہوئے دریا میں سے ہم کو ملا ہے۔ اس لئے اس کا نام موسیٰ ہونا چاہیئے یہاں کی تو یہ کیفیت ہے کہ مبارکی اور سلامتی ہو رہی ہے اور نام رکھے جا رہے ہیں۔ اب وہاں کی کیفیت سنئے پیارے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ جب اپنے فرزند کو دریا میں چھوڑ کر آنسو بہاتی ہوئی اپنے گھر پہنچیں۔ تو ان سے صبر نہ ہو سکا۔ اُسی وقت اپنی دختر یعنی موسےٰ کی بہن سے کہا کہ جلدی دریائے نیل پر جا اور کنارے کنارے دیکھتی چلی جا کہ وہ میرے ننھے بچے کا صندوق کہاں اور کس طرف بہہ کر جاتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نقل فرماتا ہے۔

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ؕ

یعنی دریا میں ڈال دینے کے بعد موسیٰ کی والدہ نے موسےٰ کی بہن سے کہا کہ اس صندوق کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ لہٰذا وہ دور ہی دور سے صندوق کو دیکھتی ہوئی چلی گئی۔ اور کسی نے اس کو نہ پہچانا کہ یہ موسیٰ کی بہن ہے۔

پھر جب وہ صندوق بہتا ہوا فرعون کے جھروکوں کی طرف آیا تو یہ کنارے کنارے آکر محلات میں پہونچ گئی۔ اور پھر صندوق کے کھلنے اور شاہی فرزندی میں آنے کا سب حال آنکھوں سے دیکھا اور پھر یہ وہاں سے دوڑی ہوئی والدہ کے پاس آئی اور تمام ماجرا ماں سے بیان کیا جس سے والدہ کو گونہ اطمینان حاصل ہوا لیکن یہ سب خدا کی مدد سے تھا۔ جیسے وہ فرماتا ہے۔ کہ موسیٰ کی والدہ کا دل بیقرار تھا۔ اگر ہم اُس کے دل کو مضبوط نہ کرتے تو اس سے کچھ دُور نہ تھا کہ وہ اپنی مامتا کے سبب کھُل جاتی اور موسیٰ کا حال سب پر آشکارا ہو جاتا۔ پس ہم نے اس کے دل کو تھاما جس سے وہ ہمارے ملا دینے کے وعدہ پر اطمینان سے گھر میں بیٹھی رہی۔

نظم

اُمِ موسیٰ کچھ تو تم دل کی کہو
مامتا یہ کیسے چھوڑے بیٹھی ہو

کس کے وعدے پر ہو تم ثابت قدم
چُپکے چُپکے کس لئے ہو چشم نم

کس نے اطمینان تم کو دیدیا
کیوں دیا دریا میں لختِ دل بہا

کیوں ہے یہ جذبِ محبت اس قدر
کس لئے بیٹھی ہو بے خوف و خطر

کس پہ اطمینان سے بیٹھی ہو تم
مامتا کو اپنے ہاتھوں کر کے گم

آہ تک لب پر نہیں اے باحیا
اتنا ایمان و یقین کامل کیا

واہ شاباش آفریں صد آفریں
وعدۂ مولا پہ ہو اتنا یقیں

مولا کا ایفائے وعدہ

فرعون کے دربار میں پیارے فرزند کے لئے فرعون کی طرف سے دائیاں یعنی دودھ پلانے والیاں تلاش کی جا رہی ہیں اور ہزار ہا عورتیں اس خدمتِ شاہی کو انجام دینے کے لئے دربارِ فرعونی میں آ رہی ہیں مگر پیارے فرزند کسی کا دودھ نہیں پیتے ہیں جیسے مولا فرماتا ہے "وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ" ہم نے تمام دودھ پلانے والیوں کے دودھ حرام کر دیئے۔ سوائے ان کی ماں کے۔ چنانچہ قسم قسم کے عورتیں آئیں اور وہ اپنا دودھ نورِ نظر کے منہ سے لگائیں لیکن وہ کسی کا دودھ پینا تو درکنار منہ تک میں نہ لیتے۔ بلکہ اپنا انگوٹھا چوسنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کے پورے آٹھ روز گذر گئے اور پیارے فرزند کے منہ میں دودھ کا ایک قطرہ تک نہیں گیا۔ موسیٰ کی بہن اکثر وقت اپنی ماں کی بھیجی ہوئی ننھے سے بھائی کی حالت دیکھنے آیا کرتی تھیں جب انہوں نے سوچا کہ میرا ماں جایا بھائی ننھی سی جان نے آٹھ روز سے کسی کا دودھ نہیں پیا اور ایک قطرہ تک اس کے منہ میں نہیں گیا بے چین ہو گئیں اور دربارِ فرعونی میں ڈرتے ڈرتے مگر جرأت کر کے آگے بڑھ گئیں جیسے مولائے کریم نقل فرماتا ہے۔

فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ

نَصِحُوْنَ ۵ (آیت ۱۲)

یعنی موسیٰ کی بہن نے فرعونیوں سے کہا اگر تم کہو تو میں ایک ایسے گھر کا پتہ بتاؤں کہ وہ تمہارے لئے اس بچے کی پرورش اچھی طرح کریں گے اور نہایت محبت سے پیش آئیں گے۔ بس منہ ڈھانکے ہوئے ایک عورت کے یہ فقرے سن کر ہامان وزیر اپنی کرسی پر سے اچھل پڑا اور کہا کہ اس عورت کو گرفتار کرلو۔ کیونکہ جس گھر کی پیدائش کا یہ لڑکا ہے اس گھر کو یہ جانتی ہے اور یقیناً یہ وہی لڑکا ہے جو فرعون کے ملک کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ پیارے موسیٰ کی بہن نے اپنا دل مضبوط کر کے جواب دیا کہ میں تو فرعون کی خیر خواہی کے لحاظ سے ان کے فرزند کی پرورش کے لئے ایک نیک صلاح پیش کر رہی ہوں۔ ورنہ مجھے کیا خبر تم کون ہو اور یہ کون ہے۔ عورت کی زبان سے اور یہ مضبوط فقرے سن کر فرعون کو یقین ہوگیا اور اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ نہیں نہیں یہ عورت ہماری وجہ سے اس بچے کے فائدے کی کہہ رہی ہے نیچے سے کیا علاقہ غرض کہ محمود فرعون نے موسیٰ کی بہن کا پورا پارٹ لیا اور اس کی حمایت و وکالت پورے طور سے اس بچے کی ادا کی۔ دراں حالانکہ حضرت موسیٰ کے شہر میں سینکڑوں بچے روزانہ شہید کیا کئے جارہے ہیں اور خود پیارا موسیٰ فرعون کی گود میں پرورش پا رہا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ اچھا اے عورت! جا اور اس محبت والے گھر لے کی دودھ پلانے والی عورت کو بڑے اعزاز کے ساتھ ہمارے دربار میں لے آ

کر رہا ہے یہ کون بیٹھا ہوا
اے مسلمان کچھ تو تو بھی کو بتا

چھپکے چھپکے کر رہا ہے انتظام
اور نظر آتا نہیں وہ لا کلام

کس کا ڈر ہے اس کو ہے کس کا حجاب
پردہ کی یہ کیوں ڈالی نقاب

اتنا پردہ اس قدر گہرا حجاب
ڈال لی چہرہ طبق کی اک نقاب

آپ سب کچھ کر رہا ہے اے فتا
نام اس کا اور اس کا ہو گیا

موسیٰ کی بہن دوڑی ہوئی اپنے گھر پہنچیں اور کہا کہ لے ماں آٹھ روز سے تمہارے نورِ نظر نے دودھ نہیں پیا۔ ہزار ہا عورتوں کا دودھ منھ سے لگایا گیا مگر پیارے بھائی نے کسی کا دودھ نہیں پیا اور آٹھ روز سے محض انگوٹھا چوسنے پر زندگی ہے۔ یہ سن کر ماں بے قرار ہو کر زار و قطار روتی ہوئی کھڑی ہو گئیں اور کہا کہ میں کس طرح وہاں پہنچ سکتی ہوں؟ بیٹی نے کہا کس طرح کیا معنی! اعزاز کے ساتھ شاہی سواریوں میں! کیونکہ اب فرعون کی آنکھیں تمہاری ہی جانب لگی ہوئی ہیں۔ اور اس نے نہایت آرزو سے تمہیں بلایا ہے۔ تاکہ فرعون کا فرزند دودھ پیئے اور وہ مبارک ساعت آئے۔ موسیٰ کی والدہ چلیں اور بڑے اعزاز سے پہنچیں۔ اس وقت موسیٰ فرعون کی گود میں تھے کہ یکایک سامنے سے منھ ڈھانکے ہوئے والدہ موسیٰ وہاں آ گئیں۔ فرعون نے بیوی آسیہ کے ذریعہ پیارے موسیٰ کو ان کی گود میں دیا۔ جو مسکراتے ہوئے والدہ کی گود میں آ گئے اور

دُودھ مُنھ میں لے کر فوراً پینا شروع کر دیا۔ اس وقت فرعون کو بھی تعجب
ہوا آٹھ روز سے ہزارہا دودھ پلانے والی آئیں۔ کسی کا دودھ اس نے نہیں
پیا کیا وجہ ہے کہ اس عورت کا دُودھ اس بچے نے فوراً پینا شروع کر دیا
اور پھر دریافت کرتا ہے اے عورت تو کون ہے؟ کہیں تو تو اس کی ماں نہیں
ہے؟ صالحہ نہایت سمجھدار اور عقلمند عورت تھیں۔ اسی وقت جواب میں
کہتی ہیں کہ میں ایک عورت ہوں پاکیزہ لباس، خوشبو میں معطر علاوہ
ازیں میرا دُودھ نہایت صاف اور شیریں ہے۔ بس یہ وجہ ہے جو تمہارے اس
فرزند نے میرا دُودھ پینا شروع کر دیا۔ اور کچھ اس بچے پر موقوف نہیں ہے
تم جس بچہ کو میرے پاس لاؤ گے وہی میرا دُودھ خوشی خوشی پینے لگے گا"
فرعون کی سمجھ میں آ گیا اور کہا کہ اچھا ہم تمہیں خوش کر دیں گے جاؤ ہمارے اس
فرزند کو نہایت فراخدلی کے ساتھ دُودھ پلاؤ اور اپنے گھر میں لے جا کر اس کی اچھی
طرح پرورش کرو اور ہفتہ میں ایک روز اسے ہمارے دربار میں لے آیا
کرو تاکہ ہم اور ہماری بیوی آسیہؑ اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیا کریں چنانچہ
یہ حکم ملتے ہی حضرت موسیٰ کی والدہ نہایت خنداں اور فرحاں پیارے نُورِ نظر
کو گود میں لے کر اپنے گھر آئیں اور زبانِ حال سے اپنے خدائے بے نیاز سے
باتیں شروع کیں۔

غزل

اپنے وعدے میں خدایا کس قدر سچا ہے تُو
صادق المصدوق ہے اللہ بس یکتا ہے تُو

ماسوا تیرے کسی سے آس رکھنی ہیچ ہے
سچ تو یہ ہے ہر کسی کا مدعا دیتا ہے تُو

سُننے والا ہے ضعیف و ناتوانی کی صدا
بیکسوں کے حال کو بس دیکھنے والا ہے تُو

سُننے والا کوئی عالم میں نظر آتا نہیں
آج سُنتا ہے تو بس واللہ اک سُنتا ہے تُو

تیرے در سے کوئی خالی جا نہیں سکتا کبھی
سائلوں کی جھولیاں بھر بھر کے پیش آیا ہے تُو

وہ ترا فضل و کرم اور وہ تیری جُود و سخا
عاشقوں کو بخشنے والا خزانوں کا ہے تو

مانگ اُس سے کر توکل دیکھ پھر ملتا ہے کیا
دربدر کیوں بندۂ اسحاق ڈھونڈتا ہے تو

موسیٰ کا نشو و نما

صاحب مدارک صاحب لدنیہ سورۃ طٰہٰ کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں کہ
جب موسیٰ دو تین سال کے ہو گئے تو ایک روز فرعون اپنی گود میں اُنہیں لئے

بیٹھا تھا کہ یکایک موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پر ایک ہاتھ مارا اور کچھ بال فرعون کی داڑھی کے نوچ لیے۔ جس کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ فرعون کی داڑھی کے بالوں میں سچے موتی پروئے ہوئے تھے شاید اس چمک دمک سے موسیٰ نے اس کی داڑھی پر ہاتھ مارا۔ اور چند بال نوچ لیے ساتھ ہی اپنے دوسرے ہاتھ سے فرعون کے چہرے پر طمانچہ مارا۔ فرعون موسیٰ کی اس حرکت سے سخت برہم ہوا اور اسی وقت حکم دیا کہ اس کو بھی قتل کردو! اس وقت اتفاق سے حضرت آسیہؓ بھی وہاں موجود تھیں۔ معاً بول اٹھیں کہ اے فرعون اس بچے نے تمہارے چمکتے ہوئے موتی دیکھتے ہوئے جس کی وجہ سے یہ ہاتھ بڑھانے اور چلانے لگا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بچے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ اور اے فرعون! تجھے یہ بھی خبر ہے کہ بچوں کے نزدیک چمکتے ہوئے انگارے اور موتی دونوں برابر ہیں۔ فرعون نے کہا اچھا میں اس کا امتحان کروں گا۔ اسی وقت ایک طشت میں آگ اور ایک طشت میں موتی اور جواہر طلب کیے اور وہ دونوں طشت بیا بیے موسیٰ کے آگے رکھے گئے۔ موسیٰ چاہتے تھے کہ جواہر اور موتیوں کی طرف ہاتھ بڑھائیں کہ وہیں بصورت غائبانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر آپ کا ہاتھ انگاروں کی طرف پھیرا جس میں سے موسیٰ نے ایک آگ کی چنگاری ہاتھ میں اٹھالی اور اسے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ آہ جس سے آپ کی زبان میں دائمی لکنت پیدا ہوگئی۔ اور کسی قدر آپ کی زبان جل گئی اور ساتھ ہی اس کے آپ کا

ہاتھ جل گیا جو آخر میں ید بیضاں بن کر درخشاں اور روشن ہوا پس فرعون یہ حالت
دیکھ کر آسیہؑ کی بات پر نہ صرف قائل ہوا بلکہ اس کے دل میں موسیٰ کی بیحد
محبت پیدا ہو گئی اور جلدی سے اس نے پیارے موسیٰ کو گود میں اُٹھا لیا اور بہت
سا پیار کیا اور فرزند کے ہاتھ اور زبان کے علاج میں نہایت کوشش کی۔

پھر جب حضرت آٹھ سال کے ہو گئے تو ایک دن فرعون کے سامنے
نہایت ادب سے بیٹھے ہوئے تھے۔ فرعون نے غلام کو اشارہ کیا کہ ہمارے جنگی
مُرغ کھول دو، چنانچہ اس نے کھُلتے مُرغ کھولا جو نہایت قد آور اور بڑے
بڑے پروں والا تھا۔ جس نے کھُلتے ہی اپنے بڑے بڑے بازو ہلائے اور اپنی
بولی میں نہایت زور سے ایک آواز لگائی۔ جسے سُن کر پیارے موسیٰ نے
کہا "سچ کہتا ہے" فرعون تعجب سے دریافت کرتا ہے کہ اے فرزند کیا کہتا ہے؟
آپ نے فرمایا اس نے اپنی زبان میں خدا کی خوبی اور اس کی تعریف بیان کی
ہے جو فی الحقیقت اسی تعریف کے قابل ہے۔ فرعون نے کہا کہ مُرغ کو ان
باتوں سے کیا تعلق ہے اے فرزند یہ صرف تم اپنی ذہانت سے ایسی ایسی باتیں بنایا
کرتے ہو۔ یہ سُنتے ہی موسیٰ نے مُرغ کو آواز دی۔ مُرغ! ہماری زبان میں
خدا کی وہی تعریف بیان کر جو تو نے اس سے پہلے اپنی زبان میں بیان کی تھی
اب بھی موسیٰ نے یہی فرمایا کہ "تو سچ کہتا ہے"۔ اب فرعون کے چہرے کا رنگت
بدل گئی اور نہایت خوف زدہ ہو کر ہامان وزیر کی طرف دیکھا۔ ہامان وزیر زبردست

بستہ کھڑا ہو گیا اور کہا موسیٰ نے اس مرغ پر جادو کیا ہے۔ لہٰذا اس مرغ کو ابھی ذبح کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ مرغ اسی وقت ذبح کر دیا گیا۔ لیکن موسیٰ کے خدا نے اس مرغ میں پھر روح دم کر دی اور اس نے زندہ ہو کر پھر وہی خدا کی تعریف بیان کی اور پھر وہ بھرے دربار میں اُڑ کر سب کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

پھر جب حضرت موسیٰ نو سال کے ہوئے تو ایک روز فرعون نے موسیٰ کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ جب کہ تخت کے چاروں طرف تمام ارکانِ دولت اور اعیانِ سلطنت دست بستہ حاضر تھے فرعون نے حسب عادت از روئے نخوت و تکبر کلمات کفر منہ سے کہنے شروع کئے۔ جس سے موسیٰ غصے میں سرخ ہو گئے اور وہ اپنے معبود کی توہین نہ سن سکے۔ فوراً تخت سے نیچے آ کر تخت پر ایک لات ماری۔ جس سے اس تخت کے دو پائے ٹوٹ گئے اور فرعون تخت سے نیچے گرا اور اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ درباریوں میں جوش انتقامی پیدا ہوا جسے دیکھ کر موسیٰ محل شاہی میں حضرت آسیہؓ کی گود میں آن بیٹھے اور اس واقعہ سے آسیہؓ کو مطلع کیا کہ پیچھے سے فرعون بھی غصہ میں بھرا ہوا محل شاہی میں پہنچا تو دیکھا کہ موسیٰ آسیہؓ کی گود میں بیٹھے ہیں۔ جن پر بہت عتاب کیا اور کہا کہ اے آسیہؓ! دیکھ تو نے مجھے اس لڑکے کے قتل کرنے سے روکا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس نے مجھے زخمی کیا اور میرا تخت پارہ پارہ کر دیا اور افسوس آج اس نے بھرے دربار میں میری خدائی کو بٹہ لگایا۔

آسیہؑ نے آہستہ سے کہا اگر بچے چھوٹی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ اس سے زیادہ شوخیاں کیا کرتے ہیں یہ بات اس فرزند کے بڑے ہو کر ہوشیار اور باوقار ہونے کی دلیل ہے۔ یہ ایسا شجاع اور بہادر ہوگا جب تیرے ملک کو تیرے بعد سنبھال سکے گا چنانچہ آسیہؑ کے یہ فقرے کل دخیرو کی سمجھ میں آگئے اور وہ خوش ہوگیا۔

جب حضرت موسیٰؑ دس سال کے ہوئے تو ایک روز فرعون کے سامنے دسترخوان چنا گیا۔ جہاں پیارے موسیٰؑ بھی اس کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ اتفاق سے اس دسترخوان پر ایک سالم بکری کا بچہ دم پخت قاب میں رکھا تھا۔ موسیٰؑ نے اس قاب کی طرف اشارہ کر کے کہا "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا! وہ بکری کا بچہ اسی وقت زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور چاروں طرف دوڑتا ہوا پھرنے لگا۔ فرعون نے خوف زدہ ہو کر بیوی آسیہؑ کی طرف دیکھا۔ اور قریب تھا کہ فرعون کے حواس باختہ ہو جائیں۔ بیوی آسیہؑ نے کہا اے فرعون! تیرے اس فرزند ارجمند کی یہی باتیں تیرے ملک کو چار چاند لگائیں گے اور تمام عالم میں تیری شہرت ہوگی کہ ایسا عجیب و غریب فرزند فرعون کے ہاں پیدا ہوا ہے چنانچہ بیوی آسیہؑ کا کہنا فرعون کی سمجھ میں آگیا۔ اللہ اللہ سے

نظم

کیا سمجھ فرعون کی تھی اے خدا	جس نے یہ دعویٰ خدائی کا کیا
جو سنی وہ ہی سمجھ میں آگئی	واں گرہ کی عقل پیدا ہی نہ تھی

بلاشبہ انگوری گدھوں کے واسطے — اس کی قدرت کے کرشموں میں سے ہے
بات کرنی بھی جسے آتی نہیں — اس کو دیدی تو نے اپنی سرزمیں
تجھ کو سب شایاں و زیبا ہے کریم — جس پہ تو چاہے کرے لطف عمیم

قوم کی رہبری

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب پورے بیس سال کے ہو گئے تو اب آپ پوشیدہ پوشیدہ بہ مشکل نماز خدا کی عبادت میں مصروف رہنے لگے چنانچہ ایک روز دریا کے کنارے فرعون کے ایک مصاحب نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ کر آپ سے کہا کہ میں فرعون سے کہوں گا کہ آپ کا فرزند موسیٰ آپ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے یہ سنکر آپ کو غصہ آیا اور زمین کو اشارہ کیا کہ اے زمین پکڑ اس کو چنانچہ وہ شخص اسی وقت گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا جس پر وہ بہت چیخا اور واویلا کی اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں کہ آپ کی نماز کا حال کسی سے نہ کہوں گا یہ سنکر حضرت موسیٰ نے اس کے لئے دعا کی وہ اسی وقت زمین سے نکل آیا اور اپنے راستے چلا گیا۔ لیکن آپ کے نماز پڑھنے کی خبریں مشہور ہوئیں اور رفتہ رفتہ فرعون کے کانوں تک بھی پہنچ گئیں۔ اب فرعون کو آپ کا نماز پڑھنے

کا سوال معلوم ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ اب جہاں موسیٰ کو تم لوگ نماز پڑھتے دیکھو فوراً مجھے اطلاع دو! میں بھی دیکھوں کس طرح اور کس کی نماز پڑھتا ہے اور کس کی عبادت کرتا ہے چنانچہ پیارے موسیٰ ایک روز کسی مقام پر نماز پڑھ رہے تھے۔ خبرداروں نے جس کی فرعون کو خبر دی کہ موسیٰ آپ کے فرزند اس وقت فلاں جگہ نماز پڑھ رہے ہیں چلئے ملاحظہ فرما لیجئے! فرعون اسی وقت وہاں پہنچا۔ دیکھا کہ فی الحقیقت وہ نماز میں مصروف ہیں خاموش کھڑا دیکھتا رہا جب پیارے موسیٰ نماز سے فارغ ہوئے تو فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ یہ کس کی عبادت کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اُس آقا کی عبادت کرتا ہوں جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جس نے مجھے بڑا کیا۔ یہ سُنکر فرعون کہتا ہے کہ موسیٰ بجا کہتے ہو۔ حقیقتاً میں ہی تمہیں کھلاتا اور پلاتا ہوں اور میں نے ہی چھوٹے سے بڑا کیا۔ اور یہ لوگ تم پر بہتان بندی کرتے ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں تم ہمارے بہت اچھے فرزند ہو یہ کہہ کر فرعون آپ کو اپنے دربار میں لے گیا اور موسیٰ علیہ السلام سے نہایت خوش ہوا۔

جب حضرت موسیٰ کی عمر تیس سال کی ہو گئی تو اب آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے میل جول شروع کیا۔ اور آپ کی صحبت تمام معاندین بنی اسرائیل آکر بیٹھنے لگے اور تمام مظالم جو کہ فرعون ان پر مدتوں سے ظلم توڑ رہا تھا۔ بیان کرنے شروع کئے جب پیارے موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرعون کے

مظالم سُنے تو دریافت کیا کہ اے قوم! فرعون یہ ظلم تم پر کب سے توڑ رہا ہے؟ لوگوں نے بیان کیا کہ اے موسیٰ آپ کی پیدائش سے پہلے ہم پر ظلم توڑے گئے اور وہ ظلم جب سے آج کے دن تک برابر جاری ہیں۔ آہ دیکھئے کب ہمیں اس عذاب سے مخلصی ہوتی ہے جس کے جواب میں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ تکلیف صرف تمہارے گناہوں کی شامت سے ہے ورنہ خدا کسی پر ظلم نہیں کیا کرتا۔ اچھا اب تم اپنے خدا سے کوئی نذر مانو کہ اگر وہ تم کو فرعون کے عذاب سے نجات بخشے تو تم اس کا شکریہ ادا کیا کرو گے سب نے بالاتفاق نہایت خوشی سے منظور کرتے ہوئے کہا کہ ہم خدا کے لئے روزے رکھیں گے اور مسکینوں کو کھانے کھلائیں گے آپ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ تم اپنے فسق و فجور سے توبہ کرو عجب نہیں کہ وہ تمہاری مصیبتیں دُور کر دے۔ کیونکہ وہ بڑا سُننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

نظم

ایک ہے مشکل کُشا وہ کبریا
سُننے والا ہے نحیفوں کی دُعا

تائبوں کے ساتھ رہتا ہے مدام
فضل فرماتا ہے وہ ربُّ السّلام

دینے والا اس قدر ہے وہ کریم
جس کا لامحدود ہے لُطفِ عمیم

ایک قبطی کی موت

موسیٰ ابھی تک اللہ کی طرف سے نبی نہیں بنائے گئے ہیں اور نہ اب تک ان پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی ہے۔ اس لیے شیطان ان کے پیچھے بڑی امید کے ساتھ لگا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی کام اپنی مرضی کا ضرور کراؤں گا چنانچہ جب آپ کافی بڑے ہو گئے تو تمام لوگ ان کی عزت کرنے لگے اور انہیں فرعون کا فرزند جانتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز آپ دوپہر کا قیلولہ کر کے کسی کام کے لئے مصر کے بازار میں گئے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔ "وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا الخ" یعنی ایک روز موسیٰ ایسے وقت بازار میں گئے کہ لوگ بوجہ دوپہر کے گھروں میں تھے اس وقت موسیٰ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں ہاتھا پائی کر رہے ہیں جن میں ایک قوم بنی اسرائیل میں سے ہے اور ایک قوم قبط میں سے۔ پس جو شخص قوم بنی اسرائیل میں سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی پس موسیٰ آگے بڑھے اور غصے میں آکر قبطی کے ایک گھونسا مارا۔ جس سے وہ چکرا کر گرا اور گرتے ہی جاں بحق ہو گیا۔ موسیٰ نے جب دیکھا کہ اس کا کام تمام ہو گیا اور یہ مر گیا تو اپنے دل میں نہایت افسوس کرتے ہوئے کہا کہ واحسرتا یہ کیسی مجھ سے حرکت ہوئی اور افسوس کہ شیطان کیسا مجھ سے خوش ہو گا جو انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اور وہ ہر وقت انسان کے گمراہ کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ "قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ"

خداوندا میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا تو میرا گناہ معاف کر کہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کتب تفاسیر و تواریخ میں مرقوم ہے کہ یہ فعل حضرت موسیٰ نے عمداً نہیں کیا بلکہ اتفاقی امر تھا جو آپ سے سرزد ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اچھا اب ان دونوں لڑنے والوں کی سنیئے جن میں ایک بنی اسرائیل تھا اور دوسرا قبطی اسرائیلی آل یعقوب میں تھا۔ اور قبطی آل فرعون میں تھا۔ اور فرعون کے باورچی خانہ کا داروغہ تھا جو اس اسرائیلی سے لکڑیاں کاٹ کر جنگل میں سے لانے کا تقاضا کر رہا تھا۔ اور ہمیشہ بڑے بڑے ظلم اس اسرائیلی پر کیا کرتا تھا۔ اس وقت وہ اسرائیلی تھوڑی سی لکڑیاں جنگل سے اس لئے لایا تھا کہ انہیں فروخت کر کے اس کے پیسے اپنے اہل و عیال میں لے جائے جس کو اس فرعونی نے پکڑ لیا اور شاہی باورچی خانہ میں جبراً وہ لکڑیاں ڈلوانی چاہیں جس سے ان دونوں میں ہشت مشت ہونے لگی۔ اور موسیٰ کو ظالم کے مقابلے میں مظلوم پر ترس آیا۔ اور اسے چھڑانے کے لئے آگے بڑھے۔ اور قبطی کی زیادتیاں دیکھ کر آپ کو غصہ آیا۔ اور اس کے ماتھے پر گھونسہ مارا جس سے وہ مر گیا اور یہ قتل اتفاقی ہوا الغرض جب وہ قبطی مر گیا تو حضرت موسیٰ۔ اور وہ اسرائیلی وہاں سے بھاگ گئے چونکہ قبطیوں میں سے اس وقت وہاں کوئی نہ تھا اس لئے کسی کو اس قتل کی خبر نہ ہوئی لیکن حضرت موسیٰ خائف ضرور ہوئے تھے کہ مبادا قصاص کے لئے کوئی شخص پیدا نہ ہو جائے۔ آگے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَۃِ خَائِفًا یَّتَرَقَّبُ الخ یعنی موسیٰ دوسرے روز ڈرتے
ڈرتے بازار میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اسرائیلی جس نے اُن سے مدد مانگی تھی آج
پھر کسی سے جھگڑا لڑ رہا ہے۔ جس نے موسیٰ کو دیکھ کر پھر اُن سے مدد مانگی۔ جس کے جواب
میں موسیٰ نے فرمایا کہ تو بڑا بدراہ شخص ہے کہ ہر روز لوگوں سے لڑتا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت
موسیٰ ان دونوں کو چھڑانے کے لئے آگے بڑھے۔ تو اسرائیلی یہ سمجھا کہ مجھ پر غصہ آگیا
ہے۔ شاید مجھے مار ڈالیں گے؟ پکار اُٹھا کہ اے موسیٰ کل کے قبطی کی طرح کیا آپ آج
مجھے بھی مار ڈالیں گے؟ اور بولے موسیٰ شاید تم اسی طرح کمربستہ ہو گئے کہ لوگوں کو
قتل کرتے پھرو۔ چنانچہ اسرائیلی کو دھوکہ ہوا جس سے اس نے کل کے قتل کا راز
کھول دیا۔ جس کو مدمقابل قبطی نے اچھی طرح سنا اور دربار فرعونی میں پہونچ کر داروغہ
باورچی خانہ کے قتل کا حال فرعون سے بیان کیا اور کہا آپ کے داروغہ کو موسیٰ نے
قتل کیا ہے جس کی تلاش تمام شہر میں کی جا رہی ہے فرعون نے اسی وقت تمام
اراکین کو جمع کیا اور موسیٰ کے بارے میں مشورہ کیا چنانچہ ہامان وزیر نے مشورہ
دیا کہ میں تو پہلے ہی سے شبہ میں تھا کہ ضرور یہ لڑکا وہی ہے جو تیرے ملک کو غارت
کرے گا اچھا اب اس کے قتل کے لئے اچھا موقع نکل آیا ہے کیونکہ خود اس سے
قتل کا ارتکاب ہوا ہے۔ جس کے انتقام میں فوراً موسیٰ کو قتل کر دینا چاہیئے چنانچہ
اس پر اتفاق رائے ہو گیا اور فرعون نے حکم دے دیا کہ کل کے روز موسیٰ کو اس
قبطی کے انتقام میں قتل کر دیا جائے۔ کہیں اس مشورہ سے اور اس حکم کی حضرت

موسیٰ کو کسی رفیق کے ذریعہ اطلاع ہوگئی کیونکہ ایک آپ کا دوست شریک دربار تھا جب اس نے یہ حکم سُنا تو وہ دوڑا ہوا حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ آج فرعون کے دربار میں آپ کے قتل کا مشورہ قرار پایا ہے۔ چنانچہ بحکم فرعون کل صبح کو آپ قتل کر دیئے جائیں گے۔ اب مناسب یہ ہے کہ آپ راتوں رات یہاں سے نکل جائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے "وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى الخ" یعنی پرلے سرے سے ایک موسیٰ کا رفیق دوڑا ہوا آیا۔ اور اس نے موسیٰ کو خبر دی کہ جماعتِ فرعونی نے تمہارے قتل کا مشورہ کر لیا ہے لہذا میں تمہیں یہ بہتر مشورہ دیتا ہوں کہ تم یہاں سے نکل جاؤ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ یہ سُنتے ہی نہایت خائف ہوئے اور اسی وقت مصر سے نکل کھڑے ہوئے اور رُخصت ہوتے وقت انہوں نے خداوند تعالیٰ سے یہ دُعا مانگی۔

رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

مصر سے نکلنا

مصر سے موسیٰ نکلتے ہیں ستم
ہو گیا مشکل جہاں میں ایک دم

کوئی مونس ہے نہ ہمدم ساتھ ہے
آپ ہیں اور بس خدا کی ذات ہے

جو کہ محلوں سے کبھی نکلے نہیں
لق و دق صحرا کی اب دیکھی زمین

ڈر رہے ہیں ہر طرف سے بیگماں | بن رہا ہے خوف کا سارا جہاں

ہیں درندوں کی صدائیں چار سو | ہے جہاں ساکتی فقط اللہ تو

آہ موسیٰ پہ یہ آیا امتحاں | سیل غم کیسا ہوا ان پر رواں

ان کا دہشت سے قدم اٹھتا نہیں | تھامے لیتی ہے قدم ان کے زمیں

راہ رستوں سے ذرا واقف نہیں | کس طرف جائیں الہ العالمیں

رہرو نے آفرو اس ستان میں | بیسیوں راہیں کدھر کا رخ کریں

عرش سے جبرئیل کو آئی ندا | جا مرے بندے کو تو رستہ بتا

راہِ مدین پر اسے تو ڈال دے!

ہے وہاں راحت بس اب اس کے لئے

چنانچہ جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ سے ایک پلک جھپکتے میں اس بیابان میں پہنچے اور ایک مسافر کی شکل بن کر پیارے موسیٰ کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے ساتھ ساتھ رستہ چلنے لگے اور چلتے چلتے یہ باتیں شروع کیں۔ یہ راستہ شہر مدین کو جاتا ہے جو نہایت پر فضا اور اچھا شہر ہے اور یہاں کا مسافر چلا ہوا پورے آٹھ روز میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ یہ کہہ ذرا نظریں بچا کر غائب ہو گئے۔ اب حضرت موسیٰ اسی طرح چلے جاتے ہیں جو مدین کی طرف جانے والا رستہ بتایا گیا تھا اور زبان حال و مقال سے یہ کہتے جاتے ہیں عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ ([illegible])

اب مجھے رستے پہ لائے گا کریم | راہ سیدھی اب دکھائے گا کریم
اب میں پہنچا منزلِ مقصود پر | شہر مدین اب مجھے آیا نظر
اب ہوئی فرعون سے مجھکو نجات | اب ہوا معبود میرا میرے ساتھ

غرض کہ پیارے موسیٰ ایک رستے کی سیدھ باندھے چلے جاتے ہیں. جب زیادہ بھوک معلوم ہوتی ہے تو تھوڑی سی جنگلی گھاس توڑ کر کھا لیتے ہیں یہاں تک کہ بوقت شام آٹھویں روز شہر مدین کے جنگل میں پہنچے. جہاں بیرون شہر ایک کنواں ہے اور اس پر لوگوں کی بھیڑ لگی ہوتی ہے جو اپنے اپنے چوپایوں اور جانوروں کو اس پر پانی پلا رہے ہیں. نیز جناب موسیٰ نے دیکھا کہ اس بھیڑ سے الگ ایک طرف کو دو عورتیں منہ ڈھانکے ہوئے اور اپنی بکریاں روکے ہوئے کھڑی ہیں جن سے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ تم سب سے الگ کیوں کھڑی ہو؟ ان دونوں عورتوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر نہ چلے جائیں گے اس وقت تک ہم بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتے. بس ان کے جانے کے بعد ان کے جانوروں کا بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلائیں گے ۔

ہم غریبوں کا یہاں کوئی مددگار نہیں | ہم دکھیوں کا یہاں کوئی بھی غمخوار نہیں
بھائی اپنے نہیں جو آ کے پلاتے پانی | باپ بوڑھے ہیں جنہیں طاقت رفتار نہیں
چل نہیں سکتے کہ افسوس وہ نابینا ہیں | جن کا مونس نہیں مدین میں کوئی یار نہیں
خود غرض لوگ یہاں کے ہیں الٰہی توبہ | رحم اور مہر سے کچھ ان کو سروکار نہیں

خود غرض قوم سے اللہ بچائے   اسحٰق

یہ وہ بندے ہیں خدا جن کا خریدار نہیں

یہ افسوسناک باتیں سن کر حضرت موسیٰ کو نہایت ترس آیا اور کنوئیں پر آ کر
ان لوگوں سے کہا کہ جو خود سے تھا۔ اپنی بکریوں کو پلا رہے تھے۔ لوگو! سخت افسوس
کا مقام ہے کہ تم ان غریبوں و ناتواں عورتوں پر رحم نہیں کرتے اور پہلے ان
مسکینوں کی بکریوں کو پانی نہیں پلاتے ہو تاکہ یہ مسکین عورتیں اپنے گھر چلی جائیں۔
پیارے موسیٰ کے جواب میں وہ بدمذاق لوگ کہتے ہیں کہ میاں مسافر تو ہیں کیا
دباؤ ہے آپ کا اور کیا ہم قرض دار ہیں ان عورتوں کے ؛ بڑے آپ ترس کھانے
والے آئے۔ اور اگر آپ ایسا ہی ان پر ترس کھاتے ہیں تو لیجئے ہم کنوئیں پر سل
ڈھانکے دیتے ہیں آپ یہ سل ہٹا کر ان بکریوں کو پانی پلا دیجئے یہ کہہ کر ان
ظالموں اور بے رحموں نے مل جل کر ایک لمبی چوڑی سل اس کنوئیں کے منہ
پر ڈھانک دی اور خود فاصلے پر جا کر تماشہ دیکھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔
مولا فرماتا ہے [illegible] یعنی موسیٰ نے ان عورتوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔
اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ موسیٰ جلال کے آٹھ روز سے بھوکے تھے اور
نہایت دشوار گزار سفر طے کر کے چور چور ہو رہے تھے۔ لیکن ظالموں کے
جگر خراش فقروں سے انہیں جلال آ گیا اور بسم اللہ کہہ کر کنوئیں پر پہنچے اور اس لمبے
بھاری سل کو کنوئیں کی منڈیر سے نیچے پھینک دیا۔ اور وہ جس کو پانچ آدمی

مل کر کھینچتے تھے اچھی طرح اسے پھر کر کنوئیں سے کھینچا۔ اور مسکین عورتوں کی بکریوں کو خوب اچھی طرح پانی پلایا۔ جب ان کی بکریاں خوب سیراب ہو گئیں تو عورتیں ان کو دُعائیں دیتی ہوئی اپنے گھر کو چلی گئیں۔ اب حضرت موسیٰ تن تنہا ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور کہا۔

الٰہی مولا میں اس وقت تیری رحمت کا سخت محتاج ہوں۔ آہ یہ غمناک سین کلیجوں کو شق کرنے والا اور دلوں کو ہلا دینے والا ہے۔

نظم

آہ دل ٹوٹے مسافر کیا ہوا
خیر ہے کیا چلتے چلتے تھک گیا

کس لئے بیٹھا ہے تو زیر شجر
آس توڑی تو نے کیا یاں آن کر

کس لئے جاری ہیں یاں آنسو ترے
گم ہے کیا تو منزل مقصود سے

لٹ گیا کیا کارواں تیرا کہیں
اے مسافر! غمزدہ اندوہگین

دل بھر آتا ہے تیرے حال پر
چھن گیا شاید کہ تیرا کر و فر

تیری صورت سے یہ ہوتا ہے عیاں
شاہزادہ ہے کہیں کا بیگماں

امتحاں میں تو کہیں آیا نہ ہو
گھیر کر تجھ کو کوئی لایا نہ ہو

کچھ تو کہہ کیا تجھ پہ گذری اے غریب
آس توڑی آکے منزل کے قریب

بولے وہ پرغم زبان حال سے
کیا کروں جاؤں کدھر مولا مرے

آہ میں محتاج ہوں اے کبریا
مصر چھوٹا گھر سے بے گھر ہو گیا

خاک میں سب مل گئی شہزادگی ۔ شکر ہے معبود جو مرضی تری
اب میری ٹانگوں میں دم باقی نہیں ۔ جس سے بھاری ہو گئی مجھ پر زمیں
آٹھ دن سے میں نے کچھ کھایا نہیں ۔ بھوک سے ہوں جاں بلب میں بالیقیں
آخرش بندہ ہوں تیرا ہوں فقیر ۔ تجھ سے کھانا مانگتا ہوں اے قدیر

بس بس اے اسحٰق اب آگے چلو
ہے یہ غم کا سین اس کو چھوڑ دو

شعیبؑ کی بیٹیاں

حضرت موسیٰ نے جن عورتوں کی بکریوں کو پانی پلایا تھا وہ دونوں باعصمت وحیا والیاں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں جن کے باپ پیغمبر تھے جو نہایت ضعیفی کی حالت میں نابینا ہو گئے تھے۔ القصہ حضرت شعیب کی دونوں لڑکیاں اس روز قبل از وقت اپنی بکریاں لے کر اپنے گھر پہنچ گئیں۔ جن سے والد صاحب نے دریافت کیا کہ آج کیا بات ہے کہ تم اتنے پہلے بکریاں لے کر آگئیں۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ نے حسب عادت بوجہ نابینا ہونے کے بکریوں پر ہاتھ پھیر کر دیکھا تو آج بکریاں اور دنوں سے زیادہ تیار اور شکم سیر معلوم

ہوئیں جن کی شکم سیری کا سبب بھی دریافت کیا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد سے
ایک مسافر کی ہمدردی اور اس کی تمام اخلاقی حالت بیان کی اور ساتھ ہی ان
سے یہ بھی کہا کہ جب ہم چلنے لگے تو وہ مسافر نہایت مایوس ہو کر ایک درخت
کے نیچے بیٹھ گیا اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اس نے کہا "رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ
اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ" بس اتنا سنتے ہی حضرت شعیبؑ کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا کہ افسوس وہ سخت مصیبت زدہ انتہائی فاقے کی
حالت میں ہے اور وہ مصیبت زدہ اس درخت کے نیچے بیٹھا ہوا اپنے مولا
سے روٹی مانگ رہا ہے۔ خدا کے لئے جلدی جاؤ اور اسے گھر پر لا کر کھانا کھلاؤ
مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آٹھ روز سے کھانا نہیں کھایا ہے جلدی لاؤ
ایسا نہ ہو کہ اس مسافر کو کھانا نہ دینے سے اس شہر پر کوئی عذاب الٰہی نازل
ہو جائے چنانچہ ایک لڑکی اسی وقت اس مسافر کے لئے روانہ ہو گئی۔ جا کر دیکھا
تو وہ نیک صفات مسافر اسی درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے
فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ الخ
جس کا ترجمہ مفسرین یوں کرتے ہیں کہ شعیب کی صاحبزادی نے درخت کے
پاس آ کر اور مسافر کی طرف خطاب کر کے کہا کہ میرے ضعیف باپ حضرت
شعیب علیہ السلام آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ کو یاد فرما رہے ہیں جنہوں نے
صرف اس لئے بلایا ہے کہ بکریوں کو پانی پلانے کی اجرت آپ کو دیں۔ پیارے

موسیٰ ایک پیغمبر کا سلام اور ان کا پیغام سن کر سرد قد کھڑے ہو گئے اور ایک پیغمبر کی زیارت کا شوق آپ کو اور بھی زیادہ ادھر کو لے چلا چنانچہ آگے آگے دختر نیک اختر ہے اور پیچھے پیچھے حضرت موسیٰ ہیں۔ کہیں ایسا ہوا کہ ہوا سے اس مبارک دختر کی پنڈلی کھل گئی۔ موسیٰ باحیا ہیں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے باعصمت بی بی میں آگے چلتا ہوں اور تم میرے پیچھے چلو۔ اور راستہ بتانے کے لیے کنکریاں ہاتھ میں لے لو۔ جس سمت تمہیں چلنا ہو برابر کنکریاں پھینکتی چلی جاؤ۔ اللہ اللہ کیا حیا داری ہے۔

نظم

آہ دونوں نیک دونوں باحیا	عصمت و عفت کا یہ کچھ رنگ تھا
دیکھنے سننے سے دونوں ہے حذر	غیر محرم سے ہے کس درجہ کا مفر
یہ ہے اسلامی حیا داری کی اصل	آج بیحد ہو گیا ہے جس کو فصل
جن کا ہے مدحت سرا پروردگار	کیا حیا داری ہے بیحد و شمار
کیوں نہ ہو شانِ نبوت ہے یہی	ایسے ہو سکتے ہیں خدا کے ایلچی

اللہ تعالیٰ اُن کی حیا داری کی تعریف فرماتا ہے۔

فَجَآءَتْهُ إِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ

یعنی شعیب کی وہ دختر نہایت حیا کے ساتھ چل رہی تھی جس کو موسیٰ نے اور حیا داری کا سبق دیا۔ جو دولت حیا کے سبب اور شوہر نے میں سنہا گر ہو گیا۔

آگے مولا فرماتا ہے یعنی جب اس انتہائی
حیا داری سے چل کر موسیٰ شعیب کے گھر پہنچے تو مکان میں داخل ہوتے ہی کہا
السلام علیکم! حضرت شعیبؑ نے سلام کا جواب دیا۔ اور سروقد کھڑے ہو کر
اپنے مہمان سے مصافحہ کیا۔ اور فرمایا کہ میاں مسافر! تم کون ہو۔ اور کہاں
سے آئے ہو؟ حضرت موسیٰ نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی۔ جب بیان
کر چکے تو حضرت شعیب نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص ضرور خاندان نبوت میں
سے ہے۔ پھر آپ نے نہایت تسلی و اطمینان دلاتے ہوئے فرمایا کہ اے موسیٰ
یہاں فرعون اور اس کی قوم کا آپ بالکل خوف نہ کریں۔ کیونکہ یہاں ان کا کوئی
دخل نہیں ہے۔ اور بس اسے یاد رکھو کہ تمہاری سختی کے دن نکل گئے۔ اب تم
اطمینان سے کھانا کھاؤ اور خدا کا شکر بجا لاؤ! چنانچہ اسی وقت کھانا آپ کے
سامنے رکھا گیا۔ لیکن حضرت موسیٰ الگ بیٹھے ہیں۔ کھانے پر ہاتھ نہیں ڈالتے۔ یہ
حال جب شعیب کو معلوم ہوا کہ موسیٰ کھانا نہیں کھاتے ہیں فرمایا کیوں؟ کھانا
نہ کھانے کی وجہ؟ حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں آپ کی بکریوں کو پانی پلانے کی
اُجرت میں کچھ کھانا پینا نہیں چاہتا ہوں۔ میں نے یہ خدمت اللہ تعالیٰ کے
لئے کی ہے یہ سُن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ! یہ
کھانا بہ لحاظ اُجرت نہیں ہے بلکہ یہ مہمان نوازی اہلِ قریہ یا اہل شہر کا مفروضہ
ہے۔ اس لئے حسب عادت خود تمہارے سامنے یہ کھانا رکھا ہے نیز میں

تمہارے اخلاق و مروت سے بعید سمجھتا ہوں کہ تم اس ماحضر عزیبانہ کو قبول نہ کرو
اے مسافر! میری میزبانی منظور کرتے ہوئے میرا دل مسرور کرو! چنانچہ یہ سنتے ہی
حضرت موسیٰ نے فوراً کھانا شروع کر دیا جب آپ نے کھالیا تو بعد میں حضرت
شعیب کی صاحبزادی نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ اے والد بزرگوار! اگر آپ
اس مہمان کو اپنی بکریوں کی خدمت یعنی ان کے چرانے کے لئے اپنے پاس رکھ
لیں تو نہایت مناسب ہو کیونکہ یہ شخص نہایت امانتدار اور خدا ترس ہے
اور ساتھ ہی اس کے شجاع اور بہادر بھی پورا ہے۔ حضرت شعیبؑ نے پوچھا کہ
صاحبزادی! تونے اس ذات کی کیا بہادری دیکھی؟ صاحبزادی نے کہا کہ بہادری
یہ دیکھی کہ وہ کنویں کا پتھر جس کو دس آدمی بمشکل ہٹا سکتے ہیں اکیلے نے ایک
اشارہ سے ہٹا دیا اور وزنی ڈول جو پانچ آدمی مل کر کھینچتے ہیں دم بھر میں
کتنے ہی ڈول کھینچ ڈالے۔ اور ہماری تمام بکریوں کو پانی پلا دیا۔ نیز امانت
داری کے متعلق موسیٰ کا خود آگے چلنا اور باجیا کو پیچھے چلانا اور کنکریوں کے
ذریعے رستہ بتانے کا سب حال بیان کیا جسے سن کر حضرت شعیب علیہ السلام
نہایت خوش ہوئے اور موسیٰ کی حیاداری اور بہادری کا پورا اعتراف ہو گیا۔

نظم

رنگ لاتی ہیں جہاں میں نیکیاں — نیک بندوں سے ہے خوش اللہ میاں
بیزتی ہیں نیکیاں انسان کی — جو پسندیدہ ہیں اس رحمان کی

ہے امانت دار مولا کو پسند | کیوں نہ آئے گا وہ دنیا کو پسند
جن میں موسیٰ لاڈلے پیارے نبی | جتنی بھی تعریف ہو ہے واقعی
کیا خبر تم کو ہے اے بنتِ شعیبؑ | مرتبہ رکھتا ہے کیا یہ مردِ غیب
کس کو چرواہا بتاتی ہو کہو | جو کہ دیکھیگا جمالِ پاک کو

وہ یہ موسیٰ کلیم اللہ ہے!
جسکو تم سمجھی ہو اک یونہی سی شے

موسیٰ کا نکاح

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ ھٰتَیْنِ
یعنی حضرت شعیبؑ نے کہا اے موسیٰ میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں
میں سے ایک کی شادی تم سے کردوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ برس تک میری
بکریاں چراؤ! اور دس برس تم پورے کردو تو یہ تمہاری مہربانی ہے مگر ساتھ ہی اس
کے میں یہ بھی نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی محنت شاقہ تم پر ڈالوں نیز لے موسیٰ چونکہ
مجھے تم انشاء اللہ نہایت خوش معاملہ پاؤ گے حضرت موسیٰ چونکہ ایک خوفناک
جگہ سے اپنی جان بچاکر آتے تھے اس لئے یہاں مقام امن وعافیت کی

ہر ایک بات کو غنیمت سمجھتے ہوئے شعیب علیہ السلام کے اس ارشاد کو مع شرائط کے قبول و منظور کیا اور حضرت شعیب سے کہا کہ بکریوں کی خدمت جس کی مدت کم سے کم آٹھ سال اور زیادہ سے زیادہ دس سال ہے اب اس میں جو نسی مدت مجھ سے ہو سکے گی انشاء اللہ پوری کروں گا نیز آپ کی خدمت کسی طرح بھی مجھے شاق نہیں گذرے گی بلکہ میں اپنے لئے سعادت دارین سمجھوں گا اور میں جو کچھ بھی آپ سے وعدہ کرتا ہوں اس پر خدائے پاک کو اپنا گواہ اور کفیل ٹھہراتا ہوں جناب شعیب علیہ السلام پیارے موسیٰ کی مخلصانہ باتوں سے نہایت خوش ہوئے اور اس صاحبزادی سے جس کی پنڈلی پر رستہ چلتے ہیں آپ کی نظر پڑ گئی تھی۔ اسی وقت نکاح کر دیا۔ اس کے بعد حضرت شعیب نے بکریوں کو آپ کے سپرد کیا۔ جن کے لئے کوئی عصا یا لکڑی دینی مقدم سمجھی چنانچہ کتب تواریخ و تفاسیر میں مرقوم ہے کہ حضرت شعیبؑ کے پاس گذشتہ پیغمبر انبیاء علیہ السلام کے عصاء یا ہاتھ میں لینے کی لکڑیاں موجود تھیں منجملہ ان کے ایک عصا وہ تھا جو حضرت آدمؑ جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور وہ نہایت عجیب و غریب عصا تھا چنانچہ وہ نسلاً بعد نسلٍ شعیبؑ کو میراث میں پہنچا تھا۔ پس جس وقت یہ عصا آپ کو ملا تھا تو ساتھ ہی اس کے ہدایت و وصیت بھی آپ کو ہو گئی تھی کہ یہ عصا کلیم اللہ کو دیا جائے گا اور یہ اس کی امانت ہے۔ جب کبھی وہ عالم ظہور میں آئے تو یہ عصا کلیم اللہ کو دیا جائے

یہ تمام عصا ——— شعیب کے یہاں ایک کوٹھری میں رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ اے فرزند! کوٹھری میں جاؤ اور ایک عصا لے آؤ! حضرت موسیٰ کوٹھری میں گئے اور ایک عصا اٹھا لائے۔ اور لاکر حضرت شعیبؑ کے ہاتھ میں دیا آپ نے اُسے اوپر سے نیچے تک ہاتھ پھیر کر اچھی طرح دیکھا۔ اور موسیٰ سے فرمایا صاحبزادے اسے وہیں رکھ آؤ اور کوئی دوسرا عصا لے آؤ۔ موسیٰ پھر کوٹھری میں گئے اور اسے ایک طرف رکھ کر دوسرا عصا اُٹھاتے تھے کہ خود بخود اچھل کر وہی عصا آپ کے ہاتھ میں آگیا اور آپ اُسے لئے چلے آتے۔ حضرت شعیبؑ نے پھر اُسے بغور دیکھا اور فرمایا یہ عصا تمہارے کام کا نہیں ہے بلکہ ؎

یہ عصا ہے اس کلیم اللہ کا جس کا ہوگا ایک عالی مرتبہ
تم کہاں ہو اہل اسکے اے پسر یہ تبرک تم سے ہے افزود تر
میں نے رکھا ہے حفاظت سے اسے تا حوالے ہو کلیم اللہ کے

اے موسیٰ اسے وہیں رکھ آؤ۔ کوئی اور عصا اٹھا کر لاؤ۔ چنانچہ موسیٰ پھر گئے اور وہ عصا ایک طرف رکھ دوسرا اُٹھاتے تھے کہ خود بخود اچھل کر وہی عصا پھر آپ کے ہاتھ میں آگیا۔ چنانچہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سات مرتبہ وہ عصا موسیٰ نے رکھا لیکن ساتوں مرتبہ وہی عصا خود بخود آپ کے ہاتھ میں آگیا۔ آخر مجبور ہو کر شعیب علیہ السلام سے کہا کہ جا کر سب عصا

الگ اسے رکھ دیتا ہوں اور پھر لکڑیوں کے ڈھیر میں سے ایک عصا لینا چاہتا ہوں تو یہ نہایت زور سے اُچھل کر میرے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب متحیر ہوئے اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں نے تو یہ عصا کلیم اللہ کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت شعیبؑ کے پاس آئے اور وہ عصا زمین پر رکھا۔ جس سے چار انگل وہ زمین میں دھنس گیا اور حضرت شعیب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس لکڑی کے متعلق یوں فیصلہ فرماتا ہے کہ جو اسے زمین سے کھینچ لے اسی کا عصا ہے چنانچہ حضرت شعیبؑ ہر چند زور لگاتے ہیں۔ مگر وہ زمین میں پیوست ہو گیا۔ کسی طرح نہیں نکلتا۔ جب آپ تھک گئے تو موسیٰ سے فرمایا کہ اے فرزند تم اسے کھینچ لو تو فی الحقیقت یہ تمہارا ہے۔ ہم سے تو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام ابھی اچھی طرح اسے ہاتھ بھی نہیں لگانے پائے تھے کہ عصا خود بخود زمین سے نکل آیا۔ اور خود بخود حضرت کی بغل میں پہنچ گیا۔ اب تو حضرت شعیبؑ کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ موسیٰؑ پیغمبر و کلیم اللہ ہے پھر فرمایا یہ عصا تمہیں مبارک ہو۔ اور اب آپ نے اس کے متعلق پیارے موسیٰ سے وصیت شروع کی۔ فرمایا کہ اے موسیٰ! دیکھنا اس سے کبھی غافل نہ ہونا کیونکہ یہ محض عصا نہیں ہے بلکہ یہ عجیب و غریب شے ہے۔ نیز تمام اس کے صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عصا تمہارے ہر حال میں کام آئے گا اور تمہاری پوری مددگاری کرے گا۔

بکریوں کی نگہداشت

حضرت موسیٰ بکریاں لے کر جنگل کو روانہ ہونے لگے۔ تو حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تم ان بکریوں کو لے کر جنگل میں جہاں اور جس طرف، چاہنا پھرنا لیکن فلاں جانب جو ایک خاص جگہ اور خاص مقام ہے وہاں بکریوں کو لے کر ہرگز نہ جانا اور نہ تم ادھر کا رُخ کرنا کیونکہ خوفناک اژدہا رہتا ہے جو بکریوں کو نقصان پہنچائے گا پیارے موسیٰؑ بکریاں لے کر جنگل میں گئے تو وہ تمام رُخ چھوڑ کر اسی ممنوعہ سمت کی طرف خود بخود اُدھر چلی جاتی ہیں۔ ہر چند موسیٰؑ انہیں روکتے ہیں مگر وہ نہیں رکتیں بے تحاشہ دوڑی چلی جاتی ہیں۔ جب اس مخدوش مقام پر پہنچیں تو وہاں ہری ہری گھاس بیحد تھی۔ چرنے لگیں۔ پیارے موسیٰؑ اللہ پر بھروسہ کرکے خود ایک ٹیلے پر جو بیٹھے اور نیند آئی تو اسی عصا کو سرہانے رکھ کر سو گئے۔ ادھر یہ سوئے ادھر وہ خونخوار اژدہا جنگل میں نمودار ہوا چاہتا تھا کہ بکریوں کو توڑنا شروع کرے کہ حضرت موسیٰ کا عصا آہستہ سے آپ کے سرہانے سے نکلا اور بڑا اژدہا بن کر اس جنگلی اژدہے کو چبا گیا اور پھر لکڑی بن کر موسیٰ کے سرہانے آ گیا۔ جب حضرت موسیٰؑ بیدار ہوتے تو بکریوں کے پاس ایک اژدہے کی کچھ ہڈیاں اور خون وہاں پڑا دیکھا جس سے

آپ کو تعجب معلوم ہوا۔ ادھر اپنے عصا کو دیکھا تو اُسے خون میں آلودہ پایا۔ اور بھی تعجب ہوا۔ پھر جب آپ بکریاں لے کر مکان پہنچے۔ تو حضرت شعیبؑ سے آپ نے تمام واقعہ بیان کیا۔ وہ عصائے موسیٰ کا یہ معجزہ معلوم کر کے بے حد مسرور ہوئے۔ اور اس خوشی میں آپ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ اے موسیٰ اس سال ان بکریوں میں جتنے نر پیدا ہوں وہ تمہارے اور جتنی مادہ پیدا ہوں وہ میری۔ قدرت ایزدی کہ اس سال تمام ریوڑ میں نر ہی نر پیدا ہوئے۔ پھر دوسرے سال حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اس سال جتنی مادہ ہوں وہ تمہاری اور جتنے نر پیدا ہوں وہ میرے۔ خدا کی قدرت کہ اس سال سارے گلے میں مادہ ہی پیدا ہوئیں۔ تیسرے سال حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اس مرتبہ جتنے ابلق بچے پیدا ہوں وہ تمہارے اور جتنے ایک رنگ پیدا ہوں وہ میرے۔ خدا کا کرنا کہ اس سال تمام گلے میں ابلق ہی ابلق بچے پیدا ہوئے۔ چوتھے سال آپ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اب کے جتنے سیاہ بچے ہوں وہ تمہارے اور جتنے ابلق ہوں وہ میرے۔ مولا کی شان اس سال سارے گلے میں کل بچے سیاہ ہی پیدا ہوئے۔ غرضیکہ اسی طرح دس سال پورے ہو گئے اور اب حضرت موسیٰ کی ذاتی بکریوں کی تعداد کئی ہزار تک پہنچ گئی۔ جب معاہدے کی میعاد یعنی دس سال پورے ہو گئے اور شعیب اپنے ایفائے وعدہ کی تکمیل کو پہنچ گئے تو اب حضرت موسیٰ نے علاوہ دس سال کے آٹھ سال اور اسی شہر مدین میں گزارے چنانچہ حضرت موسیٰ شہر مدین

ہیں پورے اٹھارہ سال حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں رہے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ کا دل اپنی والدہ اور اپنے بھائی ہارونؑ سے ملنے کے لئے بیحد خواہشمند ہوا، جنہیں دیکھے ہوئے اٹھارہ سال ہو گئے تھے۔

نظم

چلتے ہیں شہر مدین سے سوئے مصر کو | اب ذرا یہ داستانِ دل سنو
مصر کے رستے میں وہ شے پائیں گے | جس سے موسیٰ وجد میں آجائیں گے

جلوۂ طور

حضرت شعیبؑ علیہ السلام کی خدمت میں رہتے ہوئے ایک روز حضرت موسیٰ حاضر ہوئے اور نہایت ادب سے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے معافی دیں تو میں کچھ عرض کروں۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں بڑے شوق سے۔ پیارے موسیٰ نے کہا کہ مجھے اپنے وطن کی محبت کے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہیں نیز اپنی والدۂ ماجدہ اور اپنے بھائی ہارونؑ سے ملنے کا اشتیاق بے چین کر رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی اہلیہ سمیت مصر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نہایت خوشی سے اجازت دیتا ہوں اور نہ صرف

تمہیں اور تمہاری بیوی کو بلکہ تمہاری بکریاں تو تمہاری ہیں ہی میں اور زائد بکریاں ان میں شامل کر کے نہایت خوشی سے تمہیں رخصت کروں گا۔ چنانچہ حضرت شعیب نبی نے بہت سی بکریاں پیارے موسیٰ کے ریوڑ میں شامل کیں اور اپنی دختر اور حضرت موسیٰ کو اللہ کے سپرد کر کے رخصت کیا۔ اب حضرت موسیٰ اپنی بیوی کو اور ہزارہا بکریوں کو لے منزل بمنزل رستہ طے کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب رستے چلتے چلتے آپ کو پانچواں دن ہوا تو آپ ایسے جنگل میں پہنچے کہ جہاں سے مصر صرف تین دن کا رستہ رہ گیا ہے، اتفاق سے اس جنگل میں آپ رستہ بھول گئے اور یہ رستہ اس طرح بھولے کہ بکریاں آپ کو ایک دوسری سمت لے چلی گئیں۔ ہر چند آپ نے انہیں قدیمی رستے چلانا چاہا مگر وہ نہ رکیں اور اس انجان رستے پر ہی چلی گئیں۔ گویا بکریوں کو کوئی کھینچے لئے جا رہا ہے اور وہ رو کی طرح ادھر چلی جا رہی ہیں۔ پیارے موسیٰ انہیں روکتے روکتے تھک گئے یہاں تک کہ رات آ گئی، اب آپ کو تو کچھ خبر نہیں کہ یہ کیا جگہ ہے لیکن رات تاریک بتاتی ہے کہ وہ طور سینا کا جنگل ہے، جہاں آپ کو رات ہوتی ہے۔

معزز ناظرین و سامعین! پیارے موسیٰ پر یہ وہ وقت آیا کہ شاید کسی پر آیا ہو رات کا وقت اور ایک عظیم الشان پہاڑ کا دامن، اندھیری رات، آسمان پر بجلی چمک رہی ہے، بارش شروع ہو گئی ہے شدت کے ساتھ اولے پڑ رہے ہیں۔ تمام بکریاں منتشر ہو گئیں۔ اہلیہ پورے دنوں سے تھیں جنہیں دردِ زہ لاحق

ہو گئے ہیں اور اسی عالم میں بچہ کی پیدائش ہوئی ہے۔

نظم

کپ کپا اُٹھتا ہے اپنا بال بال — سُن نہیں سکتے ہیں ہم موسیٰ کا حال
کیسی گزری تم پہ موسیٰ اس گھڑی — ہائے یوں چاروں طرف سے آپڑی
بکریاں روکیں کہ بارش سے بچیں — برف سے ماموں کیونکر ہو سکیں
پاس بیوی کا کریں بچہ کو لیں — آفرش بندے ہیں مولا کیا کریں
چیخ اُٹھے ساکنانِ آسمانؑ — آج موسیٰ پر جو دیکھا امتحاں
دل ہلے جاتے ہیں موسیٰ کے لئے — غم پہ غم پاتے ہیں موسیٰ کے لئے

آج استقلال موسیٰ آپ کا
دیکھئے دیتا ہے کیسا مرتبا

مصائب کی وہ کثرت ہے کہ سانس لینے کو جگہ نہیں۔ پیارے موسیٰ پر ذرا ہراس نہیں ہے بلکہ آپ نہایت اطمینان و استقلال سے کام کر رہے ہیں چنانچہ اس طوفانِ عظیم میں اور اس برف باری اور اس اندھیری رات میں جناب نے اپنی بیوی کو ایک پہاڑ کی کھو میں داخل کیا اور بوجہ بچہ پیدا ہونے کے آگ کی جستجو شروع کی۔ چنانچہ لوہے کو پتھر سے اور پتھر لوہے سے ہر چند مارتے ہیں مگر آگ پیدا نہیں ہوتی۔ حیران ہیں کہ اہلیہ کی ضرورت کے لئے

آگ کہاں سے مہیا کریں! اس اثنا میں بارش کچھ کم ہو گئی ہے آپ کھوہ سے باہر نکلے اس لیے کہ شاید کہیں سے آگ نظر آئے تو لاؤں! چنانچہ کھوہ سے نکلتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ کی چوٹی پر بڑے زور و شور کی آگ روشن ہے۔ اور بڑی بلند اس کی لپٹیں جا رہی ہیں۔ ناظرین آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کونسی آگ ہے؟ جس پر میں اور تم سب قربان ہے۔ آہ یہ وہ آگ ہے جس کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرانا چاہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت جبرئیل آکر ہاتھ پکڑ لیتے ہیں غرض کہ

آگ کیا ہے یہ خدا مسلم کا ہے
آگ کیا ہے یہ خدا مسلم کا ہے

چنانچہ آگ کو دیکھ کر حضرت موسیٰ دوڑتے ہیں۔ اپنی بیوی کے پاس آکر کہتے ہیں۔ اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْ الخ یعنی تم یہیں ٹھیرو مجھے ایک آگ نظر آتی ہے میں وہاں جاتا ہوں اور تمہارے لیے آگ لاتا ہوں اور عجب نہیں کہ اُس روشنی میں مجھے راہ راست بھی نظر آجائے۔ اب حضرت موسیٰ آگ لینے چلے رستہ میں کچھ پوسے توڑ کر اپنے ہاتھ میں لیے کہ اُس روشن آگ سے میں جلا کر بیوی تک لاسکوں۔ پوسے ہاتھ میں لیے ہوئے آگ کی سیدھ باندھے پہاڑ پر چلے جاتے ہیں۔ جب چلتے چلتے اس آگ کے قریب پہنچے۔ تو دیکھا کہ خناب کا ایک بہت بڑا درخت ہے۔ اور وہ نہایت سر سبز ہے۔ جس میں آگ کچھ اس طرح لگ

رہی ہے کہ اس ہرے درخت کی ایک پتی تک نہیں جلتی۔ بلکہ اس آگ کے اندر سے درخت کی سرسبزی آنکھوں میں گھبی جا رہی ہے۔ پیارے موسیٰ یہ عجیب کرشمہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اس شدت کی آگ میں یہ سرسبزی؟ آخر اپنا دل مضبوط کر کے اس آگ کے قریب گئے اور ہاتھ بڑھا کر وہ خشک پولے اس آگ کو دکھلاتے۔ پس پولے کا دکھانا تھا کہ آگ پرے سرک گئی۔ موسیٰ بھی آگے بڑھے۔ آگ اور پرے ہٹی۔ اب موسیٰ خوف زدہ ہو کر وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ اور اب آگ کے شعلے اس درخت میں اس ورجہ بڑھنے شروع ہوئے کہ اس کی لپٹیں آسمان تک پہونچنے لگیں۔ اور پھر موسےٰ کے دیکھتے دیکھتے وہ آگ سمٹ کر پھر اسی درخت پر قائم ہو گئی۔ اب آپ سمجھے کہ یہ آگ نہیں ہے بلکہ خدا جانے یہ کیا غیبی اسرار ہے۔ ڈر کر وہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ طالب نے جب دیکھا کہ اب مطلوب چلا اسی وقت آواز آئی۔

نظم

آگ یہ موسےٰ نہیں ہے زینہار	بلکہ یہ میں ہوں ترا پروردگار
ڈر نہ تو! گھبرا نہیں بندے مرے	دامنِ رحمت نے ڈھانکا ہے تجھے
مجھ سے لے پیغمبری اے خوش صفات	آج سے ہوں ہر وقت تیرے ساتھ
حالتِ موسیٰ نہ پوچھو اس گھڑی	جب کہ یہ آواز کانوں میں پڑی
آہ سب ہوش و خرد کھوئے گئے	گویا موسیٰ آج وہ موسیٰ نہ تھے

خدا سے ہمکلامی

پیارے موسیٰ اس آواز کی لذت سے از خود رفتہ ہیں اور چاروں طرف حیرت زدہ ہو کر دیکھتے ہیں کہ یہ آواز کسی خاص سمت سے نہیں آتی ہے بلکہ ہر سمت اور ہر جہت سے یہ آواز اپنی لذت رونگٹے رونگٹے میں دے رہی ہے سمجھ گئے کہ بے شک یہ آواز ایزدی ہے اور وہ وہ اپنے دامنِ رحمت میں مجھے ڈھانکنا چاہتی ہے۔ معاً وہ پولا اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور ہمہ تن گوش ہو کر حضور جل و علیٰ شانہٗ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جب پیارے موسیٰ خاص توجہ کے ساتھ اس طرف مائل ہو گئے تو پھر آواز آئی :۔

اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى

یعنی اے موسیٰ! میں ہوں تمہارا پروردگار اور اے موسیٰ! تم اپنی نعلین اُتار دو کیونکہ تم اس وقت "طویٰ" کے پاک میدان میں ہو۔ اور ہم نے تم کو اپنی پیغمبری کے لئے پسند فرمایا ہے۔ پس جو کچھ تم کو ارشاد کیا جائے اسے کان لگا کر سنو! موسیٰ! عبادت کے لائق ہم ہی ایک وحدہٗ لاشریک ہیں اور ہم ہی ایک عبادت کے قابل ہیں۔ موسیٰ ہماری یادگاری کے لئے نماز پڑھا کرو کیوں کہ قیامت ضرور آنے والی ہے جس کا وقت ہم نے بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ ہر شخص

قیامت کی ہیبتی کے خوف سے اچھا عمل کرنے کی کوشش کرے اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے عملوں کا بدلہ ملے۔ موسےٰ! دیکھو ایسا نہ ہو کہ جو شخص قیامت کا یقین نہیں رکھتا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ کہیں وہ تم کو قیامت کے فکر سے باز رکھے۔ ایسا کروگے تو تم تباہ ہو جاؤگے۔ اور اے موسیٰ! یہ تو بتاؤ کہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔

قَالَ هِيَ عَصَايَ یعنے موسیٰ نے عرض کیا کہ میرے ہاتھ میں لکڑی ہے اس سے میں سہارا بھی لگاتا ہوں اور بکریوں کے لئے پتے بھی جھاڑ لیتا ہوں علاوہ اس کے دوسرے نفع بھی یہ لکڑی مجھ کو پہنچاتی ہے۔

ارشاد عالی ہوا "اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى" یعنے اے موسیٰ! اپنی اس لکڑی کو زمین پر ڈال دو۔ پیارے موسیٰ نے وہ عصا زمین پر ڈالا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ تو ایک نہایت خونخوار اژدہا بن گیا۔ اور ساتھ ہی اس کے وہ نہایت زور و شور سے دوڑتا پھرنے لگا۔ جسے دیکھ کر حضرت موسیٰ بے حد خوف زدہ ہوتے۔

ارشاد ہوا قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ "یعنی اے موسیٰ! اس سے ڈرو نہیں بلکہ بے تکلف اس پر ہاتھ ڈالو! کیونکہ تمہارے ہاتھ ڈالتے ہی یہ جیسا تھا ویسا ہی عصا ہم اس کو بنا دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ہاتھ ڈالا۔ چنانچہ ہاتھ پڑتے ہی وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے اپنی بغل میں رکھ لو اور پھر نکالو تو وہ بغیر اس کے کہ کہیں سے جلے سوخ

طرح چمکتا ہوا نکلے گا۔ موسٰے! پہلا معجزہ عصا کا اور دوسرا ید بیضا کا۔ یہ دونشانیاں
ہم نے تمہیں اس لئے عطا کی ہیں کہ تم ہماری قدرت کی دو بڑی نشانیوں والے
بن جاؤ۔ اچھا اے موسیٰ اب تم فرعون کے پاس جاؤ! کہ اس نے ڈھیل پا کر بہت
سر اٹھا رکھا ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ خداوندا! میرا سینہ کھول دے اور میرے
کام کو میرے لئے آسان فرما کیونکہ میری زبان میں لکنت ہے۔ اسے بھی دور
فرما دے! تاکہ لوگ میری بولی اچھی طرح سمجھ سکیں۔ نیز میرے بھائی ہارون کو میرا
ساتھی بوجھ بٹانے والا بنا جس سے میری کمر ہمت بندھی رہے۔ خداوندا ہم دونوں
مل کر کثرت سے تیرا ذکر کرنے اور دوسروں سے تیرا ذکر کرانے کے لئے تیار
ہو جائیں گے اور اے الہ العالمین! تو ہمارے حال کو خوب دیکھتا اور خوب
جانتا ہے۔

ارشاد عالی ہوا کہ اے موسیٰ! ہم نے تمہاری یہ درخواستیں بھی قبول و منظور
فرمائیں!! اور اس سے پہلے بھی ہم تم پر بہت سے احسان کر چکے ہیں! وہ وقت
یاد کرو کہ ہم نے تمہاری والدہ کی طرف وحی بھیجی جس کا حال تمہیں بتایا جاتا ہے
وہ یہ کہ صندوق میں موسیٰ کو رکھ کر دریا سے نیل میں ڈال دے اور دریا کو حکم دیا کہ
وہ صندوق کنارے پر دھکیل۔ آخرکار تمہارا صندوق ہمارا دشمن فرعون لے لے
گا۔ اور اے موسیٰ! ہم نے تم پر اپنی طرف محبت کا پرتو ڈال کر تمہاری ایسی موہنی
صورت بنا دی تھی۔ کہ جو تمہیں دیکھتا وہ محبت کرنے لگتا ہے۔ اس سے صرف

ہماری غرض یہ تھی کہ تم ہماری نگرانی میں پرورش پا جاؤ۔ اور اے موسیٰ! یہ اس
وقت کا واقعہ ہے کہ جب تمہاری بہن اجنبی بن کر فرعون کے لوگوں سے کہہ رہی
تھی کہ تم کہو تو میں ایک ایسی دایہ بتا دوں جو اس بچے کو اچھی طرح پالے اس تدبیر
سے اے موسیٰ! ہم نے تم کو تمہاری والدہ کے پاس پہنچا دیا۔ کہ تم سے اپنی آنکھیں
ٹھنڈی کرے اور تمہاری جدائی کا غم نہ دیکھے۔ اور اے موسیٰ تم نے ایک قبطی کو جان
سے مار ڈالا تھا اس وقت تم اپنی جان کے خوف سے بہت غمگین ہوتے تھے ہم
نے تم کو اس غم سے نجات دی۔ نیز ہم نے تم کو اچھی طرح آزمایا۔ پھر تم برسوں
شہر مدین میں رہے۔ یہاں تک کہ جب تمہاری عمر پختگی کی حد کو پہنچ گئی تو اب ہماری
حضوری میں حاضر ہوئے۔ ہم نے تم کو اپنی پیغمبری کے لئے تیار کیا۔ پس اب تم
اور تمہارے بھائی ہارون ہماری قدرت کی نشانیاں لے کر جاؤ! اور ہمارے
کام میں سستی نہ کرو۔ اور دونوں مل کر فرعون کے پاس جاؤ کہ اس نے بہت
زیادہ سر اٹھا رکھا ہے۔ اس کے پاس جا کر اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ
سمجھ جائے اور ہمارے عتاب سے ڈرے۔ موسیٰ نے اپنے اور اپنے بھائی کی
طرف سے عرض کیا کہ خداوندا! ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ فرعون ہم پر زیادتی
نہ کرے اور ہم پر سختی سے پیش نہ آئے۔ ارشادِ عالی ہوا کہ تم دونوں کو چاہیے کہ اس
سے ڈرو نہیں کیونکہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہاری سب کچھ سنتے اور دیکھتے
ہیں پس اب تم فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں خدا کے بھیجے

ہوئے تیرے پاس آتے ہیں۔ اس لئے کہ تو قوم بنی اسرائیل ہمارے ساتھ
رُخصت کردے اور ان کو کسی طرح کی ایذا نہ دے۔
نیز یہ بھی کہو کہ اے فرعون! ہم تیرے پاس تیرے خدا کی طرف سے معجزے
لے کر آئے ہیں اور اُس سے یہ بھی کہو کہ اے فرعون! دیکھ سلامتی اس کے لئے
ہے جو راہ راست کی پیروی کرے اور کہو کہ ہم پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی
ہے کہ اگر تو راہِ راست پر نہ آئے گا تو تجھ پر سخت عذاب نازل ہوگا۔
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے فارغ ہوئے
اور آپ کو پیغمبری عطا ہو گئی تو اب آپ وہاں سے رُخصت ہوئے اور طورِ سینا
سے اُتر کر پہلے اس کوہ کی جانب تشریف لے گئے جہاں آپ اپنی بیوی کو
تن تنہا اور سخت نازک حالت میں چھوڑ گئے تھے۔ جہاں پہنچ کر ملاحظہ فرماتے
ہیں کہ بہت سی عورتیں دراز دراز قدوقامت کی وہاں موجود ہیں جو آپ کی اہلیہ کی
خدمت میں مصروف ہیں۔ جن کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حورانِ جنت ہیں اور انہیں
اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت کے لئے بھیجا تھا اور بکریوں کو آپ نے ملاحظہ فرمایا
کہ بڑے بڑے قد آور بھیڑیئے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے بکریوں کی حفاظت
کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہر دو کو عمدہ حالت میں دیکھ کر آپ بے حد مسرور ہوئے اور
اپنی بیوی سے فرمایا کہ مجھے خدا نے پیغمبر بنا کر فرعون کی طرف بھیجا ہے پس میں
تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور خود شہر مصر کو جاتا ہوں۔ بیوی نے نہایت

خوشی سے اجازت دی اور کہا کہ اے موسیٰ چونکہ اللہ تعالیٰ کی پیامبری کی تعمیل آپ پر سب سے زیادہ ضروری ہے اس لئے آپ فوراً شہر مصر کو روانہ ہو جائیں چنانچہ آپ خدا حافظ کہہ کر اسی وقت مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ادھر مصر کی طرف قدم بڑھایا۔ ادھر شہر مدین کا قافلہ اس کھوہ کی طرف سے گزرا جنہوں نے اپنے ہم وطن حضرت شعیبؑ علیہ السلام کی صاحبزادی کو پہچان کر اپنے ساتھ لے لیا۔ اور جناب شعیبؑ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

نظم

طاعت مولا مقدم اس قدر | بیوی بچوں سبھی سے بس حذر
پہلے فرمانِ خدا ہو گا ادا | بعد میں اوروں سے ہو گا واسطہ
ہو گئے ہم آہ غیروں میں فنا | حکم مولا ہو نہیں سکتا ادا
چھوڑ بیٹھے جو مقدم کام تھا | لے لیا جو سب سے پیچھے تھا پڑا
کیسی حالت نہ وبالا ہو گئی | حیف اے غافل یہ تو نے کچھ نہ کی

مصر میں پہنچنا

حضرت موسےٰ علیہ السلام نہایت تیز قدم مصر کی جانب چلے جارہے ہیں

والدہ جب ان کی آئیں ہوش ہیں ۔۔۔ لے لیا فرزند کو آغوش میں
یہ وہی فرزند ہے اے ماں تیرا ۔۔۔ چار دن کا جو کہ دریا میں گرا
سر پہ رکھ کر جس کو تو دریا گئی ۔۔۔ اور خدا کے حکم کی تعمیل کی
آج اُس نے وہ بنا کر دے دیا ۔۔۔ جو ملقب ہے کلیم اللہ کا
چومتی ہیں والدہ ان کی جبیں ۔۔۔ کیوں کہ مدت تک رہیں اندوہ گیں
آئی ہمشیرہ کی باری اب وہاں ۔۔۔ آن پہنچی وہ بھی ہو کے نیم جاں
یہ وہی ماں جائی ہے اے ناظرین ۔۔۔ ساتھ جو صندوق کا چھوڑا نہیں
تھی ملاحت اس کو بھی سب سے سوا ۔۔۔ کہتی تھی ہے بھائی ننھا سا مرا
پھرتی تھی بچپن میں یہ اس کے لئے ۔۔۔ پیارے بھائی کو کوئی ایذا نہ دے
دم بہ دم آتی تھی ماں کے پاس یہ ۔۔۔ اور رکھتی تھی خدا سے آس یہ
چومتی ہیں آج اُن کے دست و پا ۔۔۔ شکر کرتی ہیں خدائے پاک کا
بولے موسیٰ سب ملے ۔ والد نہیں ۔۔۔ بولے گھر والے گئے زیر زمیں
سن کے یہ موسیٰ نے ان کا غم کیا ۔۔۔ اشک سے آنکھوں کو بس پُر نم کیا
پوچھا گھر والوں نے کیا گزری کہو ۔۔۔ ہم کو بھی آگاہ بس اس سے کرو
دی بشارت جن کو موسیٰ نے شتاب ۔۔۔ نعمت یزداں ملی ہے بے حساب
بن کے آیا ہوں میں اُس کا ایلچی ۔۔۔ مجھ کو دی اللہ نے پیغمبری
آگ دکھلائی بلایا طور پہ ۔۔۔ پھر وہاں کی مجھ پہ اُلفت کی نظر

چلتے چلتے جب مصر میں داخل ہوئے ہیں تو چونکہ رات ہوگئی تھی، اس لئے سب سے پہلے اپنی والدہ کے گھر پہنچے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ کی ضعیفہ والدہ نے کہا کون؟ فرمایا ایک مسافر ضعیفہ نے دروازہ کھول دیا۔ اور بطور مہمان نوازی کے اسی وقت کھانا ان کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کھانا کھانے لگے۔ اتنے میں حضرت ہارون گھر میں آئے اور والدہ ضعیفہ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کوئی بیچارہ مسافر مہمان ہے۔ ہارون نے کہا اچھا اچھا بہت مناسب بات ہے۔ پھر حضرت ہارون نے کہا کہ میاں مسافر یہ تمہارا گھر ہے بے تکلفی سے اچھی طرح کھانا کھاؤ اور یہیں آرام کرو، لیکن ساتھ ہی اس کے ہارون کی یہ کیفیت ہے کہ مسافر کو بغور دیکھ رہے ہیں اور ان کو کچھ ماں جائے کی سی جھلک پڑ رہی ہے۔ مگر رکے ہوئے کھڑے ہیں ہارون کی یہ حالت دیکھ کر مسافر سے بھی نہ رہا گیا۔ فوراً فرمانے لگے۔

نظم

غور سے کیا دیکھتے ہو مجھ کو تم
مجھ میں کیا پایا ہو کچھ سے اپنی گم

کس لئے سب کی نگاہیں مجھ پہ ہیں
تم سمجھتے ہو کہ کیا موسیٰ ہوں میں

السلام اے بھائی ہارون السلام
السلام اے امی با احترام

سن کے یہ بے ہوش سارا گھر ہوا
گویا شادی مرگ کا نقشہ کھنچا

ہوش جب آیا تو وہ روتے ہوئے
سب کے سب آ کے موسیٰ سے ملے

پہلے ہارون دیر تک چمٹے رہے
فرقت دیرینہ پر روتے رہے۔

جہاں کو کہتا ہے جہاں رب السلام　　دیر تک مجھ سے رہا وہ ہم کلام

بولے پھر ہارونؑ سے پیارے اخی
تم کو بھی اُس نے بنایا ہے نبی

جناب موسیٰ علیہ السلام کے یہ اولوالعزم حالات و واقعات سن کر ماں بہن اور بھائی ہارونؑ بے حد مسرور ہوئے اور ان کے گھر میں عید ہو گئی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اخی ہارونؑ! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں ہے کیونکہ مجھے پیغمبری اور تمہیں نبوت صرف اس لئے عطا ہوئی ہے کہ لوگوں کو راہ راست پر لائیں۔ اور فرعونؔ کے بھرے دربار میں پہنچ کر خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں۔ ہارونؑ یہ اہم خدمات سُن کر ڈرے اور کہا کہ اے بھائی! فرعونؔ اب وہ فرعونؔ نہیں ہے بلکہ اب وہ بہت بڑا اہلا کو ہو گیا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر دار کھنچوا دیتا ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ کہیں ہم کو بھی دار پر نہ کھنچوا دے۔

موسیٰ علیہ السلام چونکہ فطرتی طور پر فرعونؔ سے ڈرتے تھے اس لئے ہارونؑ کی باتیں سنکر اور بھی زیادہ خائف ہوئے۔ ادھر موسیٰ نے فرعونؔ کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دی۔ ادھر حضرت جبرئیل علیہ السلام پیارے موسیٰ کے پاس آن موجود ہوئے۔ اور مولا کا سلام اور اس کا یہ پیغام پہنچا دیا۔

یعنی اے موسیٰ! اور اے ہارونؔ! ڈرو نہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور

سب کچھ سُنتے اور دیکھتے ہیں تم فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم خُدا کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔

نظم

مطمئن اس حکم عالی سے ہوئے — اور دلوں سے سارے ڈر جاتے رہے
کہہ کے بسم اللہ استادہ ہوئے — جانب فرعون دونوں ہو گئے
وہ نگہباں آج ان دونوں کا ہے — کیونکہ ہے فرعون اک خونخوار شے

فرعون کو خدا کا پیغام

اِس آخری وحی کے آتے ہی حضرت موسیٰ اور ہارون دونوں کھڑے ہو گئے اور وَرّانہ بلا خوف و خطر فرعون کے دربار میں پہنچ گئے اور فرعون کو اپنی طرف مخاطب کیا اور باآواز بلند فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا ایلچی اور اپنا رسول بنا کر تیرے پاس بھیجا ہے۔ اُس نے یہ فرمایا ہے کہ اے فرعون! ہمیشہ ہمیشہ کا عیش اور سلامتی اُس کے لئے ہے جو میرے راستے کی پیروی کرے۔ اور اے فرعون! اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قوم بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر! اور انہیں اپنی قید سے نکال کر ہمارے ساتھ کر دے۔ اے فرعون! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی نشانیاں دے کر تیرے پاس

بھیجا ہے۔ پس اگر تو اُن نشانیوں کو جھٹلائے گا۔ اور مولا کی اطاعت سے منہ موڑے گا تجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو گا۔ پیارے موسیٰ یہ خدائی پیغام سنا رہے تھے کہ فرعون ان کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ رہا تھا ــــ ان کا قطع کلام کرکے کہتا ہے کہ موسیٰ تم وہی ہو جو میرے دسترخوان پر پلے اور پورے تیس سال میرے گھر میں رہے! پھر اس کا بدلہ تم نے یہ دیا کہ میرے باورچیخانہ کے داروغہ کو جان سے مار ڈالا اور پھر اپنے قتل کے خوف سے تم بھاگ گئے اور پھر آج اٹھارہ سال کے بعد تم نے اس نئے روپ میں درشن دیئے! جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میرے گھونسے سے وہ قبطی مر جائے گا۔ پس وہ بالکل اتفاقی موت تھی۔ بہر حال خدا تعالیٰ نے مجھے اس خون سے معافی عطا فرمائی۔ اور اے فرعون! میں تیرے ظلم سے ڈر کے یہاں سے چلا گیا اور شہر مدین میں پہنچا جہاں میرے مولا نے مجھ پر بڑے بڑے احسانات فرمائے اور واپسی کے وقت اس نے مجھے کوہِ طور پر بلا کر اپنی رسالت پیغامبری عنایت کی غرض کہ ایک عظیم مکالمے کے بعد موسیٰ اور ہارون نے پھر فرمایا کہ ہمیں اللہ نے تیری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تو اس کی عبادت کرے اور اطاعت سے منہ نہ موڑے۔ جس کے جواب میں فرعون کہتا ہے کہ "مَنْ رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ" یعنی اے موسیٰ تم دونوں کا خدا کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہمارا خدا وہ ہے جس نے ہر شئے کو پیدا کیا ہے۔ اور پھر اُسے ہر ہر کام کے رستے بتائے۔ یہ سن کر فرعون نے آپ سے عرض کیا کہ

اگر میں تیرے خدا پر ایمان لے آؤں تو وہ مجھے کیا دے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ تین چیزیں عطا فرمائے گا۔ اول ہمیشہ کی جوانی۔ دوسرے تمام عالم کی حکمرانی۔ تیسرے تیری عمر طبعی کے علاوہ سو سال کی عمر اور۔

یہ سنتے ہی فرعون کو کچھ لالچ آیا۔ اور کہا کہ اچھا اب تم جاؤ! کل ہمارے دربار میں آنا۔ ہم اپنے وزیروں سے مشورہ کر کے تمہاری اس عمدہ درخواست کا جواب دیں گے۔ چنانچہ موسےؑ اور ہارونؑ دربار فرعون ہمیشہ کی جوانی اور عالم کی حکمرانی کے لالچ میں بے چین ہے اُسی وقت ہامان اور دوسرے وزیروں کو جمع کرتا ہے کہ موسےؑ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ہمیشہ کی جوانی کے مژدے نے مجھے از خود رفتہ بنا دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جلدی سے جوان ہو جاؤں، جس کے جواب میں ہامان وزیر کہتا ہے کہ اے فرعون! بس ہ موسےؑ کی اتنی سی بات پر مسلمان ہونے کے لئے تیار ہو گیا؟ نہیں نہیں بلکہ میں تجھے جوان بنائے دیتا ہوں چنانچہ رات کو جب فرعون سو گیا تو ہامان نے نیل اور مہندی سے فرعون کی داڑھی سیاہ کر دی۔ اب جو فرعون صبح کو اٹھا اور آئینہ لگا کر اس نے اپنا منہ دیکھا تو اپنے آپ کو بالکل نوجوان پایا اور ہامان وزیر سے بے حد خوش ہوا۔ دوسرے روز حسب وعدہ حضرت موسےؑ اور ہارونؑ دربار میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اے فرعون! تو نے کہا تھا میں اسلام لانے کی بابت کل جواب دوں گا۔ لہٰذا ہم دریافت کرتے ہیں کہ اب اسلام لانے میں کیا دیر ہے۔

وہاں فرعون کو ہامان نے پہلے ہی اپنی رنگت میں رنگ رکھا تھا۔ فرعون ہنس کر جواب دیتا ہے۔ کہ بتاؤ تو تمہارے رسول ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اور میں کس طرح مانوں کہ تم خدا کے رسول ہو؟ اور اس کے بھیجے ہوئے آئے ہو؟ کوئی معجزہ دکھاؤ۔ کوئی حجت پیش کرو! اتنا سنتے ہی موسےٰ نے بھرے دربار میں اپنے ہاتھ کا عصا زمین پر ڈال دیا۔ عصا زمین پر گرتے ہی ایسا خونخوار اژدہا بنا کہ نیچے کا ہونٹ زمین پر تھا اور اوپر کا ہونٹ اسّی گز کے فاصلے سے فرعون کے محلات کی چوٹیوں پر اور قریب تھا کہ فرعون کے بھرے دربار کو مع اس کے محلات کے نگل جائے۔ یہ حالت دیکھ کر دربار میں ایک تہلکہ پڑ گیا۔ ادر یہاں سے وہاں تک بھگدڑ مچ گئی۔ اور فرعون بھی تخت سے اتر کر بے تحاشہ بھاگا۔

یہاں ہمارے ہادی، ہمارے پیشوا، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس بھگدڑ میں دربار فرعون کے کئی سو آدمی پس کر اور ٹکرا کر مر گئے اور فرعون نے بھاگتے بھاگتے موسےٰ علیہ السلام کو قسم دی اور کہا کہ اے موسےٰ! میں تمہیں اس وحدہٗ لاشریک کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں نبی بنا کر بھیجا ہے۔ للہ اس اپنے عصا کو ہاتھ میں لے لو ورنہ تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ اور اے موسےٰ میں تمہیں مانتا ہوں بیشک تم اس کے پیغمبر ہو اور اس قوم بنی اسرائیل کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ للہ اس اژدہے کو جلدی اٹھاؤ۔

حضرت موسےٰ نے فرعون کی داد ریلا پر ترس کھاتے ہوئے فوراً اژدہے

پر اپنا ہاتھ ڈال دیا جو اُسی وقت عصا بن کر ہاتھ میں آگیا اب تمام مخلوق دنگ ہے۔ اور ایک حیرت کا عالم طاری ہے کہ اتنے میں فرعون پلٹ کر پھر تخت پر آبیٹھا اور نہایت محبت سے بولا کہ اے موسٰے یہ خوفناک معجزہ تو تم نے دکھایا اب کوئی دلچسپ اور عمدہ معجزہ دکھاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بغل میں لیا اور پھر جو اُسے نکال کر دربار کو دکھا دیا تو وہ سورج کی طرح روشن ہے اور یہ وہی ہاتھ ہے جو فرعون کے سامنے بچپنے میں انگاروں پر ہاتھ ڈالنے سے جل گیا تھا اور فرعون نے بہت سا علاج معالجہ کیا تھا۔ اب مولائے کریم نے اُسے اتنا چمکا دیا کہ سورج کو ماند کر رہا ہے۔

غرضیکہ فرعون نے عصائے موسیٰ اور ید بیضا ان دونوں معجزوں سے متاثر ہو کر اسی وقت اپنے لوگوں سے مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ اب میرے ایمان لانے میں تمہیں کوئی عذر باقی ہے؟ اگر ہے تو بیان کرو کہ کیوں نہ میں ایمان لاؤں اور کیوں نہ موسٰے کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں؟ جس کے جواب میں تمام اراکین درباری ساکت ہیں اور چاہتے ہیں کہ فرعون اور ہم سب موسیٰ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو جائیں لیکن ہامان وزیر یہ سُن کر بےچین ہو گیا اور کہا کہ اے فرعون! افسوس تیری عقل کہاں گئی اور تجھے یہ نہیں معلوم ہوا کہ موسیٰ جو اٹھارہ سال یہاں سے غائب رہا ضرور کہیں سے جادو سیکھ کر آیا ہے۔ اور اس جادو کے زور سے تجھے اپنے نئے دین پر چلانا چاہتا

سے یہ بس تیرے ملک میں ایک سے ایک اعلیٰ جادوگر موجود ہے کیوں نہیں ان جادوگروں سے موسیٰ کا مقابلہ کراتا ہے سنئے فرعون! پہلے اپنے جادوگروں سے موسیٰ کے جادو کو لڑا کر دیکھ۔ اور پھر ہم سے ایمان لانے کی بابت صلاح کر! اللہ اللہ ہامان شیطان کا مشورہ گل خیرو کی سمجھ میں آگیا۔ اور کہا ہامان ٹھیک کہتے ہو میں ایسا ہی کروں گا۔

نظم

کس قدر عاقل ہے اے فرعون تو — دل میں گھر کرتی ہے ہر اک گفتگو

یا گرہ کی نام کو پیدا نہیں مہ — سنتے ہی کرتا ہے تو اس کا یقیں

ہم بھی اس پر غور فرمائیں ذرا — عقل کا جوہر ہمیں بھی ہے ملا

یہ ترازو دی ہے اس معبود نے — ساری باتیں تولنے کے واسطے

پہلے تولیں پھر عمل اس پر کریں
یہ نہیں کہ ہر کسی کی مان لیں

جادوگروں سے مقابلہ

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَائِنِ

حاشیہ پنج ۸ الآیۃ یعنی فرعون کے وزیروں نے کہا کہ اے بادشاہ اپنے سلطے ملک میں لوگ روانہ کیے جائیں۔ جو بڑے بڑے جادوگروں کو تلاش کر کے اور جمع کر کے دربار میں لائیں۔ چنانچہ کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ فرعون کے زمانہ میں جادوگروں کا اس قدر رواج تھا کہ کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ اور خاص کر دو سگے بھائی ایک سعیدیہ بستی میں رہتے تھے جن کا جادو کے فن میں ہزاروں کوس جواب نہیں تھا۔ چنانچہ جب فرعون کے ایلچی، جادوگروں کو سمیٹتے ہوئے سعیدیہ بستی میں پہنچے تو ان دونوں بھائیوں کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ لینا چاہا جنہوں نے موسیٰ اور اُن کے اژدھے کے حالات سُن کر کہا کہ ہم ایسے زبردست مقابلہ کے لیے فی الحال تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔ تم ذرا ٹھیرو! کہ ہم آپس میں مشورہ کر لیں کہ آیا موسیٰ کے مقابلہ میں کامیاب ہوں گے یا نہیں چنانچہ فرعون کے ایلچیوں کو وہ ٹھہرا کر اپنی بڑھیا ماں کے پاس گئے اور کہا کہ اے ماں! ہم کو ہمارے باپ کی قبر پر لے چل! کہ وہاں ہمیں جادو کے زور سے کچھ امداد لینی ہے۔ بڑھیا اپنے دونوں بیٹوں کو ان کے باپ کی قبر پر لے گئی جنہوں نے جادو کے کمالات کیے اور اپنے باپ کو آواز دیتے ہوئے کہا کہ اے باپ! ہم کو فرعون بادشاہ مصر نے طلب کیا ہے اور اس واسطے طلب کیا ہے کہ ایک شخص واحد سے ہمارا مقابلہ کرائے جس کے پاس نہ سپاہ ہے نہ ہتھیار ہیں نہ کوئی سامان سحر اور اے باپ!

اس شخص کے پاس صرف ایک عصا ہے۔ جب اس کو وہ ڈالتا ہے تو وہ خونخوار اژدہا بن جاتا ہے اور پھر جو کچھ اس کے سامنے آتا ہے وہ اس کا نوالہ کر جاتا ہے اور فرعون نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ایک کثیر جماعت سے اس اکیلے کا مقابلہ کرلے۔ جب یہ دونوں بھائی موسیٰ اور اُن کے عصا کی کیفیت بیان کر چکے تو اب قبر میں سے آواز آئی۔

نظم

دیکھنا ہوشیار رہنا اس سے تم   عقل کو کر ڈالنا اپنی نہ گم
وہ اکیلا ہے تو تم ڈرنا ضرور   اس کے پیچھے پر نہ ہو ربِّ غفور
میرے بچو! اس سے تم بھڑنا نہیں   ساتھ ہے اُس کے جو ربُّ العالمیں
اس سے بڑھ سکتا نہیں سارا جہاں   ساتھ ہے جس کے وہ ربِّ آسماں

غرضکہ بوڑھے جادوگر کی قبر سے آواز آتی ہے کہ اے میرے بچو! تم وہاں جاؤ اور سب سے پہلے یہ معلوم کرکے کہ جب وہ صاحب عصا سو جاتا ہے تب بھی اس کا عصا اژدہا بنتا ہے یا نہیں۔ پھر جب تم کو یہ پتہ چل جائے کہ اس کا عصا اس کے سوتے میں بھی اژدہا بن جاتا ہے تو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ وہ جادو نہیں۔ بلکہ کوئی غیبی اسرار ہے اور پھر اس شخص سے دُنیا جہان کے جادوگر بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

القصہ جب وہ بوڑھا خاموش ہو گیا تو اس کے دونوں بیٹے وہاں

سے ہٹے اور فرعون کے پاس آتے اور اپنے بہترین شاگردوں کو اپنے پاس بلایا جو فن جادو میں ہر ایک کامل تھا۔ ان سب کو اپنے ساتھ لیا اور شاہی ایلچیوں کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب یہ جادوگر مصر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے ان کو خبر ملی کہ اس وقت تک دربار فرعونی میں اسی ہزار جادوگر موجود ہو چکے ہیں۔ جن میں ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ اس کے بعد ان دونوں جادوگروں نے یہ معلوم کیا کہ موسیٰ کا عصا ان کے سوتے میں اژدہا بنتا ہے یا نہیں؛ معلوم ہوا کہ سوتے میں بھی وہ عصا اژدہا بنتا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں بھائی گھبرا گئے ہو گئے۔ اور اپنے دل میں کہا کہ اب ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہم کیا بلکہ سارے جہان کے جادوگر بھی اس سے نہیں لڑ سکتے۔ مگر مارے شرم کے فرعون کے دربار میں پہنچے اور دوسرے جادوگروں کے ساتھ میں یہ بھی فرعون کے سامنے پیش ہوتے اور پھر وہاں انتخاب ہونا شروع ہوا چنانچہ ان میں سے صرف چار جادوگر منتخب ہوتے، وہ دونوں بھائی اور دو شخص بڑے پرانے تجربہ کار۔ بعد پھر انہوں نے فرعون سے رو برو پیش ہو کر کہا۔ جیسے مولا اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے۔ "اِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ کُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِیۡنَ ٥ یعنی اے فرعون اگر ہم موسیٰ پر غالب آ گئے تو ہمارے لئے کیا انعام تجویز ہو گا؟ فرعون نے کہا کہ تمہیں بے حد حساب دوں گا اور تمہیں اپنا مقرب اور مشیر بھی بنا لوں گا۔

غرض کہ مقابلے کا دن مقرر ہوا۔ بعض راوی کہتے ہیں وہ عاشورہ کا دن تھا اور
بعض راوی کہتے ہیں کہ وہ عید الاضحیٰ کا روز تھا جو کہ مقابلہ کے لئے مقرار پایا۔
بہر حال تاریخ قرار پائی اور اس کی شہرت ملکوں ملکوں ہوئی جس میں شریک
ہونے اور ایک عجیب و غریب تماشہ دیکھنے کے لئے کروڑہا آدمی جمع ہونے
شروع ہوئے ——— جناب موسیٰ علیہ السلام کو عین وقت کے
وقت اطلاع ہوئی۔ کہ آج تمہارا جادوگروں سے مقابلہ ہے وہاں جب
کہ حضور جل و علیٰ شانہٗ موسیٰ کے ہمراہ ہیں تو پھر وقت اور ناوقت سب یکساں
ہیں بالقصہ وہ دن آیا جس کی صبح سے ایک میدان عظیم لبریز ہونا شروع ہوا
اور فرعون کے لئے ایک بلند مقام پر تخت بچھایا گیا اللہ اللہ۔

نظم

مصر کا میدان وہ میدان ہے — جس میں لا محدود بس انسان ہے
اس قدر مخلوق بس آئی وہاں — بھر گئے جنگل کے جنگل بے گماں
آج ہے فرعون اور موسیٰ کی جنگ — ششدر و حیرت میں ہے مخلوق دنگ

مقابلے کا سامان

فرعون بڑے جوش بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اپنے بلند بالا تخت پر

آکر بیٹھ جاتا ہے۔ سب کے سامنے ایک وسیع میدان نہایت صاف اور کھلا
ہوا موجود تھا اور اس کے چاروں طرف تا حدِ نگاہ مخلوق ہی مخلوق نظر آتی
ہے کہ اتنے میں اسی ہزار جادوں گر کھلے میدان میں اتر آتے ہیں اور فرعون کے
تخت کو چوم کر اپنا سامانِ سحر میدان میں لا لا کر انبار لگانا شروع کرتے ہیں
جس میں کیا ہے؟ ہزار ہا بلیاں ہیں ہزار ہا رسیاں ہیں ہزار ہا زنجیریں ہزار ہا برچھے
اور تلواریں ہیں۔ ہزار ہا درختوں کے ٹہنے اور ڈالے ہیں۔ علاوہ ازیں اور بہت
کچھ انبار کے انبار ہیں فرعون اپنے ایک بلند و بالا تخت پر بیٹھا ہوا اپنے جادوگروں
کے زبردست سامان دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ اور اس کے دائیں بائیں ہزار ہا زر
نگار کرسیاں بچھی ہیں۔ جن پر اس کے وزیر مشیر اور تمام ارکانِ دولت ایک
عجیب و غریب تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ یہ کہ اسی ہزار جادوگر پیارے موسیٰ کو
شکست دینے کے لئے جان توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ جن کی نہایت مہیب
اور خوفناک صورتیں ہیں۔ جب وہ جادوگر اپنا تمام سامانِ سحر فراہم کر چکے اور تمام
میدان اسبابِ جادو سے بھر دیا، تو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بلاوا ہوا جو
ایک سیاہ کمبل کا کرتہ پہنے اور اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لئے ہوئے نیچی نگاہوں
سے میدان میں آکر کھڑے ہو گئے۔ جن کا تماشہ کروڑہا آدمی دیکھ رہے ہیں
اور اپنے دل میں کہہ رہے ہیں کہ بھلا ان اسی ہزار جادوگروں سے یہ دو
کمبل والے کیا مقابلہ کر سکیں گے۔ مگر بعض بیدار مغز پیارے موسیٰ کی نیچی نگاہوں

سے یہ اندازہ کر رہے اور اپنے دل میں کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ان دو بیکسوں کے ساتھ تیسرا وہ چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے جس کا مقابلہ سارا جہاں بھی نہیں کر سکتا بہر حال مقابلے کا وقت چلا آتا ہے کہ اتنے میں ایک جماعت ان جادوگروں کی اپنی صف میں سے نکلی اور موسیٰ علیہ السلام کے قریب آکر کہا یَا مُوسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ۝

یعنے اے موسیٰ پہلے آپ کچھ چھوڑتے ہیں یا ہم کچھ میدان میں چھوڑیں موسیٰ علیہ السلام نے بلا خوف و ہراس فرمایا اَلْقُوا پہلے تم ہی چھوڑو چنانچہ لکھا ہے کہ اسی ہزار جادوگروں نے اپنی انگلیوں اور پلکوں کے اشارے سے وہ سارا میدان سانپ اور بچھو اور اژدہوں سے لبریز کر دیا اور ان خونخوار سانپوں اور اژدہوں نے تمام میدان میں چلنا شروع کیا جس سے تمام مخلوق مارے ہیبت کے چلا اٹھی جیسے مولا فرماتا ہے "وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ۝

یعنے وہ جادوگر بہت بڑا جادو بنا کر لائے۔ اور ایک عالم پر خوف طاری ہو گیا اور تمام مخلوق کے دلوں پر ان کا سحر عظیم اپنا کام کر گیا۔ یہاں تک کہ پیارے موسیٰ اور ہارون بھی خوف زدہ ہو گئے۔ اور یہ خیال کیا کہ اب یہ لکھوکھا سانپ اور اژدہے ہماری طرف حملہ کرتے ہیں ادھر حضرت موسیٰ کو ہراس ہوئی کہ وہیں ایک غیبی ندا ہوتی ہے لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝ اے موسیٰ! ڈرو نہیں میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور سب کچھ سن رہا ہوں۔ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی:

نظم

ڈر نہیں موسیٰ نہ ہو اندوہگیں! میں ہوں تیرے ساتھ رب العالمین

ناتواں کی طرف ہوتا ہوں میں وہ مرے اور ان کا بس مولا ہوں میں

ظالموں اور سرکشوں سے دور ہوں کس طرح ان کو نہ میں رسوا کروں

لا تخف تو ڈر نہیں بندے مرے آج یہ میدان تیرے ہاتھ ہے

ڈال دے اپنا عصا میدان میں

دیکھ پھر ہوتا ہے کیا اک آن میں

یہ وحی آتے ہی حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا۔ جو زمین پر گرتے ہی اتنا زبردست اژدہا بنا کہ آج تک ایسا خوفناک نہ بنا تھا۔ اوّل چھوٹا سانپ ہوا اور پھر آناً فاناً میں وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ اسی گز کا تو اس نے اپنا منہ کھولا جس میں کئی کئی گز لمبے دانت نظر آتے تھے۔ اور آنکھیں نہایت تیز مشعلوں کی طرح روشن تھیں۔ اوّل اس بلائے بے درماں نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی حضوری میں سجدہ کیا اور پھر وہ آندھی کی طرح اٹھ کر چلا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ موسیٰ کی طرف سے ایک قیامت الٰہی چلی آتی ہے۔ اللہ اکبر آج یہ عصا پورے عذاب الٰہی کی شکل بنا ہے۔ جس نے سانپ اور اژدہوں کے تمام میدان نگلنے شروع کئے ہزار ہا رسیاں اور بلیاں اس کے پیٹ میں گر رہی ہیں جیسے کنویں میں گرتی ہیں غرض کہ دو تین سانسوں میں وہ خونخوار اژدہا تمام

میدان کے میدان جادو کے نگل گیا۔ ادھر اب فرعون کی طرف منہ کھول کے چلا صورت یہ ہے کہ اسے دہشت کے تمام تماشائیوں کے چھکے چھوٹنے لگے اور ان میں اس گھبراہٹ سے بھگدڑ شروع ہوئی کہ الامان والحفیظ۔

ادھر جب فرعون نے دیکھا کہ موسیٰ کے عصا نے آج نہایت تباہ کن صورت اختیار کی ہے اور اسی ہزار جادوگروں کے سحر عظیم کو ایک پلک جھپکتے میں نگل گیا ہے اور اسی طرح منہ کھولے ہوئے غیظ میں بھرا ہوا میری اور میرے درباریوں کی طرف چلا آرہا ہے۔ یہ دیکھ کر فرعون چلا اٹھا اور کہا کہ اے موسیٰ جلدی اپنا عصا ہاتھ میں لو ورنہ سارے سحر کو تمام کر کے اب یہ آدمیوں کو نگلنا شروع کرتا ہے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو صرف جادوگروں ہی سے انتقام لینا یا سحر ہی سے مقابلہ کرنا تھا۔ آدمیوں سے تو کچھ بحث تھی ہی نہیں۔ لہذا فرعون کی فریاد پر آپ نے اس خوفناک اژدھے پر اپنا ہاتھ ڈالا۔ جوں ہی ہاتھ ڈالا اسی وقت چھوٹا سا عصا بن گیا۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کر اسی ہزار جادوگر بحضور رب العالمین سجدے میں گر پڑے اور سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم اس خدا ئے دو جہان پر ایمان لائے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے۔ فرعون نے جب یہ حالت دیکھی کہ اسی ہزار جادوگر موسیٰ اور اس کے خدا پر ایمان

سے آئے ہیں سخت برہم ہوا اور جادوگروں کی طرف خطاب کر کے کہا۔

۹

یعنی اے جادوگرو! کیا تم بغیر میری اجازت کے مسلمان ہو گئے؟ معلوم ہوا کہ موسیٰ فنِ جادو میں تمہارا استاد ہے۔ اور یہ سب یہ چاہتے ہو کہ میرے ملک کو برباد کر دیا جائے۔ اے جادوگرو! یاد رکھو کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور
یعنی تم سب کو دار پر چڑھانے کے لئے کھجوروں کے درختوں پر لٹکا دوں گا تاکہ دنیا کے لوگ تمہیں دیکھ دیکھ کر موسیٰ کے اور تمہارے دین سے نفرت کریں گے۔

نظم

آہ کیا ایمان لانا جرم ہے
کافروں کی جان پر یہ ظلم ہے
اس کو تنہا ماننا سب سے بُرا
جس اکیلے نے جہاں پیدا کیا
دہر میں توحید ربی جرم ہو
آفریں معبود تیرے رحم کا
دیکھنے والا تو ہی ہے شرک کا
نام کو غصہ نہیں آتا ذرا
پالتا ہے مشرکوں کو بلکہ تو!
اور دیتا ہے بہت سی آبرو

جادوگروں کا ایمان

کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس مؤثر معجزے سے اسی ہزار جادوگر ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا۔

یعنی جادوگروں نے کہا کہ ہمیں ضرور اپنے پروردگار کی طرف جانا ہے اور اے فرعون! ہم تیری دھمکی سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ پھر جب اسی ہزار جادوگر موسیٰ کے خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لے آئے اور سب کے سب اُس کے آگے سجدے میں گر پڑے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے سامنے سے اپنی معرفت کے تمام پردے ہٹا دیئے اور ان کی اصلی جگہ یعنی جنت الفردوس آنکھوں سے دکھائی۔ چنانچہ یہ کیفیات دیکھ کر وہ فرعون کی دھمکی کو کب خاطر میں لا سکتے تھے صاف کہہ اٹھے کہ اے فرعون! ہم کو تیری نعمتوں سے کچھ سروکار نہیں اور نہ ہی تیرے دھمکانے کا کچھ خوف ہے تیرا جو جی چاہے سو کر پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگے۔

اللھم

صابر و شاکر ہمیں رکھ اے کریم ہو اگر فرعون کا ظلم عظیم

ہم تری توحید پر اب آ گئے | دل ہمارے کفر سے اُکتا گئے
ہو گئی پامال سب جادوگری | اک عصا نے کی عیاں قدرت تری
کیا دکھائیں اس نے آنکھیں زہر کی | تھی تجلی جن میں تیرے قہر کی
تاب جس کی لا نہیں سکتے ہیں ہم | اب بچائے گا ہمیں تیرا کرم
موت کی سختی سے ہم گھبرا نہ جائیں | شکوۂ فرعون ہم لب پر نہ لائیں

اپنے بندوں میں بلا لے تو ہمیں
پاس اپنے بس بلا لے تو ہمیں!

اسی ہزار جادوگروں کی یہ حالت دیکھ کر فرعون اور بھی غصے ہوا اور اسی وقت حکم دیا کہ ان تمام جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو؛ اور ان سب کے گلے میں رسیاں باندھ کر کھجوروں کے درختوں پر لٹکا دو۔ اسی وقت ان نئے ایمان والوں کے ہاتھ پاؤں کٹنے شروع ہو گئے اور سب کو سولی پر لٹکایا جانے لگا۔ موسٰے نے جب ان نئے موحدین و مومنین کی یہ حالت دیکھی تو زار و قطار رونے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں فریاد شروع کی۔

حضرت موسیٰ

اے خدائے خالق دنیا و دیں | اے کریمی ذات بیچوں و چگوں!
ان غریبوں پر کرم ہو اے کریم | جن پہ ہے فرعون کا ظلم عظیم

رحم کر مولا تو ان پر رحم کر   اپنے بندوں پر ہو الفت کی نظر

غیبی ندا

آسماں کو دیکھ۔ اے موسیٰ ذرا   ساحروں کا دیکھ لے تو مرتبا

میں بہت بیدار ہوں ہوشیار ہوں   قدرداں میں ایک ہی سرکار ہوں

ظالم و مظلوم سب ہیں سامنے   مجھ سے چھپ سکتی نہیں ہے کوئی شے

اب جو موسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو مولائے کریم نے ان کے سب کے سامنے سے حجاب ہٹا کر جادوگروں کا اصلی مقام دکھایا یہ کہ ہر ایک جادوگر کی روح جسم سے پرواز کر کے عرش معلیٰ کے نیچے سرخ قندیل میں جا کر قرار پاتی ہے اللہ اکبر! چنانچہ موسیٰ علیہ السلام ان نو مسلموں کی یہ حالت اور مولائے قدرداں کی رحمت بے نہایت دیکھ کر مطمئن اور شاد ہو گئے۔ آگے مفسرین و مورخین لکھتے ہیں کہ علاوہ ان اسی ہزار جادوگروں کے اس عظیم معجزے کو دیکھ کر بہت تھوڑے آدمی ایمان لائے۔ جن پر فرعون نے دوسری طرح کے ظلم و تشدد کیے جس سے وہ بہت خائف ہوئے کہ دیکھئے فرعون ہم پر کیسے کیسے ظلم برپا کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اس ڈرنے والی جماعت سے کہا کہ تم اطمینان رکھو اور اپنے خدا ئے وحدہٗ لاشریک پر توکل اور بھروسہ کرو۔ انشاء اللہ

کوئی مشکل باقی نہیں رہے گی۔ چنانچہ بنی اسرائیل اور ان جدید ایمان لانے والوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق عملدرآمد کیا یعنی فرعون کا خوف اپنے دل سے نکال دیا اور اللہ کے بھروسے سے مستحکم اور مضبوط ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ موسیٰ علیہ السلام کو مطلع کیا:۔ ــــــــــــــ یعنی ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کی طرف وحی نازل کی کہ مصر میں اپنے لوگوں کے لئے ایسے مکان بناؤ جنہیں جائے سجدہ قرار دو۔ ان میں نمازیں پڑھا کرو! اور مسلمانوں کو عاقبت کی خوشخبری سنا دو۔ فرعون نے دیکھا کہ موسیٰ اور اس کے تابعدار لوگ مسجدیں بنا رہے ہیں اور ان میں آسمانی خدا کی عبادتیں کرتے ہیں سخت برہم ہوا اور اسی وقت حکم دیا کہ ــــــــــــ ان کی مسجدیں گرا دو۔ پھر دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح اپنے خیالی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور پھر اسی وقت فرعون نے حضرت موسیٰ کو اپنے سامنے بلا کر کہا کہ اے موسیٰ چونکہ تمہارے آسمانی خدا نے مجھے بہت ایذا دی ہے۔ اس لئے میں ایسے میناروں اور بلند عمارتوں کے ذریعہ آسمان پر جاتا ہوں اور تمہارے خدا سے بدلہ لیتا ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں نقل فرماتا ہے

ــــــــــــــــــــــــ

ــــــــــــــــــــ یعنی فرعون نے کہا کہ اے میرے درباریو! مجھے اپنے سوا تمہارا کوئی دوسرا خدا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن موسیٰ

ایک آسمانی خدا کا نشان دیتا ہے۔ پس اے ہامان! میرے لئے اینٹوں کا ایک محل بنوا تاکہ میں اس پر چڑھ کر آسمانی خدا کو دیکھوں۔

تفسیر معالم و کشاف میں لکھا ہے کہ ہامان وزیر نے علاوہ دیگر مزدوروں کے پچاس ہزار مزدور صرف اینٹیں بنانے والے بھٹے اور لکھو لکھا آدمی چونہ گچ اور کاٹ کے کام پر لگائے پھر جب کئی میل کا میدان اینٹوں اور دیگر سامانِ عمارت سے لبریز ہو گیا تو ایک عالیشان عمارت کی تعمیر شروع ہوئی۔ جو درحقیقت ایک وہ مینارہ جسکا گھیر نیچے سے ایک قلعے کے برابر تھا اور اوپر جاکر وہ کلس والی برجی کی طرح ختم ہو گیا تھا۔ لیکن بلندی اس کی اس درجہ تھی کہ مینارہ کی برجی یا کلس انسان کو نظر نہیں آ سکتا تھا۔

لکھا ہے کہ جب وہ عالیشان عمارت بن کر تیار ہو گئی تو فرعون اپنے وزیر ہامان کو لے کر اوپر چڑھا اور اپنے خیال میں یہ سمجھا کہ جب میں اس کی انتہا پر پہنچوں گا یقیناً آسمان پر ہوں گا یا بالکل اس کے متصل غرض کہ جب چڑھتے چڑھتے فرعون اس کی انتہا پر پہنچا تو ہاتھ اٹھا کر آسمان کو ٹٹولا کہ وہ ہاتھ کو لگا یا نہیں؟ فرعون کی یہ حماقت دیکھ کر ہامان ہنسا اور کہا اے فرعون ذرا سر اٹھا کر دیکھو! اب جو فرعون اپنا سر آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو آسمان جتنا زمین سے دکھائی دیتا ہے اتنا ہی بلند یہاں سے بھی دکھائی دیا۔ فرعون نے اپنا سر پیٹ لیا اور جل کر اسی وقت آسمان کی طرف تیر چلانے شروع کئے۔ خدا کی شان جو تیر پھینکتا

تھا وہی خون آلودہ ہو کر گرتا تھا جنہیں دیکھ کر اس روسیاہ نے کہا کہ میں نے موسیٰ کے خدا کو قتل کر دیا ادھر فرعون اپنے خیال میں نعوذ باللہ آسمانی خدا کو شکست دے کر نیچے اُترا ادھر . . . . عرش معلیٰ سے جبرئیل کے نام حکم صادر ہوا کہ مینار کو فنا کر دو اچنانچہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور ایک پر کے اشارے سے اس عالیشان عمارت کو گرا کر ریزہ ریزہ کر دیا جس کا قطعہ فرعون کے لشکر پر گرا اور اس سے کئی لاکھ آدمی دب کر مر گئے۔ لیکن فرعون اس پر بھی مغرور اور متکبر جیسا تھا ویسا ہی رہا اور موسیٰ یا اُن کے خدا کی عظمت ذرا دل میں نہ آئی اور اُسی طرح قوم بنی اسرائیل پر ظلم کرتا رہا۔

نظم

ظلم سے انسان ہو جاتا ہے کور — اس کو تہ خانہ نظر آتا ہے گور
آہ اے فرعون نابینا صفات — کر دیا سب احمقوں کو تو نے مات
بھر رہا ہے پاپ کی ایک ناؤ تو — ظلم کی حد ہو گئی ہے جستجو

بیوی آسیہؓ کا وصال

کتب تواریخ و تفاسیر میں مرقوم ہے کہ فرعون کے عالمگیر مظالم نے بیوی آسیہؓ

کو بھی نہ چھوڑا اور آخر ان پر بھی ظالم نے اپنا ہاتھ صاف کیا۔ آسیہؓ خاتون فرعون کی بیوی تھیں اور حضرت ہارون کے ساتھ پوشیدہ خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لائی تھیں۔ ان کا ایمان وہ خلوص محبت کا ایمان تھا جس کی مثال دنیا جہاں کی عورتوں میں نہیں مل سکتی۔ فرعون کو جب کھلم کھلا یہ بات معلوم ہوگئی کہ میری بیوی آسیہؓ موسیٰ اور اس کے خدا پر عرصہ سے ایمان لائی ہوئی ہے اور عرصے وہ پکی مسلمان ہے۔ تب اُس نے ایک روز حضرت آسیہؓ کو سامنے بلاکر کہا کہ اے آسیہؓ! تو موسیٰؑ کے دین سے پھر جا نہیں تو میں تجھ کو سخت عذاب میں مبتلا کروں گا۔ اور اے آسیہؓ اگر تو موسیٰ کے دین سے پھر گئی تو میں تیرے رہنے کے لئے سونے چاندی کا مکان بنوا دوں گا اور اپنا تمام زر تجھ پر نثار کر دوں گا اور اگر تو نے میرا کہنا نہ مانا اور موسیٰ کے مذہب سے نہ پھری تو تیری کھال کھنچوا دوں گا اور تجھے زندہ آگ میں جلا دوں گا۔ حضرت آسیہؓ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے فرعون! تیرے سونے چاندی کے مکان کی تو مجھے اس وقت ضرورت نہیں کیونکہ جب میرے مولا نے میرے لئے جنت میں یاقوت اور زمرد کے مکان تیار نہ کر رکھے ہوں؟ نیز آگ میں جلنے کا خوف کیونکر جب میرے معبود نے میرے لئے جنت کی ٹھنڈی نہریں اور ہزارہا سرسبز باغ تیار کر رکھے ہوں پس جس حالت میں یہ کچھ میرے لئے تیار ہے تو میں تجھ جیسے اپاہج کی پابندی کیوں کر مان سکتی ہوں! یہ سُنا کر

فرعون کو اور بھی زیادہ غصہ آیا اور اسی وقت جلاد کو بلا کر اس سے کہا کہ پہلے اس عورت کے کپڑے اتار کر اسے برہنہ کر! اور پھر تیز تیز چھریوں سے اس کے سینے کی سالم کھال اتار، اور پھر زمین پر لٹا کر اسے خوب کھینچا کر اور اس کے سینے پر بھرا ہوا آگ کا طشت رکھ دے! چنانچہ جلاد نے ایسا ہی کرنا شروع کیا کہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ! ہماری بندی آسیہؑ برہنہ ہوتی ہے۔ تم اپنے پروں سے اسے ڈھانک لو! چنانچہ آسیہ کا یہ حال دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے چلا اٹھے اور بے چین ہو کر عرض کرتے ہیں الہ العالمین! تیری محبت کا دم بھرنے والی اور تیری پیاری بندی فرعون کے ہاتھوں سخت تکلیف میں مبتلا ہے وہاں سے حکم ہوا کہ اے ملائکہ! یہ ہماری بندی ہماری ملاقات کی مشتاق ہے۔

غرض کہ حضرت آسیہؑ کی یہ حالت زار کسی نے حضرت موسیٰ سے جا کر بیان کی وہ اسی وقت ننگے پاؤں اور ننگے سر دوڑے ہوئے حضرت آسیہؓ کے پاس پہنچے۔ چنانچہ دربار فرعونی میں پہنچ کر دیکھا کہ حضرت آسیہؓ فی الحقیقت سخت عذاب میں مبتلا ہیں۔

نظم

دیکھ کر موسیٰ کو وہ رونے لگیں
کیونکہ تھیں تکلیف سے بے چین جو بیاں

بہہ رہا تھا خون سارے جسم سے
اور سینہ جل رہا تھا آگ سے

دست و پا میں جن کے میخیں تھیں گڑی | اک مصیبت ناتواں پر تھی پڑی
بہہ گئے موسیٰ کے بھی آنسو رواں | آسیہؓ کا جب یہ دیکھا امتحاں
بولے بی بی صبر کر اور شکر کر | اب ہوئی فرعون سے تجھ کو مفر
اور ملائک صف بہ صف ہیں پیشِ در | آئے ہیں تیری زیارت کے لئے
آسیہ بولیں کہ یہ مجھ کو بتا | جس کی ہیں عاشق ہوں کچھ اس کا پتا
جس کو کہتے ہیں الٰہ العالمین ! | دیکھتا بھی ہے مجھے وہ یا نہیں !
بولے موسیٰ کیونکہ دکھلاؤں تجھے | غیب کے پردے سبھی اٹھتے ہوئے
دور ہیں اس وقت بس سارے حجاب | دیکھتا ہے تجھ کو مولا بے نقاب

مانگ لے اس وقت جو کچھ مانگ لے
تیرا مولا بالیقیں دے گا تجھے

اللہ اللہ! یہ مژدہ سنتے ہی حضرت آسیہ رضی نے آسمان کی طرف آنکھیں

اٹھائیں ؟

یعنی اے میرے معبود! میرے لئے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عذاب سے نجات دے! لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آسیہؓ کے سامنے سے تمام پردے اور حجاب ہٹا کر آسیہ رضی کی مرضی کے مطابق جنت میں اپنے قرب کا مقام آنکھوں سے دکھا دیا جس سے حضرت آسیہؓ شاد و شاد ہو گئیں، یہاں تک کہ ہنسنے کی آواز فرعون نے بھی سنی

اور وہ متعجب ہو کر حضرت آسیہؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے تجھ پر عذاب کوئی حد باقی نہیں چھوڑی۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تو ہنس رہی ہے۔ اور تیرے پر ذرا اس کی دہشت نہیں۔ پھر فرعون نے کہا کہ دیکھ اب بھی موسیٰؑ کے دین سے پھر جا تا کہ تیری رہائی ہو جائے اور تو ان تمام تکالیف سے بچ جائے بیوی آسیہ ہنسیں اور فرمایا کہ اے فرعون! تجھے یہ عذاب معلوم ہوتے ہوں گے میرے دل سے پوچھ کہ میں اس وقت اپنے مولا کے ہمسایہ میں اور اس کی تجلی کی لذت میں کیا سرور لے رہی ہوں۔ جاؤ دور ہو میرے سامنے سے۔ فرعون نہایت خجل ہو کر وہاں سے ہٹا اور حکم دیا کہ ایک بڑا وزنی پتھر اس پر لا کر رکھ دو تاکہ اس کا کام تمام ہو جائے۔ چنانچہ اُدھر پتھر لا کر رکھا گیا۔ ادھر روح مطہر جسم مطہر سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ؎

کر دیا اللہ سے ان کو قریں ۔۔۔ لے گئے بس ان کو جبریلؑ امیں

دامنِ محبوب بس چھوڑا نہیں ۔۔۔ عشق میں ثابت قدم اپنے رہیں

یہ طلب بھی خدا ہر اک کو دے ۔۔۔ آفرین وہ جائیں مطلوب ہے

تفسیر مواہب لدنیہ میں مرقوم ہے کہ ایک شخص زنقیل نامی نجار غالباً یہ وہی شخص ہے جس نے موسیٰ کو دریا میں چھوڑنے کے لئے ایک صندوق بنایا تھا اور پھر وہ موسیٰ اور ان کے خدا پر ایمان لے آیا تھا جو آلِ فرعون میں سے تھا۔ ایک روز لوگوں سے کہنے لگا کہ افسوس تم لوگ موسیٰ کے معجزے اور اللہ تعالیٰ کے ایسے

عذاب آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ مگر اے سخت قوم! تم پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ یہ سن کر فرعونیوں نے اُسے پکڑا اور دربار فرعون میں لے جاکر پیش کر دیا۔ چنانچہ وہاں جاکر بھی اس نے یہی کہا کہ جو باہر کے لوگوں سے کہا تھا۔ فرعون نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہ شخص آنکھ بچاکر وہاں سے غائب ہوگیا اور ایک پہاڑ پر پہنچ کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوگیا۔ جب فرعون کے سپاہی اُسے تلاش کرتے کرتے پہاڑ پر پہنچے تو دیکھا جہاں وہ یادِ الٰہی کر رہا ہے۔ وہاں اس کے چار طرف شیر بھیڑیے اس کا پہرہ دے رہے ہیں۔ حیران ہو گئے۔ اور یہ واقعہ فرعون سے آکر بیان کیا۔ فرعون نے کہا خاموش رہو اور ایسی بات زبان سے نہ نکالو کہ موسیٰ کا دین ایسی خبر دن سے فروغ پا جائے گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

یہ صفت تھی خاص اس ابلیس کی	جس پہ بس اللہ کی لعنت ہوئی
کوئی بڑھتا ہے تو جل جاتا ہے وہ	موم کی صورت پگھل جاتا ہے وہ
حضرت آدم کو جب درجہ ملا	یہ حسد کی آگ میں جل جل مرا
جوں جوں اس کی آبرو بڑھتی گئی	توں توں اس کے سر فتنی و ملبیس ہوئی
آج بھی ہوں جس کسی کے یہ صفات	بالیقیں شیطان کا ہے اس پہ ہات
چاہیے خوف خدائے ایزدی	پاس بیٹھے اس کو نہ اک آدمی

ڈھال اُمت قہر کی کوئی نہیں:

رسال نہ دیتے ہیں اس سے اور ترتیبا

ظلم کی حد

بھر گیا پیمانۂ ظلم و ستم
آخرش ہر شئے کی ہے بیش و کم

منتقم آخر تو ہے وہ ذو الجلال
عظمتِ فرعون میں آیا زوال

اب چھلکتا ہے کٹورہ ظلم کا
ظلم کا مخلوق چکھتی ہے مزہ

قبطیوں کے ظلم کی کچھ حد نہ تھی
آل اسرائیل روتے تھے سبھی

او سنو اے سامعینِ شیخ و شاب

قوم فرعونی پہ آتا ہے عذاب

لیکن فرعون اور فرعونیوں کے تھوڑے سے مظالم اور معلوم کر لینے چاہئیں

تاکہ نزولِ عذاب کا لطف اچھی طرح آسکے اللہ پاک اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے

"وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ" الآیۃ۔

یعنے فرعونیوں نے کہا کہ اے فرعون کیا تو موسیٰ اور اُس کی قوم کو یوں ہی آزاد رکھے گا کہ وہ تیرے دین کو خراب کرتے ہیں نہیں بلکہ تجھے چاہیئے کہ موسیٰ اور اس کی قوم کے ایک ایک شخص کو قتل کرا۔ تاکہ نام لینے کو بنی اسرائیل کا ایک بچہ تک باقی نہ رہے۔ یہ سن کر فرعون نے اپنے دل میں کہا کہ آہ موسیٰ کا قتل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ اس کے قتل پر کوئی قابو پا سکتا ہے مگر قبطیوں کو فرعون نے یہ جواب دیا جسے مولا فرماتا ہے۔ "سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي"

نسآءھم الآیۃ

یعنے قبطیو! تم گھبراؤ نہیں ہم ابھی ان کے لڑکوں کو چن چن کر قتل کرتے ہیں اور ان کی لڑکیوں کو اپنی خدمت کے لئے زندہ رکھتے ہیں اور تم اطمینان رکھو ہم ہر طرح اُن پر غالب رہیں گے۔ گو اس وقت فرعون کا دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ پھر قتل عام شروع کرے مگر ظالم قبطیوں کے کہنے سے از سرِ نو قتال شروع کرتا ہے۔ چنانچہ حکم دیا بنی اسرائیل کے تمام بچے ان کی ماؤں کی گود سے چھین لئے جائیں اور ہماری قوم کا دل ٹھنڈا کرنے کے لئے اُن سب کو لا کر ذبح کر دیا جائے چنانچہ ہزار ہا بچے اپنی ماؤں کی گود سے الگ ہوتے ہیں اور ایک خونی میدان میں جا کر موسیٰ کے پیارے دین پر قربان ہو جاتے ہیں۔

نظم

مصر میں کہرام تھا چاروں طرف
عورتیں روتی تھیں ملکے صف بصف

دودھ پیتے سینکڑوں معصوم حیف
ظالموں کی ہو گئے بس نذر سیف

زلزلہ آیا زمین مصر میں
مائیں کہتی تھیں کہ مولا کیا کریں

کیا محلہ ان سے ہوتا ہے ظالمو!
ہائے یہ ظلم و ستم اے ناتوا(ں)

کچھ نہیں سنتے تھے وہ بیداد گر
کردیئے معصوم چھریوں کی نذر

پس یہ آخری ظلم جو درحقیقت ناقابل برداشت تھا اور عام قوم

بنی اسرائیل جس کے تہلکے میں آ گئی تھی۔ اس سے متاثر ہو کر سب کے سب جمع ہوئے اور جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور فریاد کی کہ موسیٰ ہم تباہ ہو گئے آہ فرعون اور اس کی قوم نے ہمیں زندہ درگور کر دیا ہمارے کلیجے چھلنی ہو گئے۔ موسیٰ کس کس مصیبت پر ہم صبر کریں۔ اور کون کون سی ایذا رسانی ہم برداشت کر سکیں! اے موسیٰ جب آپ مدین گئے تھے تو قبطی لوگ ہم سے دوپہر دن خدمتیں لیتے تھے اور دوپہر دن ہم آزاد رہتے تھے لیکن جب سے آپ مدین سے تشریف لائے ہیں۔ اس دن سے قبطی تمام تمام دن ہم سے خدمت لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ فرعون کے ہم قوم ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل پر جتنا بھی ظلم و تشدد کریں وہ سب مباح اور اے موسیٰ آپ جب پیدا ہو گئے۔ تو یہ ظلم موقوف ہو گیا تھا۔ لیکن اب اس سے زیادہ مظالم ہم پر توڑے جانے لگے چنانچہ آج آپ دیکھیں کو اسی ہزار معصوم دودھ پیتے اپنی ماؤں کی گود سے چھین چھین کر ذبح کئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی مصیبتیں سن سن کر زار زار روتے تھے۔ آخر آپ سے ضبط نہ ہو سکا۔ اسی وقت محراب عبادت میں گئے اور حضور رب العزت میں مناجات شروع کی۔

نظم

آہ کن آنکھوں سے دیکھوں اے کریم — قوم فرعونی کا یہ ظلم عظیم
کس کلیجے کس جگر سے میں سنوں — دل بھر آتا ہے مولا کیا کروں

اس قدر معصوم تیرے بے گناہ　　ذبح ہوں فرعونیوں سے آہ آہ
مجھ سے یہ دیکھا نہیں جاتا ستاب　　بھیج دے معبود بس ان پر عذاب
کیونکہ ہے تو وہ عزیز ذوانتقام
تو ہی دے سکتا ہے بس بدلے تمام

نزولِ عذاب

ہوگئی مقبول موسیٰ کی دُعا!
ظالموں کو آج ملتی ہے سزا

ادھر موسیٰ علیہ السلام کی مناجات ختم ہوئی اُدھر عرشِ معلی سے موسیٰ علیہ السلام کے نام وحی آتی ہے جیسے مولا فرماتا ہے۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ۔ الآیہ۔ یعنی ہم نے قومِ فرعون پر طوفان نازل کیا۔ ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون یہ الگ الگ ان ظالموں کے لئے عبرت کی نشانیاں تھیں۔

اس آیت کے تحت میں مفسرین لکھتے ہیں کہ جس روز موسیٰ علیہ السلام

نے قوم فرعون کے لئے بد دُعا کی اسی روز اور اسی وقت آسمان پر نہایت گہرا سیاہ ابر نمودار ہوا۔ اور تھوڑی دیر میں تمام مصر اور اُس کے حوالی پر چھا گیا۔ جس سے بالکل اندھیرا چھا گیا۔ اور سات رات دن ؟ ایسا طوفان کا مینہ برسا کر تمام قبطیوں کے گھر پانی میں ڈوب گئے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو بلندیوں اور چھتوں پر چڑھا کر بمشکل ڈوبنے سے بچایا لیکن چونکہ عذاب الٰہی تھا ہزارہا جانیں پھر بھی ضائع ہوئیں اور ان کی لاشیں پانی پر بہتی پھرنے لگیں۔ قبطیوں کے محلوں اور گھروں میں یہ طوفان آرہا ہے۔ مگر بنی اسرائیل کے محلوں اور گھروں میں دھوپ نکل رہی ہے اور نہایت آرام سے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں۔ کچھ قبطی لوگ اسی طوفان میں جمع ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا اے موسیٰ ہم تباہ ہو گئے۔ اور اب ہم ڈر گئے اور اے موسیٰ! آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر یہ عذاب تم اپنی دُعا سے ہٹا دو گے تو ہم تم پر اور تمہارے خدا پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ نے دُعا کی۔ اسی وقت وہ طوفان ختم گیا۔ اور دھوپ نکل آئی پھر موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔ کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ طوفان ختم جائے گا تو ہم خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لے آئیں گے۔ اب ایمان لانے میں کیا دیر ہے؟ یہ سن کر وہ ظالم لوگ ہنسے اور ہنس کر کہا کہ تمہارے جادو ایسے ایسے ہم نے بہت دیکھے

میں. جاؤ موسیٰ! اپنا کام کرو! چنانچہ ادھر موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر پہنچے ادھر
عمل ہوا کہ سارے مصر میں ٹڈیاں آ پڑیں جنہوں نے تمام کھیت اور باغ ڈھانک
لئے وہ کسی طرح نہیں اُڑتی ہیں۔ ہر چند فرعونی لوگ کوشش کرتے ہیں اور اڑاتے
ہیں۔ لیکن وہ کسی طرح اُڑنے کا نام نہیں لیتیں۔ بلکہ ساعت دو ساعت میں وہ
تمام کھیت اور باغات بالکل چاٹ گئیں۔ فرعونی روتے ہوئے پھر موسیٰ علیہ السلام
کی خدمت میں پہنچے۔ اور کہا کہ ہم ہلاک ہو گئے۔ ہماری کھیتیاں اور باغات سب
خاک میں مل گئے۔ موسیٰ! اگر آپ کی دعا سے یہ بلا ہم پر سے رفع ہو گئی۔ تو ہم
ضرور ایمان لے آئیں گے۔ حضرت موسیٰ اُسی وقت جنگل میں تشریف لے گئے
اور اپنا عصا مشرق اور مغرب کی طرف دکھایا۔ جس سے وہ تمام ٹڈیاں دو حصے
ہو کر آدھی مشرق اور آدھی مغرب کی طرف اڑتی ہوئی چلی گئیں۔ جب ظالموں
نے دیکھا ٹڈیاں اُڑ گئیں اور کھیتوں اور باغوں میں کچھ کچھ غلے اور میوے باقی
ہیں۔ اپنے دل کو اطمینان دیا۔ اور کہا کہ موسیٰ! بس ہمیں یہ کافی ہے۔ اور اب
ہمیں تمہارے خدا پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ اکثر
فرعون کا دین کذا لت کرتا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اُن ٹڈیوں سے نہ صرف کھیت
اور باغ ہی نہیں صاف کئے۔ بلکہ چھتوں کی کڑیاں اور تختے تیز لکڑی کا تمام
سامان چاٹ گئیں۔ مگر اللہ رے شقاوت قلبی! ایک بھی اُن میں سے ایمان نہیں
لایا۔ شان ایزدی دیکھئے کہ بنی اسرائیل کے کھیت اور باغ اُسی طرح سرسبز

شاداب ہیں۔ کسی پر ایک ٹڈی بھی نہیں بیٹھی۔ القصہ قبطی لوگ اس معجزے کو بھی جادو سے تعبیر کر کے الگ ہو گئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے دین کو کسی نے بھی اختیار نہ کیا۔

عذاب کا وقفہ

کتب تواریخ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک عذاب سے دوسرے عذاب کو ایک مہینہ کا وقفہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب ٹڈیاں کا عذاب فرو ہو چکا تو اس کے ایک مہینے بعد ان نافرمانوں پر چچڑیوں اور جوؤں کا عذاب نازل ہوا اور یک لخت وہ مینھ کی طرح برس کر قبطیوں کے بالوں اور پلکوں اور بھنوؤں کو چمٹ گئیں اور اس شدت سے خون چوسنا شروع کیا کہ تھوڑی دیر میں قبطی چلا اٹھے۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ کیفیت تھی کہ جب اُن کے سامنے کھانا یا پانی آتا تھا۔ تو وہ برتن چچڑیوں اور جوؤں سے لبریز ہو جاتا تھا۔ اُن کی یہ حالت تھی اور بنی اسرائیل کو خبر بھی نہ تھی کہ کیسی جوئیں اور کیسی چچڑیاں۔ آخرکار قبطی روتے ہوئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے۔ اور کہا کہ موسیٰ! آپ کی دُعا سے یہ عذاب رفع ہو جائے تو ہم اب کے ضرور آپ کا مذہب اختیار کریں گے۔ حضرت موسیٰ نے پھر دُعا کی۔ حکم الٰہی سے وہ عذاب بھی رفع ہو گیا۔ اِدھر عذاب الٰہی رفع ہوا اُدھر قبطی اپنے وعدے سے پھرے بلکہ یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے بنے کہ موسیٰ اب تو ہمیں کامل یقین ہو گیا کہ فن جادو میں تمہارا جواب نہیں ہے۔ جس سے تم ہمیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا رہے ہو۔ جب اس واقعہ

کو ایک مہینہ گذر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈکوں کا عذاب تسلط فرمایا۔ چنانچہ یکایک قبطی قوم کیا دیکھتی ہے کہ شہر مصر مصر نہیں ہے۔ بلکہ مینڈکوں کا ایک جہان ہے تمام بستر اور برتن دیگیں اور چولہے مینڈکوں سے لبریز ہیں اور ہر خالی چیز خالی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں مینڈک بھرے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب کوئی قبطی بات کرنے کے لیے منہ کھولتا ہے۔ تو اس میں بھی صدہا مینڈکیاں آن بھرتی ہیں۔ ادھر بنی اسرائیل کے گھروں میں جھانک کر دیکھتے ہیں۔ تو وہاں انہیں ایک مینڈکی بھی نظر نہیں آتی۔ بلکہ صاف چندن سے ان کے گھر پڑے ہیں۔ آخر گھبرا گئے اور پھر جمع ہو کر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ موسیٰ ہم توبہ کرتے ہیں اور تم سے عہد کرتے ہیں کہ اب ہم اس دین میں نہیں رہیں گے اور ضرور تمہارے خدا کی عبادت شروع کر دیں گے۔ للہ ہمیں عذاب سے بچاؤ کہ عذاب سے تنگ آ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دعا کی جس سے وہ مینڈکوں کا عذاب اسی وقت رفع ہو گیا ادھر عذاب اٹھا ادھر وہ پھر اسی طرح ہو گئے اور ان کے پیارے دین کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ پھر ایک مہینہ گذر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مصر اور حوالی مصر کے پانی کے نام حکم صادر کیا کہ آج سے بنی اسرائیل کے لیے پانی اور قبطیوں کے لیے خون۔ اب یہ کیفیت ہے کہ دریا میں آدھا خون ہے آدھا پانی۔ مٹکوں اور برتنوں میں آدھی طرف خون ہے اور آدھی طرف پانی جب

کوئی قبطی بنی اسرائیل کی طرف سے پانی بھر کر پینا چاہتا ہے۔ تو وہ پانی قبطی کے منھ کے قریب آکر خون ہو جاتا ہے پھر یہاں تک اس عذاب کی نوبت ہو گئی کہ قبطیوں کے تمام برتن اور ان کی ایک ایک چیز خون سے لبریز ہو گئی اور وہ بھوکے اور پیاسے مرنے لگے۔ آخر لاچار ہو کر فرعون نے تصفیہ کیا کہ برتن میں ایک قبطی اور اسرائیلی کو شریک کیا جائے اس سے وہ سمجھتا تھا کہ مل جُل کر کام چل جائے گا۔ مگر وہاں یہ حالت ہوئی کہ اسرائیلی نے برتن میں پانی اپنے ہاتھ سے ڈالا ہے۔ بس جدھر قبطی بیٹھا ہے۔ اُدھر خون ہو گیا۔ اور جدھر وہ خود ہے ادھر صاف پانی ہے۔ ایک قبطی عورت نے اپنے پڑوس میں اسرائیلی عورت سے کہا کہ کئی روز سے میں پیاسی ہوں مجھ پر رحم کر، اور اپنے منھ میں پانی کی کلی بھر کر میرے مُنھ میں ڈال دے! تاکہ کچھ تو میری پیاس بجھ سکے! چنانچہ اسرائیلی عورت اپنے منھ میں کلی بھر کر دیوار کے اس جانب کھڑی ہوئی اور قبطی عورت کے مُنھ میں زور سے کُلی چھوڑ دی لیکن دیوار سے اِدھر پانی ہے اور دیوار سے اُدھر خالص خون پھر جب کئی روز گذر گئے تو خود فرعون کی حالت بھی بہت خراب ہو گئی۔ دنوں سے پانی کا ایک قطرہ نہیں پیا۔ درختوں کے پتے چوستا ہے۔ وہ بھی حلق میں جاتے خون ہو جاتا ہے۔ آخر مجبور ہو کر قبطی لوگ پھر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم ہلاک ہو گئے۔ اور برباد ہو گئے! اے موسیٰ للہ ہم پر رحم کرو۔ اور اس خونی عذاب سے ہمیں نجات دلاؤ! اب اگر وعدے

سے بچیں تو خدا ہمیں موت دے۔ موسیٰ! ضرور آپ کے خدا پر ایمان لے آئیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت جناب ایزدی میں دعا کی۔ چنانچہ اسی وقت وہ خوفی عذاب رفع ہو گیا مگر وہ سرکش لوگ جن کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا اسی طرح مذاق اڑاتے ہوئے اور پیارے موسیٰ کو جادوگر کہتے ہوئے چلے گئے۔

نظم

قوم فرعونی تمہیں صد آفریں | سرکشی کی کوئی حد چھوڑی نہیں
سخت پتھر تم سے بڑھ کر کون ہے | ایک تم ہو دوسرا فرعون ہے
اتنی تنبیہوں پہ اپنے ڈھیٹ تم | حلم مولا کو دکھاؤ بیٹ کم
صفحۂ تاریخ پر اے ناظریں | ایسی بدتر قوم بس دیکھی نہیں

زلزلے میں آ گئی جن سے زمیں
ان عذابوں سے انہیں عبرت نہیں

پھر ایک مدت کے لئے عذاب الٰہی کا نزول موقوف ہو گیا اور فرعون اور اس کی قوم پہلے سے بھی زیادہ سرکشی و طغیانی پر اتر آئی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام جن کے لئے روزانہ بد دعا کرتے تھے۔ اور حضرت ہارون آپ کی دعا پر آمین آمین کہتے ہیں۔ لیکن کوئی دعا درِ اجابت کو نہیں پہنچتی اور نہیں قبول ہوتی۔ جس میں ایک بہت بڑا راز خداوندی مخفی ہے۔ اور وہ یہ ہے سہ

اللہ اللہ! رازِ مخفیہ کی شان   جس سے بس حیران ہے سارا جہان
اُس کی قدرت کے کرشمے ہیں عجیب   کیا بھلا سمجھے اُنہیں آدم غریب

خالق ہر رزق و رزق ہے وہ کریم
مالکِ چودہ طبق ہے وہ کریم

رازِ قدرت

"قَالَ مُوسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ" الآیۃ

یعنی موسیٰ نے اپنی مناجات میں کہا کہ خداوندا! تو نے فرعون اور اُس کی قوم کو زندگانیٔ دُنیا میں کس قدر مال و منال اور زیب و زینت عطا فرما رکھی ہے حالانکہ وہ اور اس کی قوم کیسی سرکش ہے اور تیرے احکام کو کس قدر پامال کر رہی ہے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جنابِ رسولِ کریم صلی اللہ وسلم نے فرعون کے زمانے میں مصر سے لگا سرزمین حبش تک کے پہاڑوں میں سونے چاندی اور زبرجد کی کانیں تھیں اور وہ سب کی سب فرعون کے قبضے میں تھیں جن میں سے زرد جواہر نکالنے کے

لئے ہزارہا مخلوق مدام لگی رہا کرتی تھی اور فرعون کے زیادہ جاہ و حشم کا یہی ایک
سبب تھا اسی وجہ سے وہ اور اس کی قوم نہایت خوش حال اور بہت کچھ چونچال
تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ خدا کی طرف سے زیادہ ڈھیل پاکر انتہا درجے کے گمراہ
ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ خدا کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ الٰہ العالمین! فرعون
اور اس کی قوم کے مظالم حد سے بڑھ گئے ہیں اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اسی بس نہیں کی۔ بلکہ آج فرعون اور اس کی قوم کی بربادی کے لئے
نہایت لجاجت اور یاس کی حالت میں بڑے گھراؤ سے دعا کی آپ ابھی اسی
مناجات میں تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ سے بحکم ایزدی
تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے
کہ موسیٰ تمہاری دعائیں ہم سنتے ہیں اور فرعون کے تمام مظالم ہمارے پیش
نظر ہیں۔ نیز بنی اسرائیل کے مظلوموں کی آہیں ہمارے عرش کو ہلا رہی ہیں
یہ سب کچھ ہے۔ لیکن اے موسیٰ! یہ بتاؤ کہ ہم کس طرح فرعون پر عذاب
نازل کریں۔ جب کہ روزانہ وہ اپنے دسترخوان پر دس ہزار مسکین بندوں
کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتا ہے۔ پس اے موسیٰ جب تک فرعون کی یہ سخاوت
جاری رہے گی۔ ہم اسے ہرگز ہلاک نہیں کریں گے۔ نیز کتب تواریخ میں
مرقوم ہے کہ فرعون کے دسترخوان کے لئے دو سو اونٹ ایک سو گائیں اور
چار ہزار بکریاں ہر روز ذبح ہوتی تھیں۔ جن کے کھانے تیار کرا کر وہ سب

غریبوں کو کھلاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جس سے وہ آج تک ہلاک نہیں کیا گیا۔ لیکن اب ہامان نے فرعون کو مشورہ دیا کہ اے بادشاہ! موسیٰ کے جادو سے تیری قوم پہ جتنے مصائب پڑتے ہیں اس سے وہ مفلس ہوتے چلے جاتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے خزانہ شاہی بھی خالی ہوا چلا جاتا ہے۔ پس مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان کے مصارف کم کئے جائیں۔ اور خزانہ بڑھایا جائے اس لئے کہ نہ معلوم موسیٰ سے کب تک مقابلہ جاری رہے۔ اور کب تک خزانہ پر اس کا بار پڑتا رہے۔ چنانچہ ہامان کا یہ مشورہ فرعون کی سمجھ میں آگیا اور اسی وقت باورچی خانہ کے داروغہ کو حکم دیا کہ آج سے باورچی خانہ کا خرچ کم کیا جائے یہاں تک کہ جس روز فرعون ہلاک ہونے کے لئے چلا ہے تو ایک مسکین بھی اس کے دسترخوان پر نہیں تھا۔

نظم

سخاوت اور بخیلی کا نتیجہ | معزز ناظرین یہ تم نے دیکھا
سخاوت سے بچا وہ کتنی مدت | بخیلی سے ہوئی مرنے کی نوبت
سخاوت زندگی کا ہے ذریعہ | بخیلی موت کا ہے اک بہانا
سخاوت سے بلا ٹلتی ہے یارو | بخیلی سے مصائب پاس سمجھو

سخاوت سے جیا فرعون کتنا
مسلماں اس سے بس کیا کچھ نہ لیگا

بنی اسرائیل کی روانگی

تفسیر مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ ان پے درپے عذابوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم کو چند سال اور دعوتِ اسلام دیتے رہے جس کا نتیجہ سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں نکلا۔ جتنی سرزنش اور تنبیہہ انہیں ہوتی تھی اُتنے ہی وہ سرکشی اور طغیانی میں ترقی کرتے گئے یہاں تک کہ اُن کی ہلاکت کا یوم وعدہ قریب آگیا۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی صادر ہوتا ہے۔ کہ اے موسیٰ فرعون اور اس کی قوم کا پیمانۂ حیات لبریز ہوچکا۔ اب تم اپنی تمام قوم بنی اسرائیل کو ایک جگہ جمع کرو اور جمع کرکے راتوں رات مصر سے نکل جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت اپنی قوم کو اس فرمانِ الٰہی سے مطلع کیا اور فرمایا کہ فرعون اور اس کی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ جس سے کہ صفحۂ ہستی پر اُن کا نام ونشان باقی نہ رہے گا۔ اس لئے فلاں تاریخ فلاں مقام پر جمع ہو جاؤ۔ اور پھر شہر مصر سے راتوں رات نکل جاؤ۔ نیز تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے تمام ملازمین بنی اسرائیل کو نکال کر ان سے اچھی طرح فہمائش کر دی جس سے وہ کمربستہ ہو کر اٹھے اور اپنی تمام قوم میں پھر گئے اور وہ اسرائیلی جو جابجا منتشر آباد تھے سب کو

اس امر کی اطلاع کر دی اور کہا کہ اگر کوئی بنی اسرائیل میں سے قبطیوں کے پاس بطریق ملازمت تعلق رکھتا ہو تو وہ بھی فلاں فلاں دن وہاں سے قطع تعلق کر کے فلاں مقام پر آکر موجود ہو جائے۔

ہو گیا پلے پہ وہ رب اسلام　　اب ملا بس دشمنوں کو انتقام

مل گیا موسیٰ کو حکم ایزدی　　اب جہنم میں گئے قبطی سبھی

ظالموں سے اب ملی راحت تمہیں

اب مرے وہ۔ موت اب آئی انہیں

لیکن فرعون کو بنی اسرائیل کے اس خفیہ اعلان کی خبر ہو گئی کہ بنی اسرائیل نہ معلوم کیوں اور کس لئے ایک خاص مقام پر جمع ہونے کا عزم کر رہے ہیں گھبرا گیا۔ اور اسی وقت عمائدین بنی اسرائیل سے دریافت کیا کہ ہم ایسا سنتے ہیں انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم یوم عاشورہ کو ایک خوشی کی تقریب کرنے والے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کا دن ہے۔ اور یہ مجمع ہمارا محض اسی خوشی کی غرض سے ہے۔ یہ سنکر فرعون کو اطمینان ہو گیا اور اس نے اجازت بھی دے دی۔

آخر وہ دن آیا جس کی رات کو انہیں کوچ کرنا ہے۔ چنانچہ صبح ہی سے تمام قوم بنی اسرائیل ایک مقام موعودہ پر جمع ہونی شروع ہو گئی۔ جب شام ہوئی تو موسیٰ اور ہارون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کا بچہ بچہ اس

میدان میں جمع ہو گیا اور رات آدھی کے قریب آگئی۔ پس جناب موسیٰ علیہ السلام
نے بسم اللہ کہہ کر اپنی پیاری قوم کو کوچ کا حکم دیا۔ اب جب کہ قوم نے نقل و حرکت
شروع کی ہے تو پورے چھ لاکھ ستر ہزار نفوس تھے۔ اللہ اکبر! پھر حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو قوم کے آگے کیا اور آپ سب کے پیچھے
ہوئے اور ایک مخلوق عظیم کا کوچ ہو گیا چلتے چلتے راستے میں ایک جگہ مغالطہ
سا واقع ہوا اور تمام لشکر ٹھہر گیا۔ موسیٰ اور ہارون ایک جگہ جمع ہو کر کہتے ہیں
کہ یہ وہی راستہ ہے جو بہت دفعہ دیکھا بھالا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے جو ہم
رستہ بھولتے ہیں چنانچہ اسی وقت آپ نے تمام معمر اور بوڑھے لوگوں
کو اپنے پاس بلایا اور ان سے دریافت کیا ہم رستہ کیوں بھولتے ہیں؟
حالانکہ یہ رستہ ہمارا بہت کچھ دیکھا بھالا ہے۔ ان میں سے ایک ضعیف شخص
بولا جو کہ کتب و صحائف سے معلومات رکھتا تھا۔ موسیٰ میں سمجھ گیا۔ اور ایک بہت
بڑی ضروری بات رہ گئی ہے۔ وہ یہ کہ جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے انتقال
کے وقت اپنی اولاد کو وصیت فرمائی تھی۔ اور اپنے بھائیوں سے عہد و پیمان
لیا تھا کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلیں تو میرا تابوت اپنے ساتھ لے کر نکلیں
پس اے موسیٰ! آپ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل آئے اور یوسف علیہ السلام
کا تابوت اپنے ساتھ نہیں لائے یہ وجہ ہے جو آپ رستہ بھول گئے ہیں۔ جب
آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے اسی وقت تمام لشکر میں یہ منادی کرائی کہ اگر

کوئی یوسف کی قبر جانتا ہے تو بتادے اور موسیٰ سے انعام واکرام پائے گا، وہاں تمام لشکر میں کسی کو بیار سے یوسف کی قبر کا حال یا پتہ معلوم نہیں تھا صرف ایک بڑھیا ضعیفہ ایسی نکلی جسے جناب یوسف علیہ السلام کی قبر معلوم تھی۔ لوگ اس بڑھیا کو حضرت موسیٰ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اے ضعیفہ کیا تجھے یوسف کی قبر معلوم ہے؟ اُس نے کہا کہ بیٹا معلوم تو ہے۔ لیکن مفت نہیں بتاؤں گی۔ آپ نے فرمایا اچھا مانگ کیا مانگتی ہے؟ ضعیفہ جواب میں کہتی ہے کہ مانگتی یہ ہوں کہ مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر مصر میں لے چلو! اس سے میرا یہ مقصود حاصل ہو گا کہ میں ایک پیغمبر کی صحبت والی قیامت میں کہلاؤں گی۔ اور مصر میں چل کر جناب یوسف علیہ السلام کی قبر آپ کو بتاؤں گی۔

موسیٰ علیہ السلام نے اُسی وقت بڑھیا کو اپنی سواری پر سوار کیا اور سواری کو لے کر دوبارہ مصر میں داخل ہوئے جہاں پہنچ کر اس بڑھیا نے دریائے نیل کی ایک لہر میں حضرت یوسف کی قبر کا نشان بتایا۔ جس میں آپ مع چند ہمراہیوں کے اُترے اور حضرت یوسف کے تابوت کو نکال کر اپنے لشکر میں لائے۔ چنانچہ حضرت یوسف کا تابوت آتے ہی گمشدہ لشکر کو صاف راستہ نمایاں ہو گیا اور اُسی وقت بنی اسرائیل روانہ ہو گئے۔ ادھر یہ چلے اُدھر فرعون کو بھی اسرائیل کے کوچ کی خبر معلوم ہوئی۔

نظم

اب کرم فرمائے مولائے کریم — اب چلا دشمن کا ایک لشکر عظیم

اب تعاقب اس نے موسیٰ کا کیا — ساری فوجیں لے کے وہ پیچھے چلا

یا خدا تیرا کرم درکار ہے — دشمنوں کی آج ایک یلغار ہے

لے نہ لے موسیٰ کو یہ دشمن کہیں — رحم کرنا اے الہ العالمیں!

فرعونیوں کی یلغار

جب فرعون کو یہ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کسی آج عید یا خوشی منانے کے لئے نہیں جمع ہوئے، بلکہ یہاں سے کوچ کرنے اور فرار ہونے کی غرض سے جمع ہوئے ہیں اور اب تھوڑی دیر میں موسیٰ اور ان کی قوم کا بچہ بچہ مصر سے کوچ کر جائے گا تو یہ سن کر فرعون غصے میں آ کر از خود رفتہ ہو گیا۔ اور اسی وقت اپنی قوم فوج و سپاہ اور تمام لشکر جرار کو حکم دیا کہ بہت جلدی جملہ طاقتوں کے ساتھ بنی اسرائیل کا تعاقب کریں۔ چنانچہ تمام رات کمر بندی اور یلغار کی تیاری ہوتی رہی۔ جتنا کہ روانگی کا وقت آ گیا تھا۔ جیسے ہی پچھلی رات سے مرغ نے بانگ دی یا صبح صادق نمودار ہوا اسی وقت تمام لشکر جرار روانہ ہو گیا

اور بنی اسرائیل کے لشکر پر پہنچ کر تمام بنی اسرائیل کو سنگینوں کی نوکوں پر رکھ لے اور کسی متنفس کو زندہ باقی نہ چھوڑے۔

اب تمام فرعونیوں اور ان کی فوج و سپاہ میں تیاری و کمر بندی ہو رہا ہے۔ اور مرغ بولنے یا صبح صادق کے انتظار میں ہیں وہاں نہ مرغ بولتے ہیں نہ صبح صادق ہوتی ہے۔ کیونکہ جب فرعون اپنے لشکر کو یلغار کا وقت بتا رہا تھا تو عرش معلیٰ سے تمام جانوروں کے نام حکم صادر ہوا کہ جو صبح کو علی الصباح بولتے ہیں۔ آج صبح کو کوئی جانور بولے گا تو اُسے جہنم کا ایندھن بنا دوں گا۔ یہ حکم تھا ری لشکر مصر کے تمام پرند اور تمام اذان دینے والے مرغ چپ چاپ نہیں بلا۔ اپنے پروں میں منھ دیئے ہوئے خاموش بیٹھے ہیں اور کوئی ہوں تک نہیں کرتا۔ اب رہی صبح صادق اُس کی نسبت یہ لکھا ہے کہ صبح صادق سے پہلے سورج کو گہن لگ گیا۔

اللہ اکبر

نظم

جس کا حامی ہو خدائے دو جہاں ۔۔۔ کوئی دے سکتا نہیں اسکو زیاں

مُرغ تو ایک اک مصر کا خاموش ہے ۔۔۔ شمس بھی اتنا بڑا روپوش ہے

صبح کیسی اب کہیں اور مرغ کیا

ٹل چکا ہے جنکو بس حکم خدا

اب مرغ بولیں تو کیونکر اور صبح نمودار ہو تو کیونکر ہو کہ سر سے سورج ہی نہیں رہا۔ ادھر فرعون اور اس کا لشکر جرار مرغوں کی آواز اور صبح صادق کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور انتظار میں عرصہ گذرا چلا جاتا ہے۔ لیکن نہ مرغ بولتے ہیں اور نہ صبح صادق ہوتی ہے یہ اجنبی واقعہ دیکھ کر فرعون اور ہامان چلا اٹھے اور کہا کہ کیا حیرت انگیز موقع ہے کہ نہ تو مرغ بولتے ہیں اور نہ صبح صادق نمودار ہوتی ہے اور کیا چلتے چلتے اور بھاگ گئے تھے یہی موسیٰ کا جادو اپنا کام کر رہا ہے مگر ساتھ ہی اس تعجب خیز واقعہ سے خوف زدہ بھی ہو رہے ہیں اور موسیٰ کی فراری پر غصہ بھی آ رہا ہے۔ آخر جل کر لعین نے کوچ کا حکم دے ہی دیا کہ لشکر فوراً روانہ ہو اور کوئی صبح صادق وغیرہ کی ضرورت نہیں ادھر فرعون نے روانگی کا حکم دیا ادھر قبطیوں اور لشکریوں کے گھر کا ایک آدمی مر گیا جس کو اول منزل کرنے میں وہ مصروف ہوئے۔ اسی اثنا میں بلحاظ وقت دوپہر ہو گئی۔ اور کسی قدر سورج قبطیوں کے سروں پر نکلا۔ مگر سورج کے نکلتے ہی کہر پڑنی شروع ہو گئی جس سے گلی کوچے دکھائی دینے موقوف ہو گئے اور اب ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آتا اور نہ چراغ ہی کچھ کام دیتے ہیں لوگ دیواروں سے ٹکرا رہے ہیں۔ اور بن آئی مر رہے ہیں۔ آخر سرکش فرعون نے اسی حالت میں کوچ کا حکم دیا۔ اور بروقت تمام لشکر فرعونی مصر سے روانہ ہو گیا۔ کہا ہے کہ جب فرعون مع اپنے لشکر کے موسیٰ کے تعاقب میں چلا ہے تو ایک

لاکھ نیزہ باز اور ایک لاکھ تیر انداز ستر ہزار ابلق گھوڑے سوار اور تین لاکھ گرز بردار اس کے ہمراہ تھے۔

چنانچہ فرعون اور ہامان وزیر نے نہایت شدت سے بھاگنے کا حکم دیا کہ بعجلت دشمنوں تک پہنچ کر انکو سنگینوں میں پرو دیں۔ اب سب سے آگے فرعون اور ہامان کا گھوڑا ہے۔ جن کے پیچھے لشکر جرار اور تمام فوج و سپاہ اور سب کے سب نہایت غیظ میں بھرے ہوئے اڑے چلے جاتے ہیں۔

نظم

آج ہے فرعونیوں کو یہ گماں — دشمنوں کا ہم مٹا دیں گے نشان
ایک کو زندہ نہیں چھوڑیں گے ہم — موت سے بھی منہ نہیں موڑیں گے ہم
کام اُن کا آج کر دیں گے تمام — زندگی کر لیں گے اپنے پر حرام
آج وہ بیڑا اٹھایا ہے کہ بس — ایک بھی زندہ نہ چھوڑینگے نفس

کچھ نہیں فرعونیوں کو یہ خبر!
ساتھ ہے موسیٰ کے وہ ربُ البشر

ہر دو لشکر کا تصادم

ادھر فرعون کی عظیم الشان یلغار ہے اور وہ اڑا ہوا چلا جاتا ہے۔ اُدھر موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لئے ہوئے نہایت عجلت اور تیزی سے چلے جا رہے اور یہ خوف آپ کے دل میں برابر لگا ہوا ہے کہ مبادا فرعون ہمارے تعاقب میں نہ آجائے! اتنے میں آپ کا لشکر دریائے قلزم پر آپہنچتا ہے۔

پس بحرِ قلزم کو دیکھتے ہی آپ دم بخود ہو گئے۔ کیونکہ آپ اپنے خیال میں پیاری قوم کو لئے ہوئے خشکی کی طرف بھاگ رہے تھے۔ لیکن قضاو قدر ان کو بحرِ قلزم پر لے آئی۔ اور قلزم بھی آج اس قدر طغیانی پر ہے کہ جس کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ اور اتنے جوش و خروش سے بہہ رہا ہے کہ جس سے پار اترنا طاقت بشری سے باہر ہے۔ لکھا ہے کہ اس روز دریائے قلزم کا پاٹ گیارہ میل کا ہو رہا تھا اور اس میں سخت تلاطم آرہا تھا۔ پھر جب موسیٰ اور اُن کی قوم نے سامنے سے یہ طوفان عظیم رواں دیکھا تو ششدر اور حیران ہو کر کہا کہ اس قدر کشتیاں ایکبارگی کہاں سے آسکتی ہیں جس سے ۶ لاکھ ستر ہزار نفوس نہایت عجلت کے ساتھ دریا کو عبور کر سکیں۔ یہاں جملہ بنی اسرائیل ششدر و حیران کھڑے ہوئے تھے کہ پیچھے سے ایک لشکر جرار کی آواز کانوں میں آئی مڑ کر دیکھتے

ہیں تو معلوم کرتے ہیں کہ فرعون مع اپنی افواج کے ہمارے تعاقب میں آن پہنچا۔ ہوش جاتے رہے اور اسی وقت گھبرائے حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور نہایت بے حواس ہو کر یہ کہنا شروع کیا۔

قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤی اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ ۝

یعنی اے موسیٰ! ہم گھر گئے۔

نظم

کیا ہوا موسیٰ وہ وعدہ آپ کا　　لیجئے وہ دشمن کا لشکر آ گیا
اب بچاؤ گے ہمیں کس طرح تم　　زندگی کی راہ ہے بس آج گم
سامنے ہے بحر قلزم جوش میں　　اور دشمن ہے عقب میں کیا کریں
ہم مقابل اُس کے ہو سکتے نہیں　　ہیں ضعیف و ناتواں ہم بالیقیں
اتنے میں کہرام لشکر میں ہوا　　عورتوں بچوں کی تھی بس یہ صدا
آہ موسیٰ کیا ہوا یہ کیا ہوا　　قافلہ اپنا کہاں آ کر لٹا

بولے موسیٰ آہ گھبراؤ نہیں
راہ نکلے گی کوئی اب بالیقیں

لکھا ہے کہ جب فرعون اور اُس کا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں پہنچا اور سامنے سے اُنہیں دریائے قلزم کے کنارے پر بنی اسرائیل نظر آئے تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب ہم نے اپنے دشمن کو لے لیا۔ اور اب

ان سب کا کام تمام کیا یہ منصوبے گانٹھتے چلے جا رہے تھے کہ یکایک کہر کے بادل اتنے گھرے ان کے آگے مائل ہو گئے کہ یہ رستہ چلنے سے مجبور و لاچار ہوئے۔ آخر فرعون نے جب دیکھا کہ بالکل اندھیرا ہو گیا ہے اور اب کسی کا ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا حکم دیا کہ یہیں ٹھہر جاؤ! اور اس کہر کے رفع ہونے کا انتظار کرو! اس لئے کہ بنی اسرائیل کے آگے دریائے قلزم ہے اور پیچھے ہم ہیں وہ کہیں جا نہیں سکتے ہیں اور ہماری تلواروں سے آج وہ بچ نہیں سکتے ہیں۔ اور ان کی موت کا چاروں طرف سے محاصرہ ہو چکا ہے۔ ادھر یہ ظالمانہ منصوبے ہو رہے ہیں۔ ادھر بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کو گھیرے ہوئے اور موسیٰ حضور رب العالمین میں سربسجود ہیں اور زار و قطار روتے ہوئے اللہ پاک کی جناب میں یہ مناجات کر رہے ہیں۔

گھر گئی اب آل یعقوبی الٰہی کیا کروں
اب ہوئی یہ قتل یا ڈوبی الٰہی کیا کروں

کس طرح بچوں کے رونے پر کلیجہ تھام لوں
دل بھر آتا ہے ان کی داد خواہی کیا کروں

عورتیں مظلوم بیکس رو رہی ہیں اے کریم
کیا کروں میں یا الٰہی کیا کروں

آہ یہ ڈکرا رہے ہیں ہر طرف پیر و جواں
تو ہی بتلا دے کہ میں ان کی تسلی کیا کروں

رہ سکیگی آج کیونکر لاج تیرے دین کی
دشمنوں کی ہو گئی اس پر چڑھائی کیا کروں

بس بس اے اسحٰق اب طاقت نہیں ہے ضبط کی
آہ موسیٰ کا یہ فرمانا " الٰہی کیا کروں"!

موسیٰ کی فتح

موسیٰ علیہ السلام ابھی سجدے ہی میں مناجات کر رہے ہیں کہ عرشِ معلی سے وحی آتی ہے۔

"اے موسےٰ! ہم نے بحرِ قلزم کو تمہارے قبضے میں کیا۔ جاؤ اُس پر اپنا عصا مارو وہ تمہیں رستہ دے گا" آپ نے وحی کے آتے ہی سر سجدے سے اُٹھایا۔ اور قوم کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ اے پیاری قوم! لو اب فرعون اور دریائے قلزم دونوں سے نجات مل گئی۔ اور پھر آپ اپنا عصا لے کر اُسی وقت قلزم کے کنارے پر پہنچے اور یَا بَحْرُ انْفَلِقْ بِاِذْنِ اللہِ کہہ کر پانی پر ایک عصا مارا اس کے یہ معنی کہ لے دریا اللہ کے حکم سے پھٹ جا۔ پس موسیٰ اور ان کی قوم دیکھ رہی تھی کہ پانی پر عصائے موسیٰ کے پڑتے ہی بحرِ قلزم میں بارہ سڑکیں نمودار ہو گئیں۔ جن میں ہر سڑک دریا کے عرض کے برابر گیارہ میل لمبی اور دو میل چوڑی قوم بنی اسرائیل کو رستہ دینے کے لئے نکل آئی۔ اور بارہ سڑکیں اس لئے

نکلیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے تھے اور بنی اسرائیل سب
انہیں بارہ بھائیوں کی اولاد تھے۔ مقصود یہ تھا کہ ہر ایک گھرانہ اپنی اپنی سڑک
پر سے چل کر قلزم کو عبور کر جائے۔ غرض کہ ادھر بحر قلزم شق ہوا اور بارہ سڑکیں
ان میں سے نمودار ہوئیں ادھر سورج اس تیزی سے نکلا کہ جس سے ان بارہ
سڑکوں کی زمین ایک آناً فاناً میں خشک ہو گئی تاکہ بنی اسرائیل نہایت آسانی
سے اس پر چل سکیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ اور ان سڑکوں پر چلنا شروع کر دا اب قوم بنی اسرائیل
ڈرتے ہیں اور ان سڑکوں پر کوئی نہیں چلتا حضرت موسیٰ نے پھر فرمایا کہ چلو تو
جواب میں کہنے لگے کہ اے موسیٰ! اگر ہم اس میں داخل ہو گئے اور پھر اس
کا پانی برابر آن ملا تو ہم کیا کریں گے۔ گو اس وقت برف کی طرح پانی کی دیواریں
منجمد ہیں۔ لیکن یہ اگر ہم پر آن پڑیں تو یقیناً ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ کی قوم
ابھی تذبذب میں تھی کہ اتنے میں حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنا گھوڑا
دریا میں ڈال دیا اور دور تک جا کر سب کا اطمینان کر دیا۔ پھر تو یہ بارہ کے بارہ
فرقے اپنی اپنی سڑکوں پر فوراً کود پڑے۔ اور چلنے شروع ہوتے اور
سب کے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اترے۔ چلتے چلتے بنی اسرائیل کھڑے
ہو گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ ہم تو آپ کے
ساتھ اس سڑک پر چل رہے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے دیگر گیارہ

فرعونی بھی عافیت سے چل رہے ہیں یا ڈوب گئے۔ اس کا ہمیں سخت اندیشہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت رقت سے دُعا کی کہ الٰہی انہیں مطمئن فرما دے آپ کا دُعا کرنا تھا کہ اسی وقت برف کی دیواروں میں جالیاں کھُل گئیں جس سے ہر سڑک والا دوسری سڑک والے کو صاف نظر آنے لگا۔ اور پھر سب صحیح وسالم دریائے قُلزُم کو عبور کر گئے اور خشکی پر پہنچ کر تمام بنی اسرائیل مطمئن ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اولوالعزم کامیابی پر شکرِ الٰہی ادا کیا کہ فی الحقیقت وہ بڑا کریم و کارساز ہے۔

نظم

فی الحقیقت ہے بڑا رحمان تو — مشکلیں کرتا ہے سب آسان تو
تجھ کو کچھ مشکل نہیں اے ذوالمنن — دُور کرتا ہے سبھی رنج و محن
مشکلوں میں تو ہی بس آتا ہے کام — اور تو ہی ساتھ رہتا ہے مدام
سُننے والا ہے تو ہی فریاد کا — دینے والا ہے تو ہی امداد کا

آلِ اسرائیل پر کی یہ عطا
بحرِ قُلزُم خشک تو نے کر دیا!

فرعون کی غرقابی

جب بنی اسرائیل کی سڑکیں خشک کرنے کے لئے سورج نہایت تیزی سے نکلا تو کہر کے بادل جو فرعونیوں پر چھا گئے تھے وہ ہٹ گئے جس سے فرعون کو رستہ صاف معلوم ہونے لگا۔ اور اس وقت اس نے اپنے لشکر کو یلغار کو حکم دیا۔ چنانچہ لشکر نے دوڑ شروع کی مگر انہوں نے دیکھا کہ قلزم کا کنارا صاف نظر آرہا ہے۔ حالانکہ کہر سے پہلے بنی اسرائیل کے لوگ وہاں موجود تھے۔ غرضکہ جوں توں کرکے یہ لشکر فرعونی دریائے قلزم کے کنارے پہونچ گیا یہاں آکر عجیب و غریب حالات دیکھتے ہیں کہ بحر قلزم میں بارہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں اور دیواروں کا پانی برف کی مانند جما ہوا ہے اور ان دیواروں میں جالیاں بنی ہوئی ہیں اور گویا زبان حال سے وہ سڑکیں فرعون اور اس کی قوم کا استقبال کر رہی ہیں۔ یہ عجیب حالت دیکھ کر فرعون اپنی قوم سے کہتا ہے کہ تم نے میری قدرت اور میرا اقبال دیکھا؟ کسطرح دریائے قلزم نے مجھے رستہ دیا ہے اور اپنی بارہ سڑکیں میرے لئے تیار کر رکھی ہیں۔ اور اے میری قوم! یہ اس لئے دریا نے مجھے رستہ دیا ہے کہ میں اپنے دشمن کا تعاقب کرکے اسے زندہ پکڑ لوں اور اس لئے اگر وہ غرق ہو جاتے تو میری سزا سے محروم

رہتے ہیں۔ یہ سنکر ہامان نے چپکے سے کہا کہ اے فرعون! یہ کیا بکواس کر رہا ہے؟ تو نہیں جانتا کہ یہ غیبی سڑکیں صرف موسیٰ کے لیے اُس کے معبود نے تیار کی تھیں۔ پس وہ اپنی قوم کو لے کر دریا سے عبور کر گیا۔ افسوس تو نے یہ خیال کیا کہ یہ سڑکیں تیرے لئے تیار ہوئی ہیں۔ دیکھ خبردار ان سڑکوں پر چلنے کا ہرگز نام نہ لیجو! تو اور تیری قوم سب ڈوب جائے گی۔ ہامان کا یہ کہنا فرعون کی سمجھ میں آگیا اور اُسی وقت اس نے اپنا گھوڑا کنارے سے ہٹانا چاہا ادھر جبریل علیہ السلام بموجب حکمِ ربی ایک خوبصورت گھوڑی پر سوار ہو کر فرعون کے پاس آئے۔ اور اپنی گھوڑی کو لے کر اُس کی برابر سے نکلے پس فرعون کا گھوڑا ایک خوبصورت گھوڑی کی بُو پاتے ہی اُن کے پیچھے ہو لیا جسے فرعون ہر چند روکتا ہے لیکن گھوڑا نہیں رُکتا۔ یہاں تک کہ جبریل کی گھوڑی کے پیچھے پیچھے وہ اس سڑک پر کود گیا ادھر تمام لشکر نے پیچھے سے دیکھا کہ فرعون کا گھوڑا سڑک پر آگیا یہاں سے وہاں تک تمام فوج و سپاہ ان سڑکوں پر اُترنی شروع ہو گئی۔ اور ان سب کے پیچھے حضرت میکائیل نے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر سب کو ہدایت کرنی شروع کی کہ "چلو!" فرعون کا گھوڑا دریائی سڑک پر اُتر گیا۔ تم بھی چلو اور جلدی چلو۔ غرضکہ جب فرعون اور یہاں سے وہاں تک ساری قوم اور اُس کی تمام فوج و سپاہ دریا میں اُتر گئی۔ تو اب فرعونی لوگ رستہ چلے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ حقیقت میں فرعون ایسا ہی قدرت والا ہے کہ آج قلزم نے بھی اُس کو راستہ

دے دیا۔ اور اسی طرح ایک روز اُس نے بہت زور شور کا مینہہ بھی برسایا تھا۔

ناظرین! کوئی ان سے پوچھے کہ اُس مینہہ برسنے والے روز فرعون نے ایک تحریر پر دستخط کئے تھے کہ جو غلام اپنے آقا کی نہ مانے اُسے بحرِ قلزم میں ڈبو دیا جائے۔ پس آج وہی تاریخ تو آگئی ہے۔

القصہ جب فرعون اور اس کی تمام فوج و سپاہ ان سڑکوں پر چلتے چلتے بیچ منجدھار میں پہنچ گئی تو ؎

حکم صادر ہو گیا قلزم کے نام ۔۔۔ آج ہے دشمن سے وقتِ انتقام

اب نہیں اک سانس کی مہلت اسے ۔۔۔ جلد تر اے بحرِ قلزم لے اسے

حکم میرا مدتوں اس پر رہا ۔۔۔ ظلم اس کے مدتوں دیکھا کیا

اب بھی آئے باز یا اب بھی ڈرے ۔۔۔ اب بھی یہ توحید پر میری چلے

باز یہ لیکن ذرا آیا نہیں ۔۔۔ اور نہ سمجھا مجھ کو ربُّ العالمیں

آج بس قہری تجلی اس پہ ہو ۔۔۔ ہر طرف سے موت چھائی اس پہ ہے

بحرِ قلزم! کر نوالہ اس کا تُو ۔۔۔ کر مری فرمانبری کی جستجو

مل گئیں قلزم کی دیواریں تمام ۔۔۔ غرق دریا ہو گئے سب خاص و عام

ایک بھی اُن میں نہیں باقی بچا

آسماں پانی کا اُن پر آ پڑا

مفسرین و مورخین لکھتے ہیں کہ اب جو پانی کی وہ عالیشان دیواریں فرعون اور فرعونیوں پر گری ہیں۔ "اَلْعَظَمَةُ لِلّٰهِ" یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گر رہے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے "فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ" یعنی دریا کا ریلا اُن پر جو کچھ آیا سو آیا۔

نظم

بحرِ قلزم میں ہے اک محشر بپا — جب کہ قہری تجلی خدا
جس سے ہے بےچین قلزم اس قدر — تلملاتا ہے پڑا وہ سر بسر
خائف و لرزاں ہے اُس معبود سے — جس کی اک ادنیٰ سی یہ مخلوق ہے

فرعون کے غوطے

جب فرعون اور اُس کے لشکر پر پانی کی دیواریں گرنی شروع ہوئیں تو فرعون سمجھ گیا کہ میں ہلاک ہوا۔ اُدھر فرعون نے یہ خیال کیا اُدھر جبریل نے فرعون کا ایک دستخطی حکم لکھا ہوا دکھایا یہ کہ "جو غلام اپنے نازبردار آقا کی نافرمانی کرے اور اُس کا حکم نہ مانے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اُسے بحرِ قلزم میں ڈبو دیا جائے فرعون"۔ چنانچہ نامہ دیکھتے ہی فرعون نے یہ کہنا شروع کیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ اپنے

کلام پاک میں نقل فرماتا ہے "حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔" یعنے جب فرعون کے سر پر ڈبا دینا پانی آگیا تو اس نے کہا کہ اب مجھ کو یقین آیا کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور اب میں بھی اسی کے فرمانبرداروں میں ہوں۔ جبریل وہاں موجود تھے۔ جنہوں نے سمندر کے تہ کی کیچڑ فرعون کے منہ میں ٹھونسنی شروع کی۔ چنانچہ کیچڑ منہ میں دیتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں۔ "آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔" یعنے اے فرعون! اب عذاب الٰہی آپہونچا تو اب ایمان لاتا ہے؟ اس سے پہلے انتہائی سرکشی کرتا رہا ہے نہیں بلکہ سن! کہ مولا تیری نسبت کیا فیصلہ فرماتا ہے۔ "فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ۔" یعنے اے فرعون! آج تیری لاش کو ہم پانی میں تیرائیں گے کہ جو لوگ تیرے بعد آنے والے ہیں اُن کو عبرت ہو کیونکہ بہت سے لوگ تیری طرح ہماری قدرت کی نشانیوں سے غافل ہو رہے ہوں گے۔

اس کے بعد فرشتوں کے نام حکم الٰہی صادر ہوا۔ "اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۔" یعنے اے ملائکہ! فرعونیوں کو سخت سے سخت عذاب میں داخل کرو۔ پھر ارشاد ہوا۔ "اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۔" وہ دریا میں غرق کیے گئے۔ لیکن درحقیقت وہ دوزخ کی آگ میں جھونک دیئے گئے نیز فرعون اور فرعونیوں پر عذاب کی کوئی حد باقی نہیں رہی کیونکہ ظلم بھی ایسے ہی کئے تھے جن کا کوئی

حد و حساب نہ تھا۔

نظم

جتنی نافرمانیاں اتنا عذاب ۔۔۔ جتنی تابعداریاں اتنا ثواب
قبطیوں کا ظلم تھا حد سے سوا ۔۔۔ اور موسیٰ کی کوئی سنتا نہ تھا
اس قلزم نے مزہ دکھلا دیا ۔۔۔ ظلم کا اُن کو نتیجہ مل گیا

فرعون کی لاش

کتب تفاسیر و تواریخ میں مرقوم ہے کہ یہاں فرعون اور اُس کی قوم دریائے قلزم میں غرق ہو گئی وہاں موسیٰ اور اُن کی قوم کو ابھی یہی دغدغہ تھا کہ مبادا فرعون کہیں اپنا جرّار لشکر لے کر نہ چلا جائے اور ہم سب کو تہہ تیغ نہ کر دے۔ چنانچہ اُن کے اطمینان کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ انتقامی کا اظہار فرماتا ہے۔ یعنی یہ کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اور یہ وہ عورت ہے کہ کہ جو قبطیوں کے ظلم سے پہاڑوں کے پتھر ڈھویا کرتی تھی جس کی مزدوری فرعون کی طرف سے ذرا نہیں ملتی تھی، غرض کہ یہ عورت اپنے بنی اسرائیلی لشکر گاہ سے پانی بھرنے کے لیے قلزم کے کنارے پر آئی۔ تو سامنے سے کیا دیکھتی ہے کہ

دریا میں ایک شاہین لاشہ بہا چلا آرہا ہے اور آتے آتے وہ شاہین لاشہ عورت کے قریب کنارے پر آکر ٹھہر گیا۔ اب جو غور سے یہ عورت دیکھتی ہے تو وہ فرعون کی لاش ہے جس کی داڑھی کے بال بال میں سچے موتی پروئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ عورت نے وہ سچے موتی مع بالوں کے نوچ لئے۔ ادھر اس نے داڑھی کے موتی نوچے ادھر ایک غیبی آواز آئی ۔؎

کیسے تجھ مفت میں ڈھونڈتی تھی تو	تجھ کو مزدوری ملی اے نیک خو
دور ہم کو بس نہ سمجھ آدمی	دیکھتے تھے ہم تیری حالت سبھی
ٹھیک ہر اک کو جزا دیتے ہیں ہم	سارے بدلے ہم چکا دیتے ہیں ہم
اپنا کچھ کھوئے گا بیشک آدمی!	ہم سے غافل ہو کے کیا لیگا کوئی
اور ہے رب السلام اپنی صفت	ہے تُعِزُّ مَن تَشَاءُ اپنی صفت

پھر بنی اسرائیل کی یہ عورت خوشی خوشی اپنی لشکرگاہ میں پہونچی اور حضرت موسیٰ اور ہارون سے فرعون کی لاش کا تمام حال بیان کیا جو اسی وقت مع سرداران قوم کے قلزم کے کنارے پر آئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت فرعون کی لاش دریائے قلزم کے کنارے پر پڑی ہے اور جانور اس کا گوشت پوست نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اللہ اللہ یہ عبرتناک سین دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ کیونکہ پورے تیس سال تک آپ نے اس کے دسترخوان پر پرورش پائی تھی۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ اے فرعون!! افسوس تجھے

ایمان نصیب نہ ہوا۔ اور انجام کار کیسی ذلت کی موت تو مرا۔ پھر آپ نے بنی اسرائیل سے خطاب کر کے فرمایا کہ یہ وہی ہے جو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی۔ یعنی میں سب سے بڑا ہوں، خدا کرتا تھا جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم اس پر عبرت لاش کو دیکھ چکے تو اب فرعون کی لاش یہاں سے تیرتی ہوئی دریا کے بہاؤ پر چلی اور قلزم کے اس کنارے پر جو مصر کی تھا۔ پہونچی تو یہاں پہلے قوم عاد و قبطی کے اسے دیکھا جو مصر میں رہ گئے تھے۔ جن میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہو رہی تھیں۔ کوئی کہتا تھا کہ فرعون مع اپنے لشکر کے ڈوب گیا۔ کوئی کہتا تھا کہ نہیں بلکہ وہ اپنے لشکر سمیت پہاڑوں اور جزیروں میں نکل گیا۔ کوئی کہتا تھا کہ اس نے شکار شروع کر دیا۔ کہ یکایک مچھیروں نے انہیں خبر دی کہ فرعون کی لاش دریا کے کنارے پر پڑی ہے جسے شک ہو۔ وہ ہمارے ساتھ چل کر دیکھے۔ اب جو بقیہ قبطیوں اور قوم عاد کے لوگوں نے آ کر دیکھا تو فی الحقیقت وہ فرعون کی لاش تھی اور چیل کوے اسکا گوشت نوچ رہے تھے پھر تو سب کو یقین ہو گیا کہ واقعہ میں فرعون کو شکست ہوئی۔ اور موسیٰ فتحمند ہو کر دریا پار اتر گئے۔ لکھا ہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس کی ہوئی۔ جس میں اس نے جو جو کچھ مظالم نہ کر دئے تھے وہ کئے اور آخر کار دنیا سے وہ نہایت ذلت کی موت مر کر ابدی جہنمی ہو گیا۔ "فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ"

~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~

نظم

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
کبھی اسکے غرے پہ انساں نہ بھولے — کرے گرم کتنے توے اور چولھے
چمک چاندنی اسکی دیتی ہے دھوکا — وہ انساں ہے جو اسکے جل میں نہ آیا
وہ مکار غدار ہے یہ خبیثہ — پھنستی ہے عشاق کو یہ ہمیشہ
پھنساتی ہے مکڑی کے جالے کی صورت
اگلتی ہے زہری نوالے کی صورت

مصر کا انقلاب

بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ مصر فرعون اور فرعونیوں سے خالی ہوگیا
تو کہا کہ اے موسیٰ ہمیں حکم دیجئے کہ ہم مصر پہونچ کر فرعون کے مال و اسباب پر قبضہ
کریں اور جو اسکا دیا ہوا اعزاز حاصل کریں۔ کیونکہ بہت دنوں ذلت کی ٹھوکریں
نے اٹھائی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی درخواست کو منظور فرمالیا ہے
حضرت یوشع کو اپنے لشکر میں سے طلب فرمایا۔ اور چوبیس ہزار اسرائیلی ان کے
ساتھ کئے اور مصر کی جانب انہیں روانہ کر دیا۔ یہ لوگ وہاں پہنچکر تمام مصر کا

فرعون پر اپنا قبضہ کیا اور تمام خزانے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں
روانہ کر دیئے اور بقیہ قبطیوں میں سے ایک قبطی کو جو موسیٰ پر ایمان لے آیا تھا
اُسے تخت پر بٹھا کر حضرت یوشع خود بھی موسیٰ علیہ السلام کے حکم کے بموجب مع چوبیس ہزار
ہمراہیوں کے حاضر ہو گئے۔ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بموجب حکم ربی یہاں
سے ملک شام کی طرف کوچ کی ٹھانی اور آپ اپنی تمام قوم کو لے کر چل نکلے
راستے میں جب سورج اپنی تیزی پر آتا تو اُن کے سروں پر ابر اپنا سایہ کرتا
تھا۔ اور جب رات ہوتی تو ایک ستون چاند کی طرح روشن ہو کر بنی اسرائیل
پر روشنی رکھتا تھا۔ اس آرام و راحت کے ساتھ بنی اسرائیل کا عظیم الشان قافلہ
منزل بمنزل رستہ طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا۔ پھر جب دریائے قُلزُم کے کنارے
کنارے تین رات دن کی راہ یہ قافلہ طے کر چکا تو چوتھے روز ایک ایسے مقام
پر پہنچے۔ جہاں پانی نہایت شور اور کھاری تھا۔ جس سے قافلہ کو سخت تکلیف
ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی جس سے وہاں کا پانی نہایت شیریں ہو گیا۔
پھر آگے روانہ ہوئے رستے میں عمالقہ ایک قوم ملی جن کے پاس بچھڑے
کی صورت میں سونے چاندی کے بُت تھے اور وہ ان کی پرستش کیا کرتے
تھے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے جب ان چمکتے ہوئے بُتوں کو دیکھا تو عوام اسرائیلیوں
کو یہ پوجا اچھی معلوم ہوئی جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمائش
کی کہ ہمیں بھی ایسے ہی بُت بنا دیجئے تاکہ ہم بھی اسی طرح پرستش کیا کریں

یہ سنکر حضرت موسیٰ علیہ السلام غصے میں سرخ ہو گئے اور فرمایا۔

"اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰھًا وَّھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ"

یعنی اے قوم! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے سوائے خدا کے کوئی دوسرا معبود بہم پہنچاؤں۔ حالانکہ اسنے تمہارے اوپر دنیا جہان سے زیادہ انعام و اکرام فرمایا۔ پس خبردار جو آئندہ ایسی بات منہ سے نکالی۔ چنانچہ بنی اسرائیل اس تنبیہ پر سخت نادم ہوئے اور توبہ کی کہ اے موسیٰ! اب ہم کبھی ایسی بات منہ سے نہ نکالیں گے۔ چنانچہ اسی وقت ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ آگے مولا فرماتا ہے:۔ "وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الآیۃ" یعنی پھر بنی اسرائیل کو ہم نے ملک شام میں ایک اچھی جگہ ٹھہرایا اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو عنایت فرمائیں اور طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ غرض کہ یہاں آکر جب بنی اسرائیل قرار سے بیٹھ گئے تو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طور سینا پر طلبی ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر پیغام ایزدی پہونچایا کہ اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو کتاب عنایت ہو گی اس کے لئے آپ کوہ طور پر تشریف لے چلیں۔ انتہیٰ

یاد فرماتا ہے وہ رب العلا	تابع فرمان ہے جسکی دو سرا
کھل گیا موسیٰ نصیبا آپکا	طور پر طلبی ہوئی نام خدا
اب تمہیں توریت دیگا وہ کریم	اب تمہیں رحمت ملیگا لیگا وہ کریم

اب تمہیں ہو گی تجلی دیکھنا	دیکھنا دیدار ربی دیکھنا
طور سینا پردہ آئینگا نظر	ڈھونڈتی ہیں جسکو نظریں سربسر
جس کی رویت کی نہیں دلمیں سہا	کیونکر دیکھو گے اُسے اے باوقار
غش نہ آجائے کہیں تمکو کلیم	کاش اتنا ضبط دے رب کریم

نور عرش ایزدی ہے اُس کا نام
دیکھنا اُس کا نہیں آسان کام

مولا کی تجلی

اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے وعدہ کیا تھا کہ میں کوہ طور سے ایک کتاب لاؤں گا جس میں فرعون اور اُس کی قوم کی ہلاکت کے متعلق تمام حالات درج ہوں گے۔ چنانچہ جب فرعون اور اس کی قوم بحر قلزم میں غرق ہو چکی اور بنی اسرائیل ایک جگہ قرار سے بیٹھ گئے تو اب حضرت موسیٰ سے انہوں نے فرمائش کی کہ اے موسیٰ آپ نے حالات بیان کرنے والی ایک کتاب لانے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں جاؤں گا اور تمہارے لئے ایسی کتاب لاؤں گا کہ استغفرلی جبرائیل علیہ السلام

نازل ہوئے اور کہا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور یہ ارشاد
کرتا ہے کہ اے موسیٰ! آج سے روزے رکھنے شروع کر دو اور پھر تیس روزے
جب پورے ہو جائیں تو کوہِ طور پر آجاؤ۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اسی دن سے
روزے رکھنے شروع کر دیئے اور وہ مہینہ ذیقعدہ کا تھا۔ پھر جب آپ تیس
روزے رکھ چکے تو معاً طورِ سینا کی طرف روانہ ہو گئے۔ اثنائے راہ میں آپ
کو اس بات سے ذرا کراہیت معلوم ہوئی روزے رکھنے کے سبب میرے
منہ میں ایک قسم کی بو پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے دانتوں میں مسواک کر لینی چاہیئے!
تاکہ بوقتِ ہمکلامی بوئے دہن نہ آڑے۔ چنانچہ مسواک سے آپ نے اپنے
دانت بالکل صاف کر لئے اور اس سے بوئے دہن بالکل جاتی رہی۔ جب آپ
مسواک کر چکے تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے
موسیٰ! اس سے پہلے تمہارے منہ میں مشک کی بو آتی تھی۔ لیکن تم نے
مسواک کر کے اس بوئے مشک کو جو پسندیدہ مولا تھی اسے کھو دیا۔ افسوس
اے موسیٰ! یہ تم نے کیا کیا۔ اچھا اب آپ کو اللہ تعالیٰ دوبارہ حکم دیتا ہے
کہ دس روزے اور رکھو تاکہ بوئے مشک تمہارے منہ میں پیدا ہو۔ آپ وہاں
ٹھہر گئے اور پھر دس روزے آپ نے از سرِ نو رکھے جسے مولا اپنے کلام
پاک میں ارشاد فرماتا ہے " وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً " یعنی ہم نے
موسیٰ سے ملاقات کرنے کا تیس رات میں وعدہ کیا تھا اور پھر ہم نے دس

اور زیادہ کر کے پوری چالیس راتیں کر دیں۔

القصہ بنی اسرائیل سے رخصت ہوتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھائی ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور ان سے فرمایا کہ میری قوم پر میری نیابت ادا کرنا اور ان سے میل جول رکھنا! کیونکہ میں توریت حاصل کرنے کے لئے کوہ طور پر جاتا ہوں۔ پس جب آپ جبل ابی سینا پر پہونچے تو ننگے پاؤں نہایت ادب سے آہستہ آہستہ چلے کہ یکایک موسیٰ نے دیکھا کہ لاکھوں لاکھ فرشتے زمین آسمان کے بیچ میں معلق قائم ہیں اور "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ" کی تسبیح فواروں کی طرح اُن کی زبان پر جاری ہے اور پھر یکایک موسیٰ کی نگاہ کے سامنے عرش معظم نظر آیا اور پھر الٰہی کیفیات و لذات ہی میں خدا سے ہمکلامی اُس وقت شروع ہو گئی۔ جس کے متعلق کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ ہمکلامی میں اس وقت چوبیس ہزار کلمات اور بعض روایتوں میں سات لاکھ کلمات آپ کو سُنائی دیئے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ پورے چالیس شبانہ روز پیارے موسیٰ سے ہمکلامی ہوتی رہی۔ پھر جب آپ کلام الٰہی کی لذت میں مدہوش ہوئے اور دُنیا و ما فیہا آپ کے ذہن سے فراموش ہو گئے تو آپ نے اُسی از خودرفتگی کے عالم میں یہ خواہش ظاہر کی۔

رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ ۝

(موسیٰ)

اے مرے معبود ربِّ ذوالجلال — اے مرے خلاق و نورِ لازوال

اے مرے رحمٰن اے ہادی مرے — اے مرے رزاق و اے معطی مرے

اک نظر میں دیکھ لوں تیرا جمال — آج بس موسیٰ کا ہے یہ ہی سوال

(مولا)

لن ترانی کی صدا آئی وہاں — یعنی موسیٰ تم میں یہ تاب و تواں

ہو نہیں سکتا کہ تم دیکھو مجھے — تاب لاؤ تم مرے دیدار سے

جو نہیں چوتھا طبق کو بھی سہا

کس طرح دیکھو گے وہ پروردگار

لن ترانی یعنی اے موسیٰ! نہیں نہیں، تم نہیں ہرگز ہرگز نہیں دیکھ سکتے ہو۔ البتہ ہم اپنا دیدار تمہیں اور دوسرے تمام ایمان والوں کو قیامت کے روز کرائیں گے اطمینان رکھو! لیکن چونکہ تم ہمارے پیارے نبی ہو اور تم نے ہمارے دیدار کا سوال کیا ہے اس لئے کچھ نہ کچھ ہم تمہارے سوال پر ضرور تمہیں خوشنود کریں گے۔ پھر فرمایا کہ اے موسیٰ! ہمارے جمال باکمال کی تاب تم نہیں لا سکتے

ہو۔ مگر ہاں ذرا اپنی نگاہ اٹھاکر جبل ابی سینا کی طرف دیکھو۔ فرماتا ہے "وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ" یعنی اے موسیٰ! تم اس پہاڑ کی چوٹی پر نظر ڈالو کہ ہم اس پر اپنی تجلی فرماتے ہیں۔ بس اے موسیٰ! اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر ٹھیرا رہا تو تم بھی ہمارا جمال دیکھ سکو گے۔ اور اگر یہ پہاڑ ہمارے دیدار کی تاب نہ لاسکا تو تم کو بھی دنیا میں سوال سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ لکھا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ کے ستر ہزار پردوں میں ایک سوئی کے ناکے کی برابر اپنے نور کو اس پہاڑ پر ظاہر فرمایا۔ اللہ اکبر

نظم

کس میں یہ طاقت ہے اور کس میں سہار
دیکھ لے جو جلوۂ پروردگار۔۔

جس مصور کی ہیں تصویریں تمام
آج وہ موسیٰ سے ہے یوں ہمکلام

دیکھ مجھ کو تجھ میں طاقت ہے اگر
ہو نہ جائے تو کہیں زیر و زبر

جل نہ جائیں یہ کہیں دشت و جبل
اپنے آپے سے نہ جائے تو نکل

سرمہ سرمہ ہو نہ جائیں یہ پہاڑ
تاب جلوے کی نہ لائیں یہ پہاڑ

الغرض اس پر تجلی جب ہوئی
تاب طاقت پھر بھلا کس شے میں تھی

سرمہ سرمہ ہو گئے سارے پہاڑ
کس طرح یہ جھیل سکتے تھے پہاڑ

گر پڑے بیہوش ہو کر بس کلیم
جن پہ تھا اللہ کا فضل عظیم

بقعۂ آتش بنے دشت و جبل
نور سے بس نار تھی گویا بدل!

موسیٰ کی غشی

تفسیر معالم میں ایک عجیب و غریب روایت یہ بھی مرقوم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جبل ابی سینا پر اپنی تجلی ظاہر فرمائی تو اُدھر حضرت موسیٰ بیہوش ہوکر گرے۔ ادھر تمام بیابان جل رہے ہیں اور جبل ابی سینا کہیں سے سُرمہ سُرمہ ہوگیا ہے اور کہیں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر وہ دُور دُور جا پڑا ہے جس میں تین ٹکڑے اس کے مدینہ کے میدان میں آکر گرے جو ایک اُحد۔ دوسرا رضوی تیسرا فانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور تین ٹکڑے مکے کے میدان میں آکر گرے جو ایک حرا دوسرا ثبیر تیسرا ثور کے نام سے مشہور ہوئے۔ نیز صاحب تفاسیر یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ تجلی کا روز یوم عرفہ اور جمعرات کی شام کا وقت تھا جس سے پہاڑوں اور جنگلوں کی یہ کیفیت ہوئی۔ اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر گئے۔ اتنے دراز عرصہ تک بے ہوش رہے کہ دوسرے روز جمعہ کی شام کا وقت آگیا۔ آگے مولا فرماتا ہے " فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا " یعنی جب پروردگار نے کوہ طور پر تجلی فرمائی تو اس میں زلزلہ آیا اور وہ چُور چُور ہو گیا اور موسیٰ غش کھاکر گر پڑے۔ پھر جب بیچارے موسیٰ ہوش میں آئے تو ڈر گئے اور تھر تھر کانپتے ہوئے اُٹھے اور حضور جل و

علی شانہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا جسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ یعنی جب موسیٰ ہوش میں آئے تو کہا کہ تیری ذات پاک ہے اور اے خداوندا میں نے جو دنیا میں بے محل اور بے موقع تیری ذات تجلی کا سوال کیا تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان لانے والوں میں پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدائے برتر واعلیٰ کی صفت وثنا بیان کرنی شروع کی اور عرض کیا مولا دنیا کی کسی چیز میں فی الحقیقت اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ تیرے جمال کی تاب لا سکے مولا میں نے اپنے اوپر بڑی زیادتی کی جو تیرے دیدار کا سوال کر بیٹھا۔ خداوندا مجھے معاف کیا جائے۔ اور مجھ پر وہی نظر رحمت ہو جیسے کہ اس سے پہلے تھی ؎

کانپتے ہیں تھر تھراتے ہیں کلیم ۔۔۔ کہتے ہیں مولا! نہیں تیرا سہیم

میری جرأت پر مجھے تو بخش دے ۔۔۔ اے میرے غفار و اے رحمٰن مرے

توبہ توبہ میری توبہ کر قبول ۔۔۔ آخرش بندہ ہوں میں تیرا رسول

اس جسارت سے ہوا ہوں شرمسار ۔۔۔ بخشنے والا ہے تو پروردگار ۔۔

آہ وزاری انکساری جب بڑھی

تب کہیں آیا یہ حکم ایزدی

توریت کا ملنا

"قَالَ يٰمُوْسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ"

یعنی اے موسےٰ! ہم نے تم کو اپنی پیغمبری اور ہمکلامی سے تمہیں عزت بخشی اور دوسرے لوگوں سے تمہیں امتیاز بخشا اور اب ہم نے جو کچھ تمہیں مرحمت فرمایا۔ وہ یعنے توریت کتاب لو اور ہماری شکر گذاری کرو۔ اس آیت کے متعلق کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ توریت حضرت موسیٰ کو یاقوت سرخ کی بڑی بڑی سات لوحوں پر لکھی ہوئی مرحمت ہوئی جن میں ہر لوح کا طول و عرض دس یا پندرہ گز کا تھا۔ اور جیسے نگینے پر نقش کندہ ہوتے ہیں اس طرح یاقوت کی بڑی بڑی تختیوں پر توریت کندہ تھی پھر ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! ان لوحوں کو اپنی قوم کے سامنے لیجا کر پیش کرو اور ان کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دو آگے فرماتا ہے "وَكَتَبْنَا لَهُ فِى الْاَلْوَاحِ" یعنی ہم نے توریت کی تختیوں پر موسیٰ ۔۔۔ اور ان کی قوم کے لئے ہر طرح کی نصیحت اور ہر ایک چیز کی تفصیل لکھدی تھی اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ اسے مضبوط پکڑے رہنا اور اے قوم بنی اسرائیل! تم اس توریت کی عمدہ عمدہ باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینا اور اگر تم نافرمانی کروگے تو ہم تم کو بہت برا گھر دکھائیں گے۔

نا فرمانی

لکھا ہے کہ توریت جب آپ کو ملی ہے تو ان سات لوحوں میں سات اونٹ کا وزن تھا جس کو صرف چار شخصوں نے حفظ کیا تھا۔ ایک حضرت موسیٰ اور دوسرے حضرت یوشع تیسرے حضرت عزیر چوتھے اپنے زمانے میں حضرت مسیحؑ نیز یہ بھی آیا ہے کہ توریت میں پوری ایک ہزار سورتیں اور ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں ہیں۔ "اَلَمْ یَعِدْکُمْ رَبُّکُمْ وَعْدًا حَسَنًا"۔ اس آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ اللہ نے توریت میں بنی اسرائیل سے اپنی نعمتیں اور اپنے انعامات دینے کے بڑے بڑے وعدے بھی کئے تھے اور علاوہ اس پر عمل کرنے کے توریت کا ادب اور احترام کرنے کی بھی کچھ تاکید تھی یعنی یہ ارشاد ہوا تھا کہ ان ــــــ کے رکھنے کے لیے سونے کے صندوق بنائے جائیں۔ اور پھر اس قبے پر ایک کو رکھا جائے۔ اور پھر ان پر ایک قبہ تیس گز لمبا اور دس گز چوڑا بنایا جائے۔ اور پھر اس قبے پر ایک سائبان تانا جائے جو پچاس گز لمبا اور تیس گز چوڑا اور قبے سے پانچ گز اونچا ہو اور پھر اس تکمیل کے بعد اس قبے کی تولیت اپنے بھائی ہارون کو دی جائے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بموجب حکم ایزدی ایسا ہی کیا۔ یعنے سونے کے صندوق بنائے اور ان پر نہایت نفیس قبہ بنوایا۔ اور گرداگرد اس کے نہایت زرین پردے لٹکائے اور اس کے اوپر سات رنگ کے ریشم کا سائبان تنوایا پھر جب وہ تیار ہو گیا تو اپنے بھائی ہارون اور ان کی اولاد کو اس کا متولی بنایا۔

لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت کے لئے کوہ طور پر گئے تو ان کے پیچھے قوم بنی اسرائیل میں ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا اور وہ یہ کہ قوم کے اکثر بچھڑے کو پوجنے لگے۔

اے خدا ظاہر پرستی سے بچا — تو ہمیں توحید علمی پر اٹھا
شعبدہ بازی سے تو محفوظ رکھ — اپنی یکتائی سے تو محفوظ رکھ

دے ہمیں توفیق اے ربُّ العُلیٰ
ہر گھڑی ہر آن کلمہ حمد تیرا

قوم کی گوسالہ پرستی

سورۂ طٰہٰ کی تفسیر میں صاحب لدنیہ سے منقول ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں سامری نام ایک شخص تھا جس نے گوسالہ پرستی کا ارتکاب کیا جس کی نسبت یہ لکھا ہے کہ جب فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کر رہا تھا تو انہیں دنوں میں سامری کہیں پیدا ہوا تھا چنانچہ پیدا ہوتے ہی اس کی ماں نے اس کو دریائے نیل کے کنارے ڈال دیا۔ وہاں خدا تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیجا کہ وہ جا کر اس کی پرورش کریں اور کھانا پینا اسے پہنچائیں۔ اس طرح سامری بڑا ہو کر حضرت

جبرئیل کو پہچانتا تھا۔ پھر جس روز کہ فرعون بحر قلزم میں غرق ہونے کے لئے چلا ہے اس سے پہلے جب کہ حضرت جبریلؑ ایک گھوڑے پر سوار حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو دریا سے عبور ہو کر رہے تھے اور جبریلؑ کا گھوڑا جہاں سے اپنا قدم اٹھاتا تھا وہاں ہری گھاس پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ سامری نے جب یہ معجزہ دیکھا تو سمجھ گیا کہ گھوڑے سوار یقیناً جبرئیل علیہ السلام ہیں فوراً اس نے گھوڑے کے قدموں کی تھوڑی سی خاک اٹھائی پھر جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے تو سامری حضرت ہارون کے پاس آیا اور کہا کہ اے ہارون! وہ مال واسباب اور وہ زر وجواہر اور وہ سونا چاندی جو قبطیوں کی غنیمت ہمارے ہاتھ آئی ہوئی ہے وہ بغیر اس کے کہ حضرت موسیٰ سے ہم اجازت حاصل کریں ہمیں اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں معلوم ہوتا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہماری قوم نہایت بیفکری سے اپنے کام میں لا رہی ہے۔ یہ سنکر حضرت ہارون نے فرمایا کہ بیشک تمہارا خیال بالکل صحیح ہے میں ابھی قوم کو منع کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت حضرت ہارون نے قوم کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے قوم! خبردار! ابھی کوئی قبطیوں کے مال میں تصرف نہ کرے بلکہ وہ تمام سونا چاندی ایک جگہ محفوظ رکھا جائے۔ جس کو قوم نے منظور کیا۔ اور تمام سونا چاندی جمع ہو گیا جس کا امانت دار سامری کو بنایا۔ سامری نے یہ مشورہ حضرت ہارون کو محض اسی غرض سے دیا تھا کہ تمام مال ومنال کسی طرح میرے قبضے میں آ جائے۔

ہائے خود غرضی تجھے میں کیا کروں — ایک عالم کے بہانے تو نے خوں

جو خرابی ہے وہ خود غرضی سے ہے — اور یہ سب ابلیس کی مرضی سے ہے

سب سے پہلے خود غرض شیطاں ہوا — شوکتِ آدم پہ یہ جل جل گیا

چاہتا تھا بس مجھے عزت ملے — اور آدم مجھ سے بس نیچا رہے

الغرض شیطاں ہے پہلا خود غرض — جس نے پھیلایا ہے یہ گندہ مرض

غرض کہ جب تمام زر و جواہر اور سونے چاندی پر خود غرض سامری قابض ہو گیا تو اس نے پوشیدہ تمام سونا گلا ڈالا۔ اور چونکہ زرگری کا کام اس کو پہلے ہی سے آتا تھا۔ سونے کا ایک بہت بڑا اور بہت خوبصورت بچھڑا بنا کر تیار کیا اور پھر اس کو جواہرات و مرصع کاری سے اتنی زیب و زینت دی کہ جو کوئی دیکھے وہ دیکھتا رہ جائے پھر جب وہ بچھڑا تیار ہو گیا تو سامری نے حضرت جبرئیل کے قدموں کی راکھ اس پر ڈالی جس کی تاثیر سے بچھڑا اسی وقت جاندار ہو گیا اور بولنے لگا۔ لیکن ابھی سامری نے اس بچھڑے کو قوم پر ظاہر نہیں کیا بلکہ ایک پر تکلف مخملی سائبان اس پر تانا اور اس کے چاروں طرف ریشمی پردے لٹکائے اور اب اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم میری اطاعت و فرمانبرداری کرو تو میں تم کو موسیٰ کا خدا بھی دکھا دوں۔ چنانچہ جاہل لوگ سامری کے کہنے میں آ گئے اور کہا کہ ضرور تمہاری اطاعت کریں گے غرض کہ سامری نے قوم سے اقرار لے کر اس کا پردہ ہٹایا۔ اب جو عوام الناس کی اس پر نظریں پڑی ہیں اور اس کی چمک دمک

اور اس کی زیب و زینت دیکھی ہے تو محو حیرت ہو گئے۔ اور اس کے آگے سجدے میں گر گئے۔ اور کہا فی الحقیقت تو ہی ہمارا خدا ہے جسے مولائے کریم اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے "وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِہٖ الایۃ یعنی موسٰی کے پیچھے اُن کی قوم کے لوگوں میں سے سامری نے سونے کا ایک بچھڑا بنایا جو بے رُوح اور جسم تھا اور بیل کی سی اس کی آواز تھی جوان کے کچھ بھی کام نہ آسکتا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اُسے پوجنے لگے "اتَّخَذُوْہُ وَکَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ہ یعنی اس کے پوجنے والے ظالموں میں سے ہو گئے۔ اس آیت کے تحت میں مفسرین لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک تہائی قوم گوسالہ پرست ہو گئی جن کی تعداد کئی لاکھ ہوتی ہے۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ۔ جب یہ سانحہ حضرت ہارون علیہ السلام کو معلوم ہوا ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ اے قوم! ہائے افسوس یہ تم نے کیا کیا ؎

ہائے اے لوگو! یہ تم نے کیا کیا ۔ ساتھ چھوڑا اُس خدائے پاک کا
جس نے تم پر فضل کیسے کچھ کئے ۔ چھوڑ بیٹھے اُس کو تم افسوس ہے
جس نے قلزم سے اُتارا تم کو پار
حیف چھوڑا تم نے وہ پروردگار

پھر حضرت ہارون نے فرمایا کہ اے قوم اب بھی توبہ کرو اور شرک کو اپنے دلوں سے نکال دو! اور اُس خدائے وحدہٗ لاشریک کے سچے بندے بنجاؤ جن

کے جواب میں وہ گوسالہ پرست کہتے ہیں کہ اے ہارون اتم اس معاملہ میں دخل نہ دو اکہ یہ ہمارا دین ایمان ہو گیا ہے اور ہماری اس پہ جان لٹی ہوئی ہے اور اگر تم ہمیں زیادہ روکو گے اور زیادہ اس بچھڑے کی توہین کرو گے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے پس اے ہارون! اب ہمارا تمہارا یہی فیصلہ بہتر ہے کہ جب تک موسیٰ نہ آجائیں تم اپنے گھر بیٹھو اور ہم اس بچھڑے کی پوجا پاٹ میں اپنا دل خوش کریں پھر جب حضرت موسےٰ آجائیں تو ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ بھی اس بچھڑے کو پوجتے ہیں یا نہیں کیونکہ سامری نے ہم کو بتایا ہے کہ یہی وہ خدا ہے جس کو موسیٰ پہاڑوں اور جنگلوں میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ پس اے ہارون! جب ہم کو گھر بیٹھے دولت مل جائے تو کیوں نہ ہم اس کی پرستش کریں۔ یہ نا امیدی کی باتیں سنکر ہارون قوم کی طرف سے مایوس ہو گئے اور قوم پر زار و قطار آنسو بہاتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اپنے خیمہ میں آگئے ؎

ہائے کیا مومن سے مشرک ہو گئے
سارے احساں گم کئے اللہ کے

کیا جہالت کے گڑھے میں گر گئے
جنتی سے دوزخی کیسے ہوئے

ہائے اے معبود یہ کیا ہو گیا!
کیا اکیلا تو انہیں کافی نہ تھا

ہائے میں موسیٰ کو دونگا کیا جواب
آکے جب دیکھیں گے وہ حالت خراب

جب کہ وہ پوچھا کریں گے کہ شمار
کیا کہوں گا اُن سے میں اے پروردگار

موسیٰ کی واپسی

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے "وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا الآیۃ"

یعنی جب موسیٰ کوہ طور سے کتاب توریت لے کر واپس آئے تو قوم کی اس شرکیہ حالت کو معلوم کر کے نہایت سخت غصے میں بھرے اور بعجلت اس پوجا پاٹ کی جگہ جہاں کہ غیر اللہ کی پرستش ہو رہی تھی پہونچے۔ دیکھا تو یہ دیکھا کہ نہایت زور شور سے ایک بچھڑے کی پرستش ہو رہی ہے اور قوم ہے کہ اُس کی پوجا میں نہایت سرگرم ہے یہ حالت یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ کو اور بھی زیادہ جلال پیدا ہوا جس سے آپ کے ہاتھ پاؤں تھر تھر کانپ رہے ہیں اور آنکھیں حضرت کی سُرخ ہو گئی ہیں جن میں سے آنسو کی لڑیاں بہہ رہی ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے قوم! افسوس مجھے کچھ بہت روز بھی تو نہیں گذرے صرف چالیس دن ہی ہوئے کہ تمہارے پاس واپس آگیا ہوں اور تمہارے لئے ایک عجیب وغریب آسمانی کتاب لایا ہوں اور تمہارے ظلم وستم کہ اتنے جلدی تم بگڑ گئے اور میرے معبود کی توحید سے منہ موڑ بیٹھے! قوم سے یہ کہہ کر حضرت موسیٰ اپنے بھائی ہارون! کی طرف چلے اور غیظ میں آکر فرمایا "أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي" اے ہارون! تو نے میری وصیت نہ مانی! اور میری قوم کو گمراہ ہونے دیا! یہ کہتے ہی اپنے بڑے بھائی ہارون

کا سر اور داڑھی پکڑ لی۔ اور اپنی طرف زور سے کھینچا اور فرمایا کہ تو نے میری قوم کو شرک سے نہ روکا۔ ناظرین! خدا تعالیٰ کو اور تمام پیغمبروں کو مخلوق کے شرک کرنے سے اتنی اذیت ہوتی ہے۔ جیسا کہ یہ مضمون ظاہر کر رہا ہے ۔

کانپتے ہیں غیظ میں پھر تو کلیم ۔۔۔ قوم میں جو دیکھا ہوا کار سقیم
زور سے داڑھی پکڑ لی بھائی کی ۔۔۔ اور غضب و غصے کی حد نہ تھی
ہائے تو نے کیوں نہ روکا قوم کو ۔۔۔ کیوں گیا تو اس قدر غفلت میں سو
قہر ربی سے ڈراتا تو اگر ۔۔۔ قوم پھر ہوتی نہ یہ زیر و زبر
کیوں نہ دوزخ سے ڈرایا انکو حیف ۔۔۔ کیوں نہ رستہ پہ لگایا ان کو حیف
کیوں نہ فوراً پاس تو میرے گیا ۔۔۔ کیوں نہ جا کر طور پہ مجھ سے ملا
رو کے پھر ہارون نے ان سے کہا ۔۔۔ رحم کیجئے میرے ماں جائے ذرا

يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي الآية ۔ پ ۱۶

مت پکڑ داڑھی مرے اے بھائی تو ۔۔۔ کر نہ رسوا آج مجھ بیچارہ کو
قوم میں رسوا نہ کر مجھ کو اخی ۔۔۔ خاک میں مل جائے گی عزت مری
عذر میرا سن کے پھر فرمایئے ۔۔۔ جس قدر بھی چاہے غصہ لایئے
میں نے روکا روکنے کا حق نہیں ۔۔۔ تاکہ یہ توحید پر قائم رہیں

نارِ دوزخ سے ڈرایا جس قدر
اُتنے ہی ہوتے گئے یہ بس نڈر

اور پھر حضرت ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے بھائی! جب میں نے ان کو بہت سمجھایا اور بہت ڈرایا تو انہوں نے کہا کہ اے ہارون! اگر تم ہمیں زیادہ روکو گے تو ہم تم کو قتل کر دیں گے۔ بس اس خوف سے میں اپنے خیمے میں چھپ بیٹھا اور آپ کے پاس اس لئے نہیں گیا کہ مبادا آپ مجھ سے فرماتے تو بنی اسرائیل کو اکیلا چھوڑ کر کیوں چلا آیا۔ کیونکہ چلتے ہوئے آپ فرما گئے تھے کہ قوم کو اکیلا ہرگز نہ چھوڑنا اس لئے میں نے قوم کو سختی سے نہیں روکا۔ اس لئے میں آپ کے پاس نہیں گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے بھائی ہارون کے عذرات سنے اور باوجود بڑے ہونے کے ہارون کی لجاجت پر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کیونکہ آخر حقیقی بھائی تھے۔ اور ہارون آپ سے چار سال بڑے تھے۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں والدین کا نقشہ کھنچ گیا۔ اور فوراً بڑے بھائی ہارون کا سر اور داڑھی چھوڑ دی۔ اور پھر فرمایا کہ اے اخی ہارون! یہ توحید و شرک کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں بھائی بندی کوئی شے نہیں ہے۔ مگر خیر اچھا۔ تم عذر معقول پیش کرتے ہو اس لئے عفو کرتا ہوں۔ اس کے بعد جناب کلیم اللہ قوم کی طرف مخاطب ہوئے اور نہایت سختی سے

انہیں للکارنا شروع کیا اور کہا کہ اے قوم! یہ تم نے اپنی جانوں پر کیا ظلم کیا؟ کہ خدائے واحد کو چھوڑا اور ایک بچھڑے کو پوجنے لگے۔ اے قوم! افسوس میں تم سے چالیس روز کی اجازت لے کر تمہارے لئے توریت لینے گیا مگر تم میرے پیچھے موحد سے مشرک ہو گئے۔

اے میری امت یہ تم کو کیا ہوا ‏ ‏ سچ کہو کس بات میں دھوکا ہوا
کیوں پرستش غیر کی کرنے لگے ‏ ‏ کیوں مسلماں ہو کے تم کافر بنے
کیا تمہیں پوجا خدا کی بس نہ تھی ‏ ‏ بت پرستی کیوں تمہیں اچھی لگی
اس خدا کو تم نے چھوڑا ہائے ہائے ‏ ‏ جس کا بیٹا کا را کہیں بخشا نہ جائے

شرک سے وہ اس قدر بیزار ہے۔
بخشنا مشرک کا اس کو عار ہے۔

غرض کہ موسیٰ علیہ السلام سے یہ جگر افگار فقرے سن کر بنی اسرائیل ڈر گئے اور سب کے سب کانپ اٹھے اور سب نے بالاتفاق کہا کہ اے موسیٰ آپ کے اس فرمان سے ہمارے دل ہل گئے اور ہم اپنے پروردگار کی حضوری میں توبہ کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ آیندہ کبھی ایسا نہ کریں گے موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ خداوندا ان کی تقصیر معاف فرما کہ یہ شرک سے توبہ کرتے ہیں اور اس بچھڑے سے بیزار ہوتے ہیں۔ الٰہی! یہ لوگ سامری کے بہکانے سے بچھڑے کی پوجا کرنے لگے تھے۔ اب یہ توبہ کرتے

ہیں۔ ادھر حضرت موسیٰ نے اُن کی سفارش کی اور ادھر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اے موسیٰ! رب العزت آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد کرتا ہے کہ موسیٰ تمہاری قوم نے کوئی ہلکا جرم نہیں کیا ہے بلکہ اُنہوں نے شرک کیا ہے شرک۔ اب اس کی تو یہی ہے کہ یہ لوگ اپنے ہاتھوں آپ قتل ہوں اور دم نہ ماریں۔ کیونکہ ہماری سرکار میں شرک سب سے زیادہ ظلم اور سب سے بڑھا ہوا جرم ہے اور وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۔ یعنی ؎

شرک ہی دُنیا میں کیا جو ظُلم ہے — جس کے ہم پلہ نہ کوئی جرم ہے
ساری باتیں عفو ہیں انسان کی — اس میں بس توہین ہے رحمٰن کی

ہر کبیرہ کو وہ کرتا ہے معاف
شرک کے بارے میں فرماتا ہے صاف

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ
یعنے شرک کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور ما سوا اس کے جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمائے گا۔

نظم

اے بشر اے اشرف المخلوقِ کل — عقل تجھ کو دی گئی ہے اے رجل
کام تو نے عقل سے پھر کیا لیا — شرک سے اُس کے نہ تو جب بچ سکا

جب کہ ہر دشمن سے تو بچتا رہا — دشمن جاں کو لیا دل میں بٹھا
سب سے بڑھ کر ہے یہی تیرا عدو — شرک سے بیزار رہ اے نیک خو
غیظ میں ہوتی ہے ذات مطلقا — دیکھو اسرائیلیوں پر کیا ہوا

قتلِ عام

حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہ خوفناک اور سخت ترین توبہ معلوم کر کے حضرت موسیٰ اپنی قوم کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ اے لوگو! اب تمہاری توبہ کے بارے میں مولا فرماتا ہے "یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ" الاٰیۃ یعنی اے قوم! تم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا کہ انسان ہو کر ایک بچھڑے کو پوجا۔ بس اب خیر تمہاری اسی میں ہے کہ تم اپنے پروردگار کی جناب میں توبہ کرو! اور توبہ کیسی؟ ایسی کہ جس میں اپنی جانوں کو قتل کر دو! چنانچہ یہ حکم ایزدی حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو سنایا کہ اے قوم! میں نے تمہاری توبہ کے بارے میں عرض کیا تو وہاں سے یہ جواب ملا کہ وہ بچھڑا پوجنے والے اس طرح توبہ کریں کہ ہماری رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ پس اے قوم! اب اگر تم خدائے ذوالجلال کے عذاب اور ہمیشہ کی جہنم سے بچنا چاہتے ہو تو اس

توبہ پر عملدرآمد کرو۔ اور اپنی جانیں قربان کرو۔ بنی اسرائیل چونکہ توبہ کی طرف مائل ہو ہی چکے تھے۔ نہایت خوشی سے اس سخت ترین قتال کی توبہ کی۔ اور کہا اے موسیٰ! ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم سے تھوڑی دیر تکلیف برداشت کرلینی آسان ہے نیز اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے ہمیں اپنی جانیں اُس کی راہ میں کردینی چاہئیں۔ یہ کہہ کر ایک بڑے وسیع میدان میں لکھو کھا بنی اسرائیل جمع ہونے شروع ہوئے۔ اور تمام جوان بوڑھے اپنے قتل ہونے کے لیے دریا کی موجوں کی طرح اُمڈے چلے آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ تمام گوسالہ پرست آگئے۔ حکم دیا اے لوگو! تم اپنے مولا کی حضوری میں پاک صاف ہو کر چلنے کے لیے تیار ہوجاؤ! اور اب حکم ایزدی میں دیر نہ لگاؤ! اور سب کے سب صفیں باندھ کر دو! اور بیٹھ جاؤ اور سب اپنی اپنی گردنیں نیچی کرلو! ایسا نہ ہو کہ تمہارے بھائیوں کی تلواریں تمہارے گلے کاٹنے میں بسبب محبت کے رکیں۔ اور وہ اپنا کام نہ کرسکیں۔ پھر جب آپ نے دیکھا کہ بچی تائب قوم یہاں سے وہاں تک نیچی گردنیں کرکے اپنے مولا سے ملنے کے لیے بیٹھ گئے تو آپ نے اپنے بھائی ہارون کو حکم دیا کہ تم بارہ ہزار آدمی اپنے ساتھ لو۔ اور نہایت تیز تیز تلواریں ان بارہ ہزار آدمیوں کے ہاتھوں میں دو! اور پھر ایک سرے سے میری اس تائب اُمت کو مولا کی رضامندی میں قتل کرنا شروع کرو! چنانچہ اب جو بارہ ہزار تلواریں چلنی

شروع ہوئی ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ قاتلوں اور تلوار چلانے والوں
کے ہاتھ رُک رُک کر چل رہے ہیں۔ اور یہ اس لئے رُکا رہے ہیں کہ بیٹا مقتول
ہے اور باپ قاتلوں میں۔ اور کہیں باپ مقتولوں میں ہے اور بیٹا قاتلوں
میں۔ اُسی وقت حضرت موسیٰ نے دُعا کے لئے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور عرض
کیا کہ مولا! اگر حضور کو ان سے یہ کام لینا منظور ہے تو اس وقت کسی اندھیرے
کو مسلط فرما دیجئے تاکہ اس اندھیرے میں یہ اپنا کام کر سکیں ورنہ میں دیکھتا ہوں
کہ باہمی محبت کے سبب ان کے ہاتھ رُک رہے ہیں۔ موسیٰ نے یہ دُعا ہی کی تھی
کہ اُسی وقت سورج کو گہن لگ گیا اور عالم میں بالکل اندھیرا طاری ہو گیا۔ اب
تو بے دھڑک قتل عام شروع ہو گیا یہاں تک کہ صبح سے دوپہر ہو گئی
اور خون کے دریا بہنے لگے۔ جب موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون نے اُس اندھیر
میں شائیں شائیں تلواروں کی آوازیں سُنیں بے چین ہو گئے۔ اور اپنی بھولی
معصوم قوم کے لئے ان کا دل بھر آیا۔ اور اسی وقت روتے ہوئے حضرت
موسیٰ ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور سر کا عمامہ پھینک دیا اور سجدے میں جا کر
فریاد کی کہ مولا رحم کر! خداوندا! تلواروں کی آوازیں یہ بتا رہی ہیں کہ تیرے
بندے اس وقت تک ستر ہزار قتل ہو چکے ہیں۔ اے میرے مولا! اب مجھ
سے نہیں دیکھے جاتے۔ چنانچہ موسیٰ کی مناجات سے تمام آسمانوں کے دروازے
کھل گئے اور اس تمام قتال بنی اسرائیل پر ملائکہ چیخ اُٹھے کہ مولا! موسیٰ

اور ان کی قوم پر رحم فرما دیجئے! اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دیجئے! ادھر ملائکہ کی یہ فریاد، اُدھر موسیٰ کی یہ مُناجات ہے ؎

رحم فرما اے خدائے دو جہاں ۔ رو رہے ہیں ان پہ زمین و آسماں

سامری کے دام میں یہ آ گئے ۔ جس کا یہ بدلہ بخوبی پا گئے

اب مگر تیری محبت کے لئے ۔ کیسی جانیں دے رہے ہیں شوق سے

بخش دے ان کی خطا اے کردگار! ۔ قتل اب تک ہو چکے ستر ہزار

فی الحقیقت جرم یہ ایسا ہی تھا ۔ غیر کی پوجا کی ہے یہ ہی سزا

اب تیری درگاہ میں یہ جھک گئے ۔ شرک سے اپنے یہ بس تائب ہوئے

غیر کے آگے جھکیں جو گردنیں ۔ اب تو بس تائب ہوئیں وہ گردنیں

تائبوں کے خون سے دریا بہے ۔ جو بچے ہیں ان کو مولا بخش دے

ہو گئی مقبول موسےٰ کی دُعا ۔ یوں ہوئی فرمانِ عرشِ معلےٰ سے ندا

منتظر تھے ہم تری فریاد کے ۔ کب سفارش اُن کی تو ہم سے کرے

وہ کئے ان کو کہ بخشش ہو گئی

اور مُبدل ہو گئی رحمت مری

سامری کو سزا

جب بنی اسرائیل کے ستر ہزار آدمی قتل ہو چکے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے باقیماندہ کی تقصیر معاف ہوئی جن میں لاکھوں آدمی تھے۔ یہ جو کچھ ہوا ہوا لیکن ابھی اصل مجرم باقی ہے کہ اس سے ہنوز کوئی بدلہ نہیں لیا گیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے سامری کو طلب فرمایا جو مع بچھڑے کے حاضر کیا گیا۔ پہلے تو حضرت موسیٰ نے اس بچھڑے کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور پھر اسی طرح سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ارادہ فرمایا۔ چاہتے تھے اسے قتل کریں کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نمودار ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد کرتا ہے کہ اسے سمرقی ہم اس کی سفارش کرتے ہیں کہ تم اسے قتل نہ کرو بلکہ اسے یوں ہی چھوڑ دو یا کم از کم اس کا دیس نکالا کر دو۔ اور اسے موسیٰ! تم جانتے ہو کہ ہم اس کی کیوں سفارش کر رہے ہیں؟ محض اس لئے کہ یہ سخی ہے اور ہمارے بندوں کو نفع پہنچاتا ہے۔

ہیں سخی کے ہم محافظ اے کلیم
وہ مرا بندہ ہے اور ہیں اس کا کریم

نفع پہونچاتا ہے جو انسان کو
وہ ہی خوش کرتا ہے بس رحمٰن کو

زندگی کرتے ہیں ہم اس کی دراز
جو کرے مخلوق سے عجز و نیاز

جناب موسیٰ علیہ السلام اس اولوالعزم سفارش سے بےحد متاثر ہوئے اور سامری سے فرمایا کہ تو محض سخاوت کی وجہ سے بچ گیا ورنہ میں آج تجھ کو بڑی سخت سزا دیتا خیر اب تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ تو یہاں سے نکل جاؤ! اور خبردار جو پھر آئندہ ادھر کا رخ کیا۔ نیز تجھ کو یہ بھی واضح رہے کہ آج سے تو ایک پوشیدہ عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ وہ یہ جس آدمی سے تیرا جسم چھو جائے گا اس لئے تجھ لو چاہیئے کہ آج سے تو کسی انسان سے معانقہ یا مصافحہ نہ کرے اور سب سے الگ رہے چنانچہ لکھا ہے کہ تمام لوگ اس سے بھاگتے تھے اور سانپ بچھو کی طرح اس سے ڈرتے تھے اور وحشیوں کی مانند سنسان جنگلوں میں پڑا پھرتا تھا۔ تفسیر مدارک میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ یہی آدم بیزار وحشی لوگ اب تک اس کی اولاد میں سے چلے آتے ہیں۔

"اللھم احفظنا"

نظم

زندگی نکلی تو وہ کس کام کی | جب کوئی صورت نہیں آرام کی
قوم کا گمراہ کرنا ہے ستم | وہ جہاں کا ہے اس میں اثم
سامری نے شرک سکھلایا تو کیا | قوم نے بچھڑے کو پھر پوجا تو کیا
مل گئی دونوں کو وہ کافی سزا | جس کا سکہ تا قیامت جم گیا
شرک سے محفوظ رکھے کردگار | یہ وہ آفت ہے نہیں جس کا شمار

ایک خوفناک ہلاکت

وَاخْتَارَ مُوْسٰى مِنْ قَوْمِهٖ

یعنے موسٰے نے ہمارے وعدے پر لاکر موجود کرنے کے لئے اپنی قوم سے ستّر آدمی منتخب کئے۔ آیت کے متعلق تفسیر در ایں مرقوم ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو حضور ربُّ العزت کا یہ پیغام پہنچا کہ اے موسٰے! تم اپنی قوم کے منتخب لوگوں کی ایک جماعت کو لے کر کوہِ طور پر حاضر ہو جاؤ! تاکہ ہم ان کو گوسالہ پرستی کے بارے میں کچھ اور تنبیہ فرمائیں۔ چنانچہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستّر آدمی ایسے کہ جو تمام قوم کے خلاصہ اور لب لُباب تھے جمع کئے اور اُنہیں اپنے ساتھ لے کر کوہِ طور کی جانب روانہ ہو گئے یہ ستّر آدمی وہ ہیں کہ جو اپنی زیادتی عقل کی وجہ سے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ممکن ہے اللہ تعالٰی نے موسٰی سے کلام نہ کیا۔ اور موسٰی صرف ہمیں خوشنود کرنے کے لئے فرما دیتے ہوں۔ غرضیکہ یہ ستّر آدمی کوہِ طور پر پہنچے جہاں یکایک ایک ابرِ نورانی نظر آیا جو مُوسٰی کے آگے آن کر حائل ہو گیا جس کو تمام لوگ دیکھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر تو حضرت موسٰے اس ابر کے سامنے کھڑے رہے اس کے بعد آپ اس ابر کے پردے میں غائب ہو گئے۔ یہ کیفیت دیکھ کر تمام سرداران قوم سجدے میں

گر پڑے اور سجدے ہی میں انہوں نے کلام ربانی سنا جو موسٰی سے شروع ہو گیا تھا نیز یہ بھی سنا کہ اس کلام مسرت التیام میں اپنے بندے موسٰی کو بیشمار نصیحتیں ہو رہی تھی. جس کی لذت سے یہ لوگ از خود رفتہ ہو گئے. جب تھوڑی دیر میں انہیں ہوش آیا تو یہ اٹھے اور دیکھا کہ نہ تو کلام خداوندی ہے. اور نہ وہ نورانی ابر ہے بلکہ حضرت موسٰی علیہ السلام ان کے سرہانے کھڑے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ اے میری قوم کے سربرآوردہ لوگو! تم نے دیکھا اور میرے مولا کا کلام سنا؟ جن کے جواب میں وہ تیز عقل والے کہتے ہیں کہ ہاں بیشک ہم نے تو کلام سنا لیکن کلام کرنے والے کو نہیں دیکھا. موسٰی! ہمیں اس وقت باور ہو کہ آپ ہمیں اس کلام کرنے والے کو بھی دکھا دیں. پس ادھر کلام کرنے والے کو دیکھنے کی قوم نے خواہش کی. اُدھر کوہ طور کی جانب سے ایک زلزلہ آیا اور اس شدت سے ایک بجلی چمکی کہ یہ ستر کے ستر جل کر خاک سیاہ ہو گئے اور ان عقلاء کو ان کی گستاخی کی پوری سزا مل گئی. موسٰی علیہ السلام یہ واقعہ دیکھ کر چلا اٹھے اور کہا خداوندا! یہ کیا ہے؟ جسے وہ اپنے کلام میں نقل فرماتا ہے۔

فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ۔ الآیۃ

یعنی جب کوہ طور پہ موسٰی کی قوم کو زلزلے نے ہلاک کر دیا تو موسٰی نے کہا کہ خداوندا! اگر تو چاہتا تو مجھ سمیت ان لوگوں کو پہلے ہی سے ہلاک کر دیتا

خداوندا ہم میں جو لوگ نادان ہیں وہ کوئی ناسمجھی کی بات کر بیٹھیں تو کیا ہم کو ہلاک کر دے گا؟ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ یعنی لاڈلے موسیٰ فرماتے ہیں کہ بس تو معلوم ہوا کہ یہ سب تیرے ہی کرشمے ہیں۔ اور تو جس کو چاہتا ہے گمراہ ہوتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ ہمارے موسیٰ نے فوری غصے میں آکر یہ فقرے کہنے کو تو کہہ دیئے۔ لیکن پھر عظمت خداوندی اور اس کی شوکت وجبروت کی طرف جب خیال گیا تو موسیٰ پانی پانی ہو گئے۔ اور نہایت عاجزی سے عرض گزار ہوئے۔

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ؁

عفو فرما دے الٰہا العالمین	کیونکہ تو ارحم ہے مولا بالیقیں
بخشنے والا خطاؤں کا ہے تو	درگزر کی ہے انوکھی تیری خو
تیری رحمت کے سمندر ہیں رواں	نیک و بد سے تجھکو کیا سود و زیاں
تو ہے وہ جو دو سخا والا کریم	دونوں عالم میں نہیں جس کا سہیم

قوم سے ہو گی مجھے شرمندگی
بخش میری قوم کو تو زندگی

غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد و ثنا کرنے کے بعد عرض کیا کہ مولائے کریم! میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ تمام قوم بنی اسرائیل میں سے عمائد لوگ منتخب کر کے لایا تھا۔ جو یہاں آکر اپنی کم نصیبی و جہالت و

گستاخی کے سبب ہلاک ہو گئے۔ پس اے میرے مولا! اب میں اپنی قوم کو جا کر کیا منہ دکھاؤں گا اور انہیں کیا جواب دوں گا۔ آہ جب وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ موسیٰ ہمارے بزرگان قوم کہاں گئے؟ پھر جب اس کا میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا تو یقیناً میری قوم مجھے ہلاک کر دے گی۔ خداوندا! آج میری عزت تیرے ہاتھ ہے اور تو ہی ان کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ پیارے موسیٰ کی مناجات درِ اجابت کو پہنچی اور قبول ہوتی ہے۔ اور وہ ستر کے ستر عابدین بنی اسرائیل زندہ ہو کر کلمہ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں

نظم

کس قدر قادر ہے اے خلاق تو ۔۔۔ تو نے پیدا کر دیئے سب ہو بہو
تجھ کو کچھ مشکل نہیں اے کردگار ۔۔۔ قادر مطلق ہے تو پروردگار
تو ہی ہے بس مالک موت و حیات ۔۔۔ خالق چودہ طبق ہے تیری ذات
کن میں یہ ستر کے ستر جی اٹھے ۔۔۔ تو کیا چودہ طبق پیدا کیے

حشر میں ہوگی یہی کن کی ندا
ذرہ ذرہ جی اٹھے گا خلق کا

جنگ عمالقہ

جب حضرت موسیٰ معہ سرداران قوم کے واپس ہو گئے تو اس کے بعد آپ کے نام حکم خداوندی آیا کہ موسیٰ! عمالقہ یا قوم جبارین کو جا کر ہمارا پیغام توحید پہنچاؤ! پس اگر وہ نہ مانیں تو ان سے مقابلہ کرو اور ارض مقدسہ کو ان سے پاک کر دو اور ان کے بڑے بڑے قد و قامت اور نہایت لحیم شحیم ہونے کو ذرا دل میں خیال نہ کرو کیونکہ وہ قد و قامت میں بڑے ہیں مگر ان کے دل نہایت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں پھر ان کے مقابلے میں تمہارے ساتھ خدا تعالیٰ کی آسمانی نصرت شامل رہے گی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت جنگ کی تیاری شروع کی اور اپنی قوم کے بارہ لشکر تیار کیے اور ہر لشکر میں ستر ہزار جوان شامل کیے اور پھر سب سے وفاداری و جاں نثاری کا عہد و پیمان لیا جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ الآیۃ

یعنی موسیٰ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا۔ اور ہم لشکروں کے بارہ سپہ سالار مقرر کیے اور پھر موسیٰ علیہ السلام اس عظیم الشان لشکر کو لے کر قوم جبارین کے مقابلے کے لئے چلے۔ جب موسیٰ اور ان کا لشکر قوم عمالقہ کے ملک میں داخل ہوا تو بارہ لشکروں میں سے ایک ایک شخص نقیب کیا اور ان بارہ نقیبوں

کو اپنا مقدمۃ الجیش بناکر عمالقہ کی تیاری اور اُن کے حالات معلوم کرنے کے لئے آگے روانہ کیا اور باقی تمام لشکر کو اُن کے پاس آنے تک قیام اور مقام کا حکم دے دیا۔ اور اب یہ بارہ نفوس وریافت حال کے لئے قوم جبارین کے حدود میں داخل ہوئے پھر جب چلتے چلتے اُن کے دارالامارت کے قریب پہونچے تو بیرون شہر قوم عمالقہ میں ایک اتنا لمبا چوڑا آدمی نمودار ہوا جس نے اُن کے بارہ کے بارہ کو اپنے دامن میں رکھ لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے کر انہیں چھوڑ دیا۔ اور کہا اے بادشاہ! یہ چوہیاں تجھ سے تیری زمین چھیننے کے لئے تیرے ملک میں بھٹک آئی ہیں۔ اور ان کا ایک عظیم الشان لشکر بیرون شہر خیمہ زن ہے۔ یہ سنکر شاہ عمالقہ ہنسا اور پھر اُس نے نہایت نخوت کے ساتھ ناک بھوں چڑھاکر اُن کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ یہ بھنگے ہمارا کیا کر سکتے ہیں۔ انہیں چھوڑ دو! لکھا ہے کہ اُن کے شہر کے متصل چھ باغات تھے۔ اُن میں ایک ایک انار اتنا بڑا تھا جس سے دو ایک آدمیوں کا پیٹ بھر جاتا اور ایک ایک انگور کا خوشہ اتنا بڑا کہ جسے ایک آدمی مشکل سے اُٹھا سکے۔ غرض کہ یہ بارہ آدمی ایک عجیب و غریب قوم کو دیکھ کر اپنے لشکر میں آئے اور قوم عمالقہ کے تمام حالات بیان کئے جسے لشکر بنی اسرائیل کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا اور انہیں نے قَالُوا مُوسٰى فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا يٰمُوسٰى إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا

یعنی اے موسیٰ ہم ہرگز ہرگز اُن کے سامنے میدان مقابلہ میں قدم نہیں رکھیں گے

بلکہ اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا ان سے جا کر لڑیں اور بس جناب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے یہ کلمات کفر سنکر سخت برہم ہوئے اور اسی وقت سجدے میں جا کر فریاد کی رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ۔ الآیۃ۔ اے مولا کریم اے بے نیاز! میں ایک اپنی ذات اور دوسرے اخی ہارون کے سوا کسی پر اپنا اختیار نہیں رکھتا ہوں۔ اور اے میرے مولا! چونکہ اب یہ لوگ میرے قبضے کے نہیں رہے لہذا مجھ میں اور ان میں جدائی ڈال دے۔ کیونکہ اب یہ تیرے فرمان سے باہر ہو گئے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ کی اس مناجات پہ ایک غیبی آواز آتی ہے جس کو تمام بنی اسرائیل اچھی طرح اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔ وہ یہ کہ اے قوم بنی اسرائیل! تم کب تک میری نافرمانیوں کے مرتکب ہوتے رہو گے؟ اور کب تک ہماری نعمتوں سے انکار کرتے رہو گے۔ نیز تم کو یہ بھی اندیشہ نہیں کہ بس طرفۃ العین میں تم کو ہلاک کردوں گا۔ اور موسیٰ کی اولاد کے لئے تم سے بہتر ایک قوم پیدا کروں گا۔ یہ عتاب آمیز خطاب سنکر حضرت موسیٰ اپنی قوم کیطرف سے پھر مغموم ہوئے اور پھر ان کے لئے سفارش کی کہ اے مولائے کریم عفو فرمائیے اور ان کے قصور سے درگذر فرما! چنانچہ اسی وقت فرمان الٰہی صادر ہوا کہ موسیٰ! ہم نے انہیں معافی دی اور بخشا لیکن چونکہ تم نے اپنی دعا میں انہیں فاسق کہا ہے اس لئے میں بھی قسم اپنی عزت و جلال کی ہم بھی انہیں ہمیشہ جنگلوں ہی میں پھراتے رہیں گے اور چار نفوس ان سے الگ رہیں گے جن پر ہماری رحمت کا ملہ نازل ہوتی رہیگی

جن میں ایک موسیٰ دوسرے ہارون تیسرے یوشع چوتھے کالوب ابن قنہ ماسوا
ان کے ساری قوم "فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً" یعنی اے موسیٰ چالیس
برس تک یہ تمام کے تمام جنگلوں میں بھٹکتے پھریں گے اور انہیں آرام سے کہیں بیٹھنا
نصیب نہ ہوگا۔ اب صرف یہی چار بزرگ قوم عمالقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور باقی تمام
لوگ قید سرگردانی میں مبتلا کر دیئے گئے۔ اور سب کے سب اپنی دانست میں
آزاد ہو کر مصر کی جانب بھاگتے ہیں پھر بھاگتے بھاگتے جب صبح سے شام ہو گئی تو
اپنے آپ کو ساری قوم نے وہیں کھڑے ہوئے دیکھا کہ جہاں حضرت موسیٰ اور
ان کے تینوں رفیق درجہ عمالقہ سے جنگ کی تیاری کر رہے تھے۔ اب تو مجبور
ہوئے اور ہار کے درجہ عمالقہ کے مقابلے کے لیے صفیں باندھ کر کھڑے
ہو گئے ادھر موسیٰ اور ہارون اور یوشع اور کالوب جنگ کے لئے سینہ سپر
ہیں۔ ادھر عمالقہ نے ایک شخص جس کا نام عوج بن عنق تھا برائے امتحان حضرت
موسیٰ کے مقابلہ میں بھیجا جو اپنے سر پر ایک پتھر اٹھائے ہوئے ہے کہ موسیٰ کے
لشکر پر اسے دے مارے۔ یہاں جب یہ پہاڑ سر پر لے کر پہنچا وہاں جبریل علیہ السلام نے
آکر اس پہاڑ میں ایک چھید کر دیا جس سے وہ پہاڑ ہیکل بن کر ابن عنق کے گلے میں آ رہا۔
اسی حالت سے وہ جب حضرت موسیٰ کے سامنے آیا تو حضرت موسیٰ نے جن کا قد اپنے زمانہ
کے موافق دس گز لمبا تھا اور آپ کا عصا بھی پورے دس گز کا تھا جست کر کے وہ عصا
آپ نے عوج کے مارا جو عوج کے ٹخنوں میں لگا جس کی وہ . . . . تاب نہ لا سکا۔

اُسی وقت چکرا کر گرا۔ پھر تو ان تینوں رفقاء نے تلواروں سے اُس کا کام تمام کر دیا۔ بس یہی فتح موسیٰ کے لئے کافی معرکہ ہو گیا۔ اور نزول قوم عمالقہ پر آپ کو پوری فتح نصیب ہو گئی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل جنگلوں میں سرگرداں اور پریشان پھرتے رہے۔ اور اس اثنا میں انہیں کہیں آرام نصیب نہیں ہوا۔ پھر ایک روز کہیں موسیٰ ان سے ملے اور فرمایا کہ اب بھی توبہ کر لو اور اپنے فسق و فجور سے باز آؤ تا کہ مولا تم پر رحم فرما دے جس سے وہ پریشان حال رونے لگے اور ساری قوم نے جھما آنسو بہائے جس سے آپ کو ترس آگیا اور آپ اُن کا رونا نہ دیکھ سکے۔ اُسی وقت آپ نے قوم کے لئے دُعا کی چنانچہ حضور رب العزت نے بنی اسرائیل پر رحم فرمایا۔ اور اُن کی تمام تقصیریں معاف فرما دیں۔ یہاں ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بندہ دن میں ستر بار گناہ اور ستر بار توبہ کرے مولا اس کی توبہ قبول فرماتا ہے الحمد اللہ۔

نظم

واہ وہ کیسا کریم الذات ہے	عاصیوں اور تائبوں کے ساتھ ہو
گو گناہوں سے وہ ہوتا ہے خفا	توبہ کرتے ہی ہوا راضی خدا
دن میں ستر بار ہو ایسا اگر	عفو فرماتا ہے وہ رب البشر
دوستو توبہ بڑی اکسیر ہے	اس کے خوش کرنے کی یہ تدبیر ہو
وہ اگر خوش ہو تو خوش ہو اک جہاں	وہ اگر ناراض ہے تو الاماں

نزولِ مَن سلوٰے

مولائے کریم توبہ کر لے سے اُن پر مہربان ہو گیا اور اتنا مہربان ہوا کہ فرماتا ہے
وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی۔ یعنی اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہارے اوپر
ابر کا سائبان تانا اور تم پر منّ و سلوٰی نازل کیا۔ اس آیت کے متعلق کتب تفاسیر میں
لکھا ہے منّ سلوے اس طرح نازل ہوا تھا کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب
تک بنی اسرائیل پر ایک نورانی ابر آتا تھا جس میں سے مَن اس طرح برستا تھا۔
جیسے مہین مہین برف یا جیسے سفید قند ہوتا ہے اور اسے تمام لوگ اپنے چادروں
اور کپڑوں پر لیتے تھے اور پھر اسے جمع کرتے تھے جو ہر ایک شخص کے لئے ایک صاع
ہو جاتا تھا۔ جو تمام دن قند کی طرح وہ اُسے کھاتے تھے کہ وہ من چھ روز برستا
تھا۔ اور ساتویں دن یعنی ہفتہ کے روز نہیں برستا تھا اس کے بدلے جمعہ کو
دگنی تعداد میں برس جاتا۔ غرض اسی حالت میں ایک عرصہ گذر گیا پھر ایک روز بنی
اسرائیل نے حضرت موسٰی سے کہا کہ اس میٹھا اس سے ہم گھبرا گئے کوئی نمکین شے ہمیں
ملنی چاہئے آپ نے حضور رب العزت میں عرض کیا وہاں سے سلوی نازل ہو
ہو گیا جس کی نسبت لکھا ہے کہ سلوے نام ایک چھوٹے سے پرند کا ہے جسے
بھی کہتے ہیں جو اطراف مصر و شام میں بکثرت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کا طریق نزول

اس طرح ہوتا تھا کہ جب شام ہوتی تھی تو اس وقت ایک جنوبی ہوا چلتی تھی جس سے
وہ لکھو کھا پرند سمندر کے کنارے سے اُڑ کر بنی اسرائیل کے لشکر پر آن گرتے تھے
جن کو وہ اپنے ہاتھوں اور چادروں سے پکڑ لیتے تھے اور ان کا گوشت نہایت لذیذ
ہوتا تھا چنانچہ ایک عرصہ تک بنی اسرائیل یہی میٹھا اور سلونا کھاتے رہے پھر ایک
دن سب مل کر حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم ان دونوں
چیزوں سے گھبرا گئے اور ہمارا ذائقہ بالکل خراب ہو گیا اور بس سلام ہے اس
کھانے کو جسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے۔ "وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی
لَنْ نَّصْبِرَ الآیۃ" یعنی اے موسیٰ! ہم سے ایک کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا۔ آپ
اپنے پروردگار سے عرض کریں کہ وہ وہ چیزیں ہمیں عنایت فرمائے جو زمین سے
اُگتی ہیں مثلاً ککڑی۔ گیہوں، مسور، پیاز۔ یہ سُن کر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ افسوس
عمدہ اور نفیس نعمتیں چھوڑ کر ساگ پات طلب کرتے ہو؟ بڑے احمق اور سخت
نادان ہو اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں تو یہاں سے چلے جاؤ اور کسی شہر میں جا کر
سکونت اختیار کرو! یہ چیزیں وہاں ملیں گی۔

لکھا ہے کہ قوم بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جیسے ظاہرا انعام و اکرام فرمائے
وہ کسی قوم پر نہیں کئے گئے حد ہے کہ جب یہ جنگلوں میں راستہ چلتے تھے تو ابر ان
پر سایہ کرتا تھا اور رات کے وقت ایک نورانی ستون ان پر روشنی کرتا تھا۔
اور ان کے جسم کے کپڑے میلے نہیں ہوتے تھے، اور جب کبھی رستہ میں کچھ گرد

غباران پر آتا تھا تو وہ کپڑوں کو آگ میں ڈال دیتے تھے جس سے کپڑے بالکل براق سفید سے ہو جاتے تھے اور ایک تار اسکا نہیں جلتا تھا۔ نیز ان کے دست و پا کے ناخن اور بال ذرا نہیں بڑھتے تھے اور اپنی اصلی حالت پر ایک روش پر قائم تھے۔ کوئی بچہ بحالت سفر ان کے ہاں پیدا ہوتا تھا تو وہ کپڑے پہنے ہوئے ہوتا تھا اور پھر جتنا اور جس قدر بچہ بڑھتا جاتا تو اس کے جسم پر وہ کپڑے بھی بڑھتے جاتے تھے۔ ان ان نعمتوں پر بھی سخت افسوس کہ وہ نہ خدا کے ہوئے نہ رسول کے ہمیشہ جہالت ہی میں مبتلا رہے

ہے جہالت کا مرض وہ لا دوا — لعنت و پھٹکار ہے جس کی سزا
جہل سے تو اے خدا ہم کو بچا — علم کی توفیق دے رب العلا
ہو جہالت پر نہ اپنا خاتمہ — ہستی موہوم سے واقف بنا
چار دن کی زندگی پر دل نہ دیں — اور حیات دائمی کا لطف پائیں
ہو جہالت سے ہمیں نفرت مدام — طاعت ربی سے بس ہو ہمکو کام
موت جس دم سامنے آتی ہوئی — آنکھ ہو مولا سے شرمائی ہوئی

جز خدائے پاک کے بس اے قمّا
کوئی دنیا میں نہیں باقی رہا

ہارونؑ کی وفات

ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام وحی آئی کہ اے موسیٰ تمہارے بھائی ہارون کی وفات کا زمانہ قریب آگیا اور فلاں فلاں مقام پر ملک الموت ان کے پاس آن موجود ہوں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام؟ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور پیارے بھائی سے کچھ ذکر نہیں کیا۔ اور اب بھائی ہارون کو مع ان کے صاحبزادوں کے اپنے ہمراہ لے کر موعودہ مقام یعنی کوہِ شریک کی طرف روانہ ہو گئے۔ اثنائے راہ میں ایک ایسے مقام پر پہونچے جہاں ہوائیں مشک عنبر کی لپٹیں آرہی ہیں اور اس جگہ ایک عالیشان مکان بنا ہوا ہے جس میں ایک بلند و بالا تخت بچھا ہوا ہے جو نہایت قیمتی فرش و فروش سے آراستہ ہے اور بڑے بڑے خوشبودار درخت اُس پر سایہ فگن ہیں۔ چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اُس خوشنما منظر کو دیکھتے ہی کہا۔

نظم

چاہتا ہے اے اخی یہ دل مرا	لوں یہاں آرام و راحت میں ذرا
مالکِ خانہ سے خائف ہوں اگر	لے اجازت اُس کی ہے مجھکو ڈر

مجھ پہ وہ غصے نہ ہوں آکر کہیں — اور پھر ہونا پڑے اندوہگیں!
آئی یہ غرش شعلے سے ندا — کس لیے ڈرتا ہے یہ بندہ مرا
مالک خانہ ہوں میں اس سے کہو — پاؤں پھیلا کر مزے سے لیٹے رہو
کوئی ان کو روکنے والا نہیں — بلکہ ہوں میں ساتھ ان کے یقیں
لیٹتے ہی حضرت ہارون بس — ہوگئے اللہ بس باقی ہوس
روح تن سے ہوگئی ان کے جدا — اپنی قدرت یوں دکھاتا ہے خدا

ہے بقا اُس کے لیے بس اے اخی
خاک ہے مٹی ہے ایک اک آدمی

جب حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنسو بہاتے ہوئے اُن کے فرزندوں کو آغوش میں لیا اور انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے اپنی قوم کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب قوم میں پہونچے تو قوم کہتی ہے کہ موسیٰ! افسوس تم اپنے بھائی ہارون کو مار کر جنگل میں ڈال آئے اور تم نے یہ اس لیے کیا کہ ہارون ہم سے محبت کرتے تھے۔ جو تمہیں گوارا نہ ہوسکی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ سُنکر ادر صدمہ ہوا۔ آخر انہوں نے دُعا کی وہاں سے حکم ہوا کہ قوم کو اُسی مقام پر لیجا کر اصل واقعہ دکھادو! آپ قوم کو لے کر کوہ شوبک پر پہونچے، جہاں قوم نے دیکھا کہ ایک تخت شاہین پر ہارون سکھ کی نیند پڑے سوتے ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے صرف اسی پر بس نہیں

کی بلکہ حضرت ہارونؑ کو آواز دے کر "قُمْ بِاِذْنِ اللہِ" حضرت ہارونؑ اسی وقت کلمہ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو گئے جن سے حضرت ہارونؑ نے دریافت کیا کہ بھائی! کیا تم کو میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت ہارونؑ نے فرمایا نہیں، نہیں، نہیں، ہرگز نہیں بلکہ میرے خدائے رحمٰن نے مجھے خود اپنے دستِ قدرت سے یہاں قیامت تک کے لئے بلایا ہے۔ یہ کہہ حضرت ہارونؑ تخت پر لیٹ گئے۔ اور قیامت تک کیلئے ہمیشہ کی نیند سو گئے۔

نظم

منکروں کو تب کہیں آیا یقیں — واقعی تھا حکم ربّ العالمیں
ورنہ اس سے پہلے جھٹلاتے رہے — بے یقیں تھے لوگ کیسے قوم کے

قومِ موسیٰ کا رہا بس یہی حال!
آخرش موسیٰ کا ہوتا ہے وصال

حضرت موسیٰ کا وصال

جب جناب کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو آپ نے حضرت یوشعؑ اور کالوب کو بلا کر فرمایا کہ اسے میرے جانشین د

رفقا! میں چاہتا ہوں کہ توریت شریف کے متعدد نسخے تیار کرائے جائیں اور اُن کو قوم میں پھیلایا جائے تاکہ لوگ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

چنانچہ متعدد ہاتھوں سے توریت نقل ہونی شروع ہوئی۔ منجملہ ان کے ایک توریت کامل خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے ہاتھ سے لکھی۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کی صحت کرائی اور پھر اُسے حضرت ہارون کی اولاد کو تحفہ بخش دیا اور فرمایا کہ میری عمر تین سو سال کی ہو گئی ہے اور اب وہ زمانہ قریب ہے کہ میں اس دُنیا سے رُخصت ہو جاؤں۔ لیکن اس سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تم میں ایک شخص جو با اخلاص ہو وہ میرا خلیفہ مقرر ہو جو دینِ الٰہی کی پوری پوری اشاعت کرتا رہے اور میری نصیحت وصیت ہمیشہ یاد رکھے جس کے لئے میرا خیال ہے کہ سب سے زیادہ ثابت قدم رہنے والا اور نہایت اخلاص کے ملئے اس وقت اگر کوئی ہے تو وہ یوشع ہے لہٰذا اُس کو میں اپنا جانشین اور خلیفہ بناتا ہوں۔ جس کو قوم نے نہایت خوشی سے منظور کیا۔ اور سب نے ان کی اطاعت پر عہد و پیمان کر لئے۔ اب موسیٰ علیہ السلام رجوع الی اللہ ہوئے اور آخری طور پر طورِ سینا کی طرف تشریف فرما ہوگئے۔ جہاں اللہ سے ہمکلامی میں آپ نے یہ بھی عرض کیا کہ مولا میری اور میرے بھائی ہارون کی اولاد ابھی بہت تھوڑی عمر رکھتی ہے اُن کی کفالت کون کرے گا۔ وہاں سے جواب ملا کہ اپنا عصا زمین پر مارو۔ اموسیٰ

نے اپنا عصا مارا زمین پر مارا جس سے ایک دریا بہتا ہوا نظر آیا پھر ارشاد ہوا کہ اس دریا پر عصا مارو! آپ نے دریا پر عصا مارا جس سے دریا بیچ میں سے شق ہوا۔ اور ایک سیاہ پتھر آدمی کے سر کی برابر نظر آیا۔ ارشاد ہوا اس پتھر پر عصا مارو! آپ نے اُس پتھر پر عصا مارا جس سے پتھر کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اُس میں سے ایک چھوٹا سا کیڑا نکلا جس کے منہ میں ہری گھاس کی ایک پتی موجود تھی اور کیڑا خدا تعالیٰ پاک کی تسبیح کر رہا تھا جس میں وہ یہ کہہ رہا تھا کہ بڑی تعریف کے قابل وہ ذات ہے جو مجھے کبھی نہیں بھولتا اور ہر وقت میری غذا ہے اور مجھے دیکھتا ہے۔ جب یہ زبردست کفالت اور مولا کی رزق رسانی موسےٰ نے دیکھی تو بے حد متاثر ہوئے اُسی وقت ندا ہوئی کہ اے موسیٰ! یہ کیڑا سمندر کی تہ میں ایک پتھر کے اندر رہتا ہے پس جب ہم ہر وقت اس کی سنتے اور اس کو روزی پہنچاتے ہیں۔ تو پھر ہم تمہاری اور ہارون کی اولاد کو کس طرح بھول سکتے ہیں۔

نظم

ہم نہیں غافل کسی سے ایک آن	کیا زمیں کیا عرش فرش و آسمان
ایک ہیں ہم خالق و مالک کفیل	ایک ہیں نا ہم سے سہیم و بے مثیل
کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا مرا	حد سے بڑھ کر ہے مری جود و سخا
عام دستر خوان ہے بچھا ہوا	پل رہے ہیں دو جہاں اور دوسرا

تجلی میری ذات میں ممکن نہیں
میں ہوں بس اللہ رب العالمین

اب موسےٰ علیہ السلام اپنی اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد کی طرف سے مطمئن ہو کر قوم میں واپس آ گئے اور انہیں آخری نصیحتیں اور وصیتیں کرنے میں مصروف رہے کہ ایک روز ملک الموت آپ کے پاس آئے اور موت کا پیغام لائے جسے موسےٰ علیہ السلام نے ناپسند کیا۔
ملک الموت نے حضور رب العزت میں جا کر عرض کیا کہ آپ کے پیارے موسےٰ موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ اے جبرئیل! ہمارے بندے موسیٰ کے پاس جاؤ اور ان سے کہدو کہ تمہارا معبود یہ فرماتا ہے کہ اے موسیٰ! اگر تمہیں زندگی اور مطلوب ہے تو تم ایک بھیڑ کی کمر پر ہاتھ رکھو مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے اتنے ہی سال کی زندگی تمہاری اور عطا فرمادوں گا۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے یہ پیام ایزدی حضرت موسےٰ کو سنایا۔ آپ بہت مسرور ہوئے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! میں نے بھیڑ کی کمر پر ہاتھ رکھا اور اس کے بالوں کی گنتی کی برابر عمر کی دراز ہو گئی پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا پھر آخر موت۔ اس پر اللہ کے لاڈلے اور پیارے موسیٰ بولے کہ اے جبرئیل! جب آخر موت ہے اول موت سے گھبراتی میں کیوں نہ اس پر راضی ہو جاؤں

جاؤ! ملک الموت کو میرے پاس بھیجدو۔ تاکہ میں نہایت خوشی سے اپنی روح اُن کے حوالے کردوں! چنانچہ جبرئیلؑ آخری سلام کرکے رخصت ہوگئے۔

اب موسیٰ علیہ السلام کا دل گھبرایا۔ اور وہ اُٹھ کر سیدھے بیابان میں پہونچے وہاں دیکھا کہ سات آدمی ایک نہایت شاداب اور پُرفضا مقام پر بیٹھے ہوئے نہایت نفیس قبر تیار کر رہے ہیں۔ آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ یہ قبر کس کے لئے تیار کی جارہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کے دوستوں میں سے ایک پیارے دوست کے لئے یہ قبر تیار کی جارہی ہے۔ جس کا قد تمہارے ہی قد کے برابر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام قبر کے تیار ہونے تک وہیں کھڑے سیر دیکھتے رہے۔ وہ قبر بن کر تیار ہوگئی تو فرمایا کیا میں تمہاری اجازت سے ذرا اس قبر میں لیٹ کر اس کی بہار دیکھ سکتا ہوں۔ ان لوگوں نے بخوشی اجازت دی۔ یہاں یہ بھی معلوم کرلینا چاہیے کہ وہ سات آدمی جو قبر کھود رہے تھے کون تھے؟ جبرئیلؑ میکائیلؑ اسرافیلؑ عزرائیلؑ تین اور مقرب فرشتے بہرحال ان کی اجازت لے کر ذرا پہلے سے موسیٰ اُس نفیس قبر میں چلتے اور لیٹ کر فرمایا اچھی قبر ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ ملک الموت نے اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک پھول سونگھایا جس سے آپ جاں بحق تسلیم ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

نظم

ہو گئے موسیٰ نبی حق کی رضا | آج دم جس کا تھا اُس کو دیدیا
تھی امانت جس کی اسکو سونپ دی | لاڈلے موسیٰ نے اُف تک بھی نہ کی
قبر میں چُھپ چاپ کیسے ہو گئے | آہ جو پیارے کلیم اللہ تھے
آفر اس دُنیا کی ہے سب کے لئے | اس میں داخل ہیں سبھی چھوٹے بڑے
تاک میں ہے موت اک اک چیز کی | رفتہ رفتہ بس فنا ہوں گے سبھی
طور پر جو محو جلوہ تھے کبھی | آج ان کی لاش مٹی میں دبی
قرب سے گو مرتبہ اقرب ہوا | موت کا چکھنا تھا لیکن ذائقہ
طور پر مولا سے تھے جو ہمکلام | آج کو نہیں سیلتے سلام

فنا کے ہے افلاک بھی انجام کو
ہے بقا اسحٰق اس کے نام کو

رزّاق کی رزق رسانی

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ایک روز اپنے مولائے کریم کی جناب میں
یہ سوال پیش کیا کہ بنی اسرائیل یا میری قوم کی روزی میرے ہاتھ میں

جائے جہاں سے اس سوال کا کچھ جواب نہ ملا۔ اسی روز رات کے وقت آپ
نے دیکھا کہ ایک شخص چوروں کی طرح دبے دبے پاؤں چلا آتا ہے۔ حضرت
موسیٰ خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لئے کہ دیکھوں یہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے
چلتے چلتے ایک جگہ پہنچکر اس چور نے نقب لگائی اور نقب لگا کر وہ اس
مکان میں داخل ہو گیا۔ اور کئی آدمیوں کو اس نے جان سے مارا اور ایک عورت
کی عصمت بگاڑی اور پھر چلتے ہوئے اس گھر کا تمام ساز و سامان اور مال
و دولت اسمیٹ کر لے گیا۔ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا
مگر خاموشی سے اس کی یہ سب کیفیت دیکھتے رہے۔ چنانچہ وہ چور ایسا
سب کچھ کر کے اور مال و دولت لے کے اپنے گھر آیا یہاں اس کی بیوی نے
اس کے لئے دستر خوان بچھایا جس پر طرح طرح کے کھانے چنے اور عمدہ عمدہ
نعمتیں اس قاتل و سفاک نے کھانی شروع کیں یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ
السلام کو زیادہ غصہ آیا چاہتے تھے کہ اسے قتل کر دیں کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ
السلام نمودار ہوئے اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ موسیٰؑ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام
فرماتا ہے اور آپ سے دریافت کرتا ہے کہ اے موسیٰؑ! اگر ہم اس شخص کی
روزی تمہارے ہاتھ میں دیدیں تو تم اس کے ساتھ کیسا سلوک کرو۔ جواب
میں فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے بدکردار اور گناہگار کو ایک
لقمہ کھانے کو نہ دوں بلکہ اسے قتل کر دوں! کہ اس نے ایسا ایسا ظلم کیا اور پھر میں

اس کو رزق بھی دوں؟ جس کے جواب میں اللہ رب العزت سے وہ
آئی ۔

نظم

رزق بندوں کا تمہیں کس طرح دوں ۔۔۔ میں بھی کیا ان کی طرح ظالم بنوں
ایک انسان پر تم کو غصہ آگیا ۔۔۔ قتل کی دینے لگے اس کو سزا
میرے بندوں میں ہیں اس سے بھی نزدوں ۔۔۔ کیا میں ان کو رزق دینا چھوڑ دوں
ایک روزی پہ اتنا پیچ و تاب ۔۔۔ قوم کی لیتے تو کیا کرتے جناب
یہ ہماری ذات ہے اعلیٰ صفات ۔۔۔ کھینچ نہیں سکتا کبھی رحمت کا ہاتھ
دوست دشمن سب کو پہنچاتے ہیں ہم ۔۔۔ نعمتیں ایک اک کو کھلواتے ہیں ہم

اپنے بندوں کے ہمیں رزاق ہیں
یہ ہمارے بھی بڑے اخلاق ہیں

قدرت کے بھید

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار الٰہی میں التجا کی الٰہا العٰ
مخلوق کے اعمال اور ان کے کرتوت جنمیں تیری حکمت کے ہزاروں راز مخفی ہو

ہیں۔ انہیں سے کسی دو ایک واقعات کی مجھے بھی سیر دکھا! حکم ہوا کہ اے موسیٰ
ہمارا علمِ راز ہمیں کو شایاں اور سزاوار ہے۔ تم اس کو دیکھ کر سہہ نہ سکو گے!
عرض کیا خداوندا مجھے اشتیاق ہے کہ میں کچھ دیکھوں۔ حکم ہوا اے موسیٰ جنگل میں
جاؤ! اور فلاں جگہ بیٹھ کر ہماری قدرت کا تماشہ دیکھو! اور ہر فعل میں ہمارے
رازِ مخفیہ کی سیر کرو! موسیٰ علیہ السلام اُس مقام پر پہونچے جہاں ایک پانی کا
چشمہ بہہ رہا تھا اور بہت سے درخت لگے ہوئے تھے۔ آپ ان درختوں کی
آڑ میں ہو بیٹھے تھوڑی دیر میں وہاں ایک گھوڑے سوار آیا جس نے اُس
چشمہ میں سے پانی پیا۔ گھوڑے کو پلایا اور قدرے دم لے کر وہ وہاں سے چلتا
ہوا۔ اتفاق سے وہ اپنی اشرفیوں کی تھیلی وہاں بھول گیا اُس سوار کے
جاتے ہی وہاں ایک کم سن لڑکا وارد ہوا جس نے آکر وہاں پانی پیا اور وہ
اشرفیوں کی تھیلی گری ہوئی اٹھائی اور بغل میں دبا کر روانہ ہوا۔ اس کے
بعد ایک حبشی غلام لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھے ہوئے آیا جس نے آکر اُس
چشمہ پر لکڑیوں کا بوجھ اُتارا ذرا دم لیا۔ پانی پیا اور پھر لکڑیوں پر سر رکھ
سو رہا۔ اس کے بعد کیا دیکھا کہ وہ سوار نہایت سراسیمہ دوڑتا ہوا آیا۔ اور
آتے ہی اس حبشی غلام کے ایک کوڑا مار کر جگایا اور کہا کہ میں یہاں اشرفیوں
کی تھیلی کو بھول گیا۔ وہ کیا ہوئی؟ حبشی غلام نے کہا مجھے تیری تھیلی کی کچھ
خبر نہیں۔ سوار نے کہا کہ یہاں سوائے تیرے اور کون ہے جس نے میری تھیلی اٹھائی

ہو؟ جلدی میرے حوالہ کرو ورنہ جان سے مار ڈالوں گا۔ حبشی غلام نے پھر یہی کہا کہ میں نے نہ تیری تھیلی اٹھائی نہ دیکھی مجھے کچھ خبر نہیں۔ سوار کو اُس کے کہنے کا بالکل یقین نہ آیا تلوار نکال کر وہیں اُسی حبشی غلام کو قتل کر ڈالا۔ موسےٰ علیہ السّلام جو وہاں چھپے ہوئے سیر دیکھ رہے تھے۔ کانپ گئے۔ تھرا اُٹھے اور اس پر آپکو نہایت غصّہ آیا قریب تھا کہ آپ جا کر اس سوار جلتی کے بدلے میں قتل کر دیں کہ اُسی وقت آسمان سے ندا آئی۔

نظم

اے کلیم اللہ کیا دیکھا کہو	ہم بتاتے ہیں تمہیں اس بھید کو
وہ جو لڑکا اس کی تھیلی لے گیا	وہ اسی کا حق اسی کا مال تھا
باپ تھا جسکا امیر و مالدار	تھا غلام اس کا یہی گھوڑے سوار
لے گیا مرتے ہی اسکا مال و زر	جس کا وارث حقیقی یہ پسر
آج کچھ قدرے جسے واپس ملا	حق ابھی جس کا بہت کچھ باقی تھا
لکڑیوں والا وہ حبشی وہ غلام	کام جسکا کر دیا اس نے تمام
قتل وہ بیجا نہیں تھا اے کلیم	بلکہ تھی اس میں مری حکمت عظیم
تھا ہمارا ایک بندہ دین دار	جس کا ہے فرزند یہ گھوڑے سوار
قتل اُس کو کر چکا ہے یہ غلام	آج جس کا چک گیا بدلا تمام
مل گیا حقدار کو حق باپ کا	رازِ حکمت کوئی کیا جانے بھلا

اسلامی فرائض

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان اپنے ایمان میں کامل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ شئے پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے (بخاری مسلم) دوسری روایت میں آپ فرماتے ہیں مسلمان کسی کو نظر حقارت سے نہ دیکھے! اور تکبر کو ذرا دل میں جگہ نہ دے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ متکبر سے انتہا درجہ بغض رکھتا ہے

(مشکوٰۃ المصابیح)

تیسری روایت میں حضور فرماتے ہیں۔ مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے اس کو ہلاکت میں نہ ڈالے حتی الامکان اس کی حاجت روائی میں دریغ نہ کرے اُس کے عیب چھپائے!

(مشکوٰۃ المصابیح)

نظم

حق ادا کرنے میں ہے بس یہ حصول — رحمت رحمان کرتی ہے نزول

دین و دنیا کا اگر چاہے مفاد — اپنے ذمے لے نہ تو حق العباد

پیش سب سے آ خوش اخلاقی سے آ — تجھ پہ یہ لوگوں کا حق ہے کرادا

دیکھ بد خلقی سے حق تلفی نہ کر — کوئی ہو تو اس سے بد خلقی نہ کر

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

محمد اسحاق ۔ مدیر الوعظ

ختم شد

یا حبیب سلام علیک

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

آپ سلطان مدینہ — مہبط وحی السکینہ
نور سے معمور سینہ — مشک سے بہتر پسینہ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

اولیں موج خلائق — مرکز دور خلائق
فائقوں پہ آپ فائق — جو ثنا کیجئے سو لائق

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

مصدر انوار سکینہ — مورد سرّ سکینہ
رحمت حق کے سفینہ — اے شہنشاہ مدینہ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

آپ ہیں حق کے دلارے عرش اعظم کے ستارے
ہو دو عالم کے سہارے جان و دل قرباں ہمارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

کاش حاصل ہو حضوری دور ہو جائے یہ دوری
دل کی یہ حسرت ہو پوری دیکھ لوں وہ شکل نوری

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

کیا کرے مسکیں شکایت درد ہجراں کی شکایت
رنج و غم ہے بے نہایت کیجئے للہ عنایت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

یارسول سلام علیک

یا نبی سلام علیک　یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　صلوٰۃ اللہ علیک

مظہر نورِ خدا ہو　دستگیرِ بے کساں ہو
چارۂ دردِ نہاں ہو　رہبرِ ہر دو جہاں ہو
یا نبی سلام علیک　یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　صلوٰۃ اللہ علیک

کس کو یہ رتبہ ملا ہے　کون عرش پہ گیا ہے
نام کس کا مصطفےٰ ہے　کون محبوبِ خدا ہے
یا نبی سلام علیک　یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　صلوٰۃ اللہ علیک

شافعِ روزِ جزا ہو　مالکِ ہر دو سرا ہو
جلوۂ نورِ خدا ہو　حسن میں سب سے سوا ہو
یا نبی سلام علیک　یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　صلوٰۃ اللہ علیک

ہادیٔ راہ ہُدا ہو وجہ مست جز د کل ہو
سرورِ خیل رسل ہو باغ کن کے آپ گل ہو
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

رحمت للعالمیں ہو مالک خلد بریں ہو
سرورِ دنیا و دیں ہو خاتم دل کے نگیں ہو

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک ؎

السلام اے پیشوائے انبیاء

السلام اے رحمت للعالمین
السلام اے سرورِ دنیا و دیں

السلام اے واقفِ اسرارِ کل
السلام اے سرور شاہ رسل

السلام اے پیشوائے انبیاء
السلام اے مقتدائے اصفیاء

السلام اے چارۂ دردِ جگر
السلام اے بادشاہ بحر و بر

السلام اے خسرو امی لقب
السلام اے ماہ تابان عرب

السلام اے ماہ تاباں راہبار
السلام اے رحمت پروردگار

السلام اے شکل انساں نور حق
السلام اے ناظر و منظور حق

سید نجم نعمانی سبزواری

السّلام اے محرم راز خدا

السلام اے پادشاہ دوسرا
السلام اے محرم علم خدا

السلام اے مالک ارض و سما
السلام اے نور حق شمع ہدا

السلام اے رحمت ہر دو جہاں
حامی و ناصر پناہ بیکساں

السلام اے واقف اسرار حق
رازدار نازنین و یار حق

باعث تکوین عالم السلام
دو جہاں کے راج والے السلام

السلام اے فخر آدم السّلام
عرش کی معراج والے السلام

خاتم دور نبوت السلام
رحمتوں کے تاج والے السلام

امر حق عین صداقت السلام
عاصیوں کی لاج والے السلام

السّلام اے حامی نجم حزیں!
دونوں عالم میں کوئی تجھ سا نہیں

کے سچے واقعات نہایت سلیس اُردو میں بیان کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی حسن و عشق کی داستان بھی بڑی پُرکیف ہے

قیمت تین روپے آٹھ آنے

عشق و محبت کے موضوع پر ایک انوکھا رومانی ناول۔

خوفناک محبت

جسے مولانا عبدالحلیم شرر مرحوم نے ہندوستانی ماحول کے گہرے مطالعہ کے بعد لکھا۔ اندوہناک واقعات حسن کی شوریدہ سری اور عشق کی بپتا بیاں اس ناول کی روح ہیں۔ ایک ایک لفظ میں جادو بھرا ہوا ہے۔ زبان کی شیرینی اور محبت کی رنگینیاں قدم قدم پر ملتی

ایکبار پڑھنے کے بعد ناول ہاتھ سے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا

قیمت تین روپے آٹھ آنے

بہادر کرد

مصنفہ منشی صادق سروھندی صاحب صدیقی نے جنگ روم و کے پرجوش جنگی کارنامے کردوں کی معاشرت تمدن اور مذہبی عقائد ایسے دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے ہیں، کہ جوں پڑھتے جائیے دلچسپی بڑھتی جائے گی ناول کیا ہے تاریخی معلومات کا ذخیرہ ہے ساتھ ہی حسن و عشق کی بھی چاشنی موجود ہے

قیمت

تین روپے آٹھ آنے

جنرل پبلشنگ ہاؤس بندر روڈ کراچی

دربار رامپور

یہ ناول حسن کے ڈاکو کا تیسرا اور چوتھا حصہ ہے اور اس میں بھی بعض بیگمات اور نوابین کی بدکاریوں کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔ بہت ہی دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہے۔!

قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے

مینا بازار

مولانا شرر کا سب سے آخری اور تازہ ناول ہے جس کا انداز بیان بیحد انوکھا اور نرالا ہے زبان سلیس و سادہ بڑی پیاری اور موثر ہے۔ پھر حسن و عشق کے واقعات کے اندر بھی اچھوتا بنا دیا ہے۔

قیمت مجلد تین روپیہ آٹھ آنے

فردوس بریں

جیتے جی جنت کی سیر کرنی ہو تو اس ناول کو ضرور پڑھئے۔ عجیب و غریب تاریخی داستان ہے اور حسن و عشق کے ایسے واقعات پیش کیے گئے ہیں جو بڑا [illegible] سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا شرر کا یہ ناول بیحد مقبول ہو چکا ہے۔

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے

طاہرہ

طاہرہ بیگم کی صبر آزما مصیبت کے دل ہلا دینے والے واقعات عفت و عصمت کی حفاظت کی خاطر تہذیب جدید کے متوالوں سے کشمکش اور آخر میں قابل رشک کامیابی۔ یہ ناول دلدادگان تہذیب کے لئے درس عبرت کی حیثیت رکھتا ہے۔

قیمت مجلد ایک روپیہ بارہ آنے

جویائے حق

حضرت سلمان فارسیؓ جو ایک آتش پرست خاندان کے فرد تھے۔ لیکن ابتداء ہی عمر ہی سے حق کے جویا تھے لہذا بچپن ہی میں ماں باپ اور وطن کو چھوڑ کر مسیحی بنے اور تلاش حق میں ایسی ایسی مصیبتیں اٹھائیں جنہیں پڑھ کر دل و دماغ کانپ جاتے ہیں آخر آپ بصری کے سب بڑے راہب بحیرہ سے ملے اور اس کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے حضرت رسول اکرم صلعم کی بعثت کے حالات معلوم کر کے سرکار دو عالم کی دید کے اشتیاق میں مدینے روانہ ہوئے مگر اثنائے راہ میں ایک یہودی کی غلامی کرنی پڑی جس نے ایسی ایسی اذیتیں پہنچائیں جنہیں پڑھ کر عہد قدیم کے جاہل انسانوں کی سفاکیاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد سرکار دو عالم سے ملاقات اور مسلمان ہونے کے بعد غلامی سے نجات کے سبق آموز واقعات کے علاوہ حضرت رسول اکرم کی زندگی کے بالکل صحیح حالات اور معجزات کا تذکرہ ابتداء سے انتہا تک اس قدر دلچسپ سادہ اور دلنشیں انداز میں لکھا گیا ہے کہ آپ مولانا شرر کے اس عظیم ترین شاہکار کو بار بار پڑھنے پر مجبور رہوں گے

جلوۂ طور

موسیٰ و فرعون

ت مولانا مولوی حافظ محمد اسحٰق صاحب مرحوم و مغفور

ناشر

ل پبلشنگ ہاؤس بندر روڈ کراچی